www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ

المُرشد

لاہور

ستمبر 2000

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ
المُرشد
لاہور

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ
سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ
ناظم اعلیٰ: کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین   نشرواشاعت: چوہدری غلام سرور

ستمبر 2000

جلد نمبر 22 شمارہ نمبر 2

مدیر ــــ چوہدری محمد اسلم
نائب مدیر ــــ الطاف قادر گھمن
سرکولیشن مینجر ــــ راناجاوید احمد
کمپیوٹر گرافکس ــ اعجاز احمد اعجاز

CLP No. 3

قیمت 20 روپے

اس شمارے میں

1	(اداریہ) دینی مدرسے	محمد اسلم	3
2	اللہ ایمان والوں کا دوست ہے	امیر محمد اکرم اعوان	4
3	پاکستان ... ایک سیکولر ریاست	امیر محمد اکرم اعوان	10
4	اللہ والے کیسے ہوتے ہیں؟	نو وارد شوق سے اقتباس	15
5	بوستہ رہ شجر سے	امیر محمد اکرم اعوان	17
6	باتیں ان کی خوشبو خوشبو	حضرت اللہ یار خانؒ	22
7	جشن مناؤ	حسن نثار	23
8	ذکر الٰہی اور عقائد احوال کی اصلاح	امیر محمد اکرم اعوان	24
9	من الظلمت الی النور	عبدالرحمٰن جامی	30
10	کلام شیخ	سیماب اویسی	34
11	ایمان کی ایک شرط ... اللہ سے محبت	امیر محمد اکرم اعوان	35
12	اسرار التنزیل (تبصرہ)	ڈاکٹر ضیاء الحق	40
13	اگر یہ معاشرہ	جاوید چودھری	42
14	کرنل (ر) محبوب خانؒ	الطاف قادر گھمن	46
15	وسائل کی تقسیم	امیر محمد اکرم اعوان	49
16	حضرت ابوایوب انصاریؓ	قسط نمبر 1	53
17	عبادات اور کردار	امیر محمد اکرم اعوان	57
18	حضور اکرم کی سوانح حیات	ڈاکٹر لیاقت علی نیازی	62

بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات	بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات
پاکستان	175 روپے	2700 روپے	برطانیہ اور یورپ	25 سٹرلنگ پاؤنڈ	130 سٹرلنگ پاؤنڈ
بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش	400 روپے	4000 روپے	امریکہ	45 امریکن ڈالر	300 امریکن ڈالر
مشرق وسطیٰ کے ممالک	90 سعودی ریال	700 سعودی ریال	کینیڈا	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر

رابطہ آفس۔ دارالعرفان، عقب عبداللہ پور ویگن سٹینڈ، ریلوے کالونی، فیصل آباد۔ فون 542284

ناشر پروفیسر حافظ عبدالرزاق   انتخاب جدید پریس لاہور 6314365

ہیڈ آفس۔ ماہنامہ المرشد اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔ فون 5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

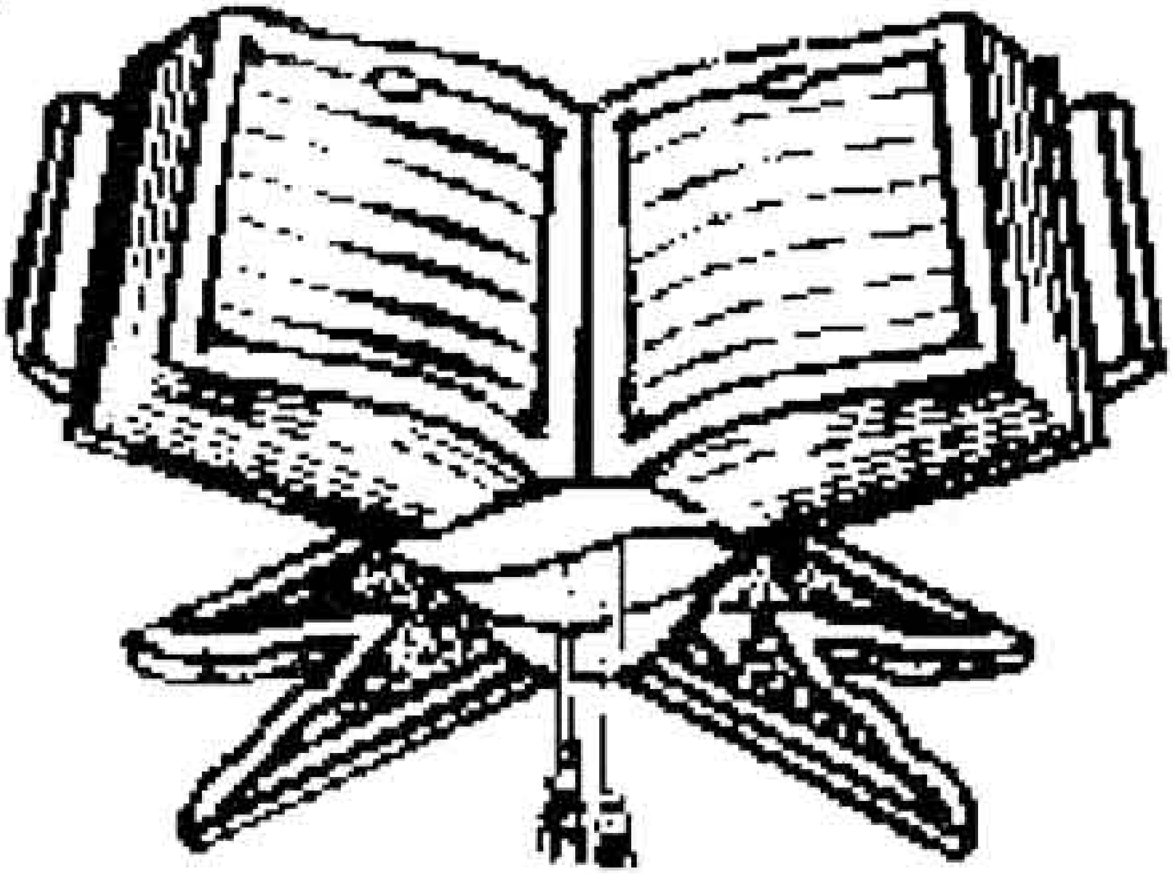

غذا کا اثر

اے ایمان والو! یہ سب چیزیں میں نے تمہیں روزی میں دی ہیں اور نوع انسانی کے لئے یہ سارا انظام ہے مگر یاد رکھو! ان میں سے طیب کھاؤ یعنی پاکیزہ کہ حلال بھی ہو اور پاک بھی کہ طیب صرف حلال ہی نہ ہو گا بلکہ پاک بھی ہو۔ اصل میں انسانی مزاج غذاء ہی سے تعمیر پاتا ہے حرام غذاء کی ایک خاص نحوست اور کیفیت ہوتی ہے جو اللہ سے دور کرتی ہے اور شیطانی القاء کو قبول کرتی ہے۔

حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ بہت سے طویل السفر اور پریشان حال اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے اور یارب! یارب! پکارتے ہیں مگر کھانا پینا 'لباس ان کا حرام ہوتا ہے۔ دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے! حرام سے حاصل کی گئی قوت زبان حق بیان نہیں کر سکتی اور کان حق نہیں سن سکتے' آنکھوں میں حیا نہیں رہتی اور دل میں نور نہیں رہتا۔ انسان پر شیطان کا اثر قوی ہو جاتا ہے اور وہ اسی کے نقش قدم پر چل نکلتا ہے۔

رزق حلال سے ایک نور دل میں پیدا ہوتا ہے حق گوئی اور حق پرستی کی قوت نصیب ہوتی ہے عبادات کے لئے دل میں ذوق پیدا ہوتا ہے اور دل کی آہ عرش تک پہنچتی ہے اور گناہ سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اور اللہ کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا ہوتی ہے۔ اگر تم صرف اللہ کی عبادت کرنے والے ہو تو حلال کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اور محض اپنی طرف سے کوئی شخص قید لگا کر کسی شے کو حرام نہیں کر سکتا بلکہ حرام وہی ہیں جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔

اسرار التنزیل سے اقتباس

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ دینی مدرسے

آج کل حکومت کی طرف سے دینی مدرسوں کو جدید سہولیات فراہم کرنے اور زیر تعلیم طلبہ کو سائنسی تعلیم دینے کی طرف بھرپور توجہ دے رہی ہے' وزیر داخلہ معین الدین حیدر اس سلسلہ میں خوب بھاگ دوڑ کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اس حوالے سے ان کے بیانات اخبارات کی زینت بن رہے ہیں حکومتی عہدیداروں کی طرف سے کئے گئے اعلان کے مطابق دینی مدارس کو کمپیوٹر اور دوسری ٹیکنالوجی فراہم کی جائے گی تاکہ دینی مدارس کے طلبہ بھی جدید دور سے ہم آہنگ تعلیمی سہولیات سے استفادہ کر سکیں۔

کئی ایک دینی جماعتوں نے حکومت کے اس اقدام کو دینی مدارس کے معاملات میں مداخلت قرار دیا ہے۔ ان جماعتوں کا موقف ہے کہ حکومت مدرسوں کو جدید سہولیات فراہم کرنے کی آڑ میں اعداد و شمار اکٹھے کرنا چاہتی ہے تاکہ بعد میں ان اعداد و شمار کی مدد سے دینی مدرسوں کے خلاف کارروائیاں کی جا سکیں۔ تنظیم الاخوان کے مرکزی امیر مولانا اکرم اعوان نے دینی مدارس کو جدید سہولیات فراہم کرنے کے حکومتی اقدام کو جس تناظر میں دیکھا اور اپنی رائے کا اظہار کیا ہے وہ قابل ستائش ہی نہیں قابل تقلید بھی ہے۔ مولانا اکرم اعوان نے کہا ہے کہ حکومت دینی مدرسوں میں جدید تعلیمی سہولیات فراہم کرنے میں بہت سرگرم دکھائی دیتی ہے مگر انگلش میڈیم سکولوں کے طلبہ کو دینی تعلیم دینے کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی' حالانکہ ملک کے بیشتر بڑے انگلش میڈیم اور الیٹ طبقے کے لئے قائم تعلیمی اداروں میں تعلیمی نصاب کا یہ حال ہے کہ یہاں سے فارغ التحصیل افراد اسلام کے بنیادی عقائد سے بھی واقف نہیں ہوتے۔

روایتی سکولوں کے نصاب میں دینی تعلیم کے شامل نہ ہونے اور دینی مدرسوں کیں جدید سہولیات کے فقدان کی وجہ سے جو طبقاتی ناہمواریاں پیدا ہوتی ہیں ان کا حل پیش کرتے ہوئے مولانا محمد اکرم اعوان نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ میٹرک سے کم تعلیم والے کسی بچے کو دینی مدرسے میں داخل نہ کیا جائے۔ ساتھ ہی ان دینی مدرسوں کا درجہ کالجز اور یونیورسٹیوں کے برابر کر دیا جائے۔ تاکہ جس طرح طالب علم بنیادی عمومی تعلیم کے بعد میڈیکل' انجینئرنگ اور کامرس کے شعبوں میں سپیلائزیشن کرتے ہیں اسی طرح وہ میٹرک کے بعد حدیث اور فقہ کی تعلیم میں بھی سپیلائزیشن کر سکیں۔ جب مدرسوں کا کالجز اور یونیورسٹیوں کا درجہ ملے گا تو لوگ ڈگری اور ماسٹر سطح کی تعلیم کے لئے دینی مدرسوں کا رخ کریں گے اور ان اداروں سے فارغ التحصیل افراد معاشرے میں دوسرے شعبوں کے افراد کی طرح پذیرائی ملے گی۔

مولانا اکرم اعوان نے دینی مدارس کو جدید سہولیات فراہم کرنے کے حکومتی اقدام کا جس انداز سے جائزہ لیا ہے اس سے ان کی بصیرت اور اعلیٰ علمی صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ ہم اپنے ان بچوں کو دینی مدارس میں بھیج دیتے ہیں جو انگلش میڈیم اور دوسرے سکولوں میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ اگر دینی مدرسوں میں داخلے کے لئے میٹرک تعلیم لازمی قرار دی جائے گی تو اس سے ذہین اور قابل طلبہ اسلامی علوم کی طرف آئیں گے اور مدرسوں کو کالجز اور یونیورسٹی کا درجہ ملنے سے دینی تعلیم کی طرف لوگوں کے رجحان میں بھی اضافہ ہو گا۔ اس سے جہاں معاشرے کو دین کو بہتر انداز میں سمجھنے اور قوم کی رہنمائی کرنے والے عالم دین میسر آئیں گے۔ سب سے بڑھ کر روایتی سکولوں میں رائج نصاب کی تبدیلی سے ملک میں طبقاتی فضا ختم ہو گی اور سکول کی سطح پر لازمی دینی تعلیم کی بدولت طالب علم اسلام کی بنیادی تعلیمات سے بھی بہرہ مند ہو سکیں گے۔

اب جبکہ حکومت نے از خود دینی مدرسوں کی طرف توجہ دینی شروع کی ہے تو دینی حلقوں کے لئے بھی یہ ایک اہم موقع ہے کہ وہ حکومت کو اس بات پر مجبور کر کے انگلش میڈیم سکولوں میں دینی تعلیم کو لازمی قرار دلوائے۔ دوسری جانب انہیں دینی مدرسوں میں داخلے کے لئے میٹرک تعلیم لازمی قرار دینے کے معاملے پر بھی فوری غور کرنا ہو گا اس سے یقیناً ملک میں نفاذ اسلام کی راہ ہموار ہو گی اور ایسے پڑھے لکھے لوگ تیار ہوں گے جو دینی اور دنیاوی دونوں میدانوں میں اعلیٰ شعوری پختگی کے حامل ہوں گے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اگر دینی جماعتوں کے اکابرین حکومت سے اپنی بات منوا لیتے ہیں تو یہ ان کی بڑی کامیابی ہو گی۔

محمد اسلم

www.naqshbandiaowaisiah.com

اللہ ایمان والوں کا دوست ہے

کچھ لوگ اللہ کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں جنت مل جائے' جنت کی طلب بری چیز نہیں صرف جنت کی طلب تک رہ جانا بری بات ہے

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان' منارہ 99-5-28

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت و یومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا واللہ سمیع علیم○ اللہ ولی الذین امنو یخرجھم من الظلمت الی النور○ والذین کفروا اولیھم الطاغوت یخرجو نھم من النور الی الظلمت اولیک اصحب النار ھم فیھا خلدون○ البقرہ ۲۵۶ تا ۲۵۷

ہمارے ہاں اللہ جل شانہ کی ذات اور اس سے بندے کا تعلق ایک حد تک ایسے ابہام کا شکار ہو چکا ہے اور شاید اس دور کا مذہبی رہنما یا مذہبی مبلغ بھی اس طرف توجہ نہیں دے پا رہا۔ ایک ایسی صورت حال بن گئی ہے کہ کچھ لوگ اللہ کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں جنت مل جائے' جنت کی طلب بری بات نہیں لیکن صرف جنت کی طلب تک رہ جانا بری بات ہے چونکہ جنت بھی مخلوق ہے اور کوئی بھی مخلوق جب منزل قرار پائے گی تو قباحت پیدا ہو جائے گی۔ کچھ لوگ اللہ کریم سے اتنا ڈرا دیئے جاتے ہیں یا اتنا ڈرتے ہیں کہ ان کے تصور میں کوئی ایک ایسی ہستی ہے جو بہت طاقت ور ہے جو نظر بھی نہیں آتی لیکن وہ بہت غضب ناک ہے اور بہت سخت ہے اور اگر قابو آ گیا جو بھی اس کے تو تباہ کر کے رکھ دے گی تو ایک ایسا تصور ہے کہ وہ اس سے بھاگتے ہیں یا مذہبی عبادات یا حدود و قیود یا حلال و حرام کو اس طرح کا سخت سا ماحول سمجھتے ہیں کہ اس میں جینا آسان نہیں ہو گا جینا مشکل ہو جائے گا آدمی دم نہیں لے سکے گا ایک تیسرا طبقہ ہے

> **انسان کی مختاری کی طرف آئیں تو نہ اپنی مرضی سے پیدا ہو سکتا ہے' نہ اپنی مرضی کی شکل اختیار کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی کام اپنی مرضی سے کر سکتا ہے**

جن کی باتوں سے بھی جن کے خطوط سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے وہ لکھتے ہیں جی جناب پانچ نمازیں پڑھتے ہیں کوشش کرتے ہیں نیکی کرنے کی لیکن بچہ بیمار ہے بیوی کی ٹانگ ٹوٹ گئی کاروبار بیٹھ گیا کیا حاصل ہوا عبادت بھی بڑی کرتے ہیں دعائیں بھی بڑی کرتے ہیں وظیفے بھی بڑے پڑھتے ہیں نقصان بھی ہمارا ہی ہوتا ہے۔

ان تصورات میں وہ رشتہ جو بندے کا رب العالمین کے ساتھ ہے وہ کھو گیا تو میں یہ چاہوں گا کہ اللہ کی توفیق سے ان چند منٹوں میں ہم اس رشتے پر بات کریں جو ہمارا اللہ کے ساتھ ہے انسان کے پاس جسے خود مختار کہا گیا ہے وہ بلا غالب نے کہا تھا۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہتے ہیں سو آپ کریں ہے ہم کو عبث بدنام کیا

انسان کی مختاری کی طرف ہم آئیں تو کیا وہ اپنی مرضی سے پیدا ہو سکتا ہے؟ کیا وہ اپنی مرضی سے کوئی شکل اختیار (Adopt) کر سکتا ہے؟ اپنی مرضی کا کوئی قد کاٹھ بنوا سکتا ہے' اپنی مرضی کا ذہن' اپنی مرضی کا دل' اپنی مرضی کا ضمیر حاصل کر سکتا ہے؟ اپنی مرضی کا علم' اپنی مرضی کی صحت حاصل نہیں کر سکتا۔ اپنی مرضی کا رزق حاصل نہیں کر سکتا۔ اپنی مرضی' اپنی پسند کا عہدہ رتبہ حاصل نہیں کر سکتا بلکہ تقدیر کے سیلاب میں بہا جا رہا ہے اور اپنی مرضی سے مرتا بھی نہیں ہے۔ گاہے موت کو پکارتا ہے موت نہیں ملتی کبھی زندگی کے لئے ہاتھ مارتا ہوا مر جاتا ہے تو پھر اس کے پاس اختیار کیا ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں یہ سارے وہ کام ہیں جو انسانوں کے سپرد کر دیئے جائیں تو وہ کبھی اسے صحیح استعمال نہ کر پائیں۔ انسان روئے زمین پر

www.naqshbandiaowaisiah.com

اربوں کی تعداد میں موجود ہوتے ہیں' دو بھائیوں میں اتفاق ممکن نہیں ہے' باپ اور بیٹے میں اتفاق ممکن نہیں ہے' میاں اور بیوی کی رائے مختلف ہوتی ہے۔ اگر تعمیر اجسام میں' زندگی موت میں' رزق میں' ان امور میں اگر فیصلہ انسانوں پر چھوڑا جائے تو یہ کائنات ایک لمحہ بھی نہیں چل سکتی۔ لہذا انسانوں کو بھی اسی کا فیصلہ ماننا پڑتا ہے جو کائنات کے ذرے ذرے پہ حاکم ہے اور ہر ایک ذرے کو عین اس وقت پر' عین اس جگہ پہنچا رہا ہے جہاں' جس وقت اس کی ضرورت تھی۔ ہر قطرہ آب کو' ہوا کے ہر جھونکے کو' عین اس لمحے اور اسی جگہ پہنچاتا ہے جہاں اس کی اشد ضرورت

جن کا دوست شیطان ہو وہ روشنی سے اندھیروں کی طرف سفر شروع کر دیتے ہیں' ان کی نیکیاں کم ہونے لگتی ہیں

ہے' اس لئے کہ اس کا علم ساری کائنات پر حاوی ہے اور انسان تو اپنی ذات کے متعلق علم نہیں رکھتا۔ بیمار ہوتا ہے تو دوسرے سے پوچھنے جاتا ہے مجھے بیماری کیا ہے۔ اگر ایسے فیصلے انسان پر چھوڑ دیئے جاتے تو وہ کیسے کر سکتا تھا۔ لہذا یہ اس کے اپنے دست قدرت میں ہے۔ تو پھر انسان کے پاس کیا ہے؟ فرمایا۔

عقل و شعور سے آراستہ کر کے میں نے انبیاء علیہم السلام بھیجے' اپنا کلام نازل فرمایا' کتاب بھیجی اور قد تبین الرشد من الغیّ۔ انسان کے سامنے دو باتیں واضح کر دیں کہ رشد اور بھلائی کیا ہے الغیّ اور بغاوت کیا ہے۔ اب یہ اسلام کا معجزہ کہیے تو بھی درست ہے' قرآن کریم کا معجزہ کہیے تو بھی درست ہے' سب سے عظیم معجزہ ہے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا کہ جو حلال و حرام' جائز و ناجائز نیک و بد آج سے چودہ سو سال پہلے حضور ﷺ نے تعلیم فرمایا' آج جنگل میں جا کر کسی چرواہے سے پوچھ لو اس اصول سے وہ بھی واقف ہے۔ وہ بھی جانتا ہے حلال کیا ہے حرام کیا ہے بھلا کیا ہے برا کیا ہے۔ کس نے بتایا؟ اسے یہی معجزہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا کہ آپ ﷺ کی تعلیمات دلوں میں اس قدر گہری چلی گئیں کہ آنے والی نسلوں کو منتقل ہوتی جا رہی ہیں۔ سینہ بسینہ' کوئی سکول گیا اس نے اسے زیادہ صاف کر لیا کوئی کسی مدرسے میں گیا تو اس کی معلومات زیادہ واضح ہو گئیں۔ کسی عالم کی خدمت میں بیٹھا اس کے دل کا آئینہ زیادہ صاف ہو گیا لیکن جو کہیں بھی نہیں گیا نیکی و بدی وہ بھی جانتا ہے۔ یہی بات یہاں دہرا رہا ہے قرآن کریم۔

قد تبین الرشد من الغیّ۔ فرمایا لااکراہ فی الدین۔ تمہیں پیدا اپنی مرضی سے کرتا ہوں' مارتا اپنی مرضی سے ہوں' شکل اپنی مرضی کی دیتا ہوں' عقل اپنی پسند کا لیکن جب بات میرے ساتھ رشتے کی آتی ہے میں زبردستی نہیں کرتا یہاں تم مختار ہو' یہاں تمہیں اجازت ہے' لااکراہ فی الدین۔ کوئی زبردستی نہیں ہے میرے اور تمہارے تعلق کے معاملے میں' ہاں بات روشن کر دی۔

قد تبین الرشد من الغی۔ بغاوت اور اطاعت دونوں چیزیں الگ الگ واضح کر دی گئیں۔ بغاوت کے رستے کا تعلق شیطان سے ہے' جو اس رستے پر جائے گا اس کا تعلق' اس کا رشتہ' اس کی دوستی شیطان کے ساتھ ہو جائے گی۔ جو اطاعت کا اور رشد کا رستہ اپنائے گا اس کا تعلق فرمایا میرے ساتھ ہو گا۔ فرمایا!

فمن یکفربالطاغوت و یومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ o جس نے شیطان کا انکار کیا اور اللہ کی عظمت کا اقرار کیا اس نے اس مضبوط رسی کو پکڑا جس کے ساتھ اللہ کے تمام مقرب بندے وابستہ ہیں جس میں کوئی

اللہ کی ولایت یہ ہے کہ وہ اپنے بندے کو تاریکیوں سے نور کی طرف لاتا ہے

ٹوٹ پھوٹ نہیں ہے' لاانفصام لھا جو کبھی نہیں ٹوٹے گی۔

واللہ سمیع علیم۔ اس لئے کہ اللہ سنتا بھی ہے ہر ایک کی بات کو اور جانتا بھی ہے ہر ایک کے کردار کو بھی سوچوں کو بھی ضمیر کو بھی سینے کے اندر کی باتوں کو بھی۔ پھر فرمایا جو بھی مجھے مانتا ہے جو بھی اپنی پسند سے میری عظمت کا اقرار کرتا ہے وہ ولی اللہ ہے۔

اللہ ولی الذین امنوا۔ اللہ ہر ایمان لانے والے کا ولی ہے۔ جن بزرگوں کو ہم ولی اللہ کہتے ہیں ان

www.naqshbandiaowaisiah.com

کے متعلق ہمارا حسن ظن ہے ان کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ یہ بندہ ولی اللہ ہے اللہ کریم نے ان کا نام نامی لیکر رسید نہیں دی کہ یہ میرا ولی ہے لیکن جو اس پر ایمان لاتا ہے اپنی پسند سے' اپنی مرضی سے' اپنے دل کے فیصلے سے' وہ فرماتا ہے! میں اس کا ولی ہوں۔ وہ کہتا ہے میں اس کا ولی ہوں۔ الله ولی الذین امنوا۔ ہر ایمان لانے والے کا میں ولی ہوں۔ یہ ولایت عامہ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ فرمایا!

یخرجھم من الظلمت الی النور۔ اللہ کی ولایت یہ ہے کہ ان کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ اگر سو گناہ کرتا تھا کوئی' تو ننانوے پہ آجاتا ہے اور دس نیکیاں کرتا تھا تو گیارہ کرنے لگتا ہے۔ وہ ریشو جو ظلمت کی ہے کم ہونے لگتی ہے اور وہ ریشو جو نور کی ہے وہ بڑھنے لگتی ہے برائیاں چھوٹنے لگتی ہیں اور کردار میں نیکی کی چھاپ لگنے لگتی ہے۔ والذین کفروا۔ لیکن جو اللہ کی عظمت کا انکار کرتے ہیں اولیھم الطاغوت ان کا ولی ہو جاتا ہے شیطان۔ اور جن کا دوست شیطان ہوتا ہے۔ یخرجو نھم من النور الی الظلمت۔ روشنی سے تاریکیوں کی طرف ان کا سفر شروع ہو جاتا ہے' نیکیاں کم ہونے لگتی ہیں چھوٹنے لگتی ہیں اور برائیاں زیادہ ہونے لگتی ہیں۔

اولئک اصحب النار۔ ھم فیھا خلدون○ یہ لوگ جنھوں نے اپنی پسند سے اپنے اختیار سے میری دوستی کو چھوڑ دیا اور شیطان کی دوستی اختیار کی ان لوگوں کو دوزخ میں جانا پڑے گا۔ جہاں ہمیشہ ہمیشہ شیطان کے ساتھ انہیں رہنا ہوگا۔

عجیب بات ہے کہ جب تک انسان دنیا میں زندہ ہے اور اس پر موت وارد نہیں ہو جاتی تب تک وہ کریم اس کا انتظار کرتا ہے کہ کسی لمحے کسی آن شیطان کی دوستی توڑ کر میری دوستی کا اعلان کر دے یعنی کیسی عجیب بات ہے کہ ایک آدمی نے اللہ کی دوستی رد کر دی' اپنی پسند سے اپنے فیصلے سے اپنی سوچ سے' سوچ سمجھ کر اس نے کہا یہ مجھ سے جھنجھٹ نہیں ہوتا میں شیطان کے ساتھ ٹھیک ہوں' اللہ کی نافرمانی اختیار کی' گمراہی اختیار کی' شیطان کے پیچھے چل

اگر کوئی موت سے چند لمحے قبل بھی اللہ سے سچی توبہ کرلے تو اللہ اس کی خطائیں معاف کردیتا ہے

پڑا' اب چلتے چلتے چلتے ستر سال' اسی سال عمر ہو گئی' کیا پھر بھی اس کے لئے واپسی کا دروازہ ہے؟ وہ فرماتا ہے! اگر اب بھی توبہ کرلے تو وہ ایک لمحہ جس میں وہ مجھے خلوص سے کہہ دے کہ اے اللہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں تیری طرف تیری رحمت میں آنا چاہتا ہوں تو وہ فرماتا ہے وہ میری طرف چل کر آئے میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں' وہ ایک بالشت میرے قریب آنے کی کوشش کرے میں ایک گز اس کی طرف بڑھتا ہوں یعنی پھر بھی وہ منتظر ہے کہ بندے کو میں نے اختیار تو دیا ہے' میں اس پر زبردستی تو نہیں کرتا چونکہ میں نے خود اسے

اختیار دیا ہے لیکن اگر یہ آخری لمحے بھی موت سے چند لمحے قبل بھی میری بارگاہ میں آجائے تو زندگی کی ساری خطائیں معاف کر کے میں اس کے درجات اسے عطا کر دوں گا۔ کیا ایسی ہستی سے ڈر کر بھاگنا چاہئے؟ ایسی ہستی کوئی ایسا کام کرنے کا حکم دے گی جس سے زندگی دشوار ہو جائے؟ اتنا کریم جو رب العالمین ہے وہ کیا انسان کو دنیا میں اپنی نعمتوں سے محروم کر دے گا؟ بالکل نہیں۔

لوگوں نے اللہ کو انسانوں پر قیاس کر لیا ہے۔ اتنے تھوڑے حوصلے انسانوں کے ہیں۔ جس طرح انسان کرتے ہیں سلوک' لوگ اس طرح سوچتے ہیں۔ وہ تو رب العالمین ہے اس کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ وہ فرماتا ہے۔

ان رحمتی وسعة کل شیء۔ میری رحمت ہر بات پر میری اپنی ہر صنعت پر وسیع ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ زندگی میں کسی کی ایک تسبیح قبول ہو گئی' کسی نے زندگی میں ایک دفعہ اللہ اکبر' سبحان اللہ' الحمد اللہ کوئی ایک تسبیح اس انداز سے کہی کہ وہ بارگاہ الوہیت میں قبول ہو گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اس کی نجات یقینی ہے۔ تو بھئی کتنی محنت کرنی پڑتی نجات پر' کچھ بھی نہیں۔ اب رہ گیا حضور نماز روزہ اور یہ جو ہم پر پھٹیک ہے جس کے لئے ہم سمجھتے ہیں کہ ایک تو بھئی سمجھتا ہے بڑی مصیبت ہے دوسرا سمجھتا ہے کہ نمازیں پڑھیں پھر بھی بچہ بیمار ہے یا نوکری نہیں ملتی یا روزی نہیں ملتی۔ نماز اس کے لئے نہیں ہے۔ روزہ اس کے لئے نہیں ہے نماز روزہ حج زکوۃ یا فرائض ان لوگوں

www.naqshbandiaowaisiah.com

کے لئے ہیں جو یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ مجھے اللہ کی رضا کا راستہ پسند ہے تو انہیں پھر وہ اپنے قرب کی کیفیتوں سے نوازتا ہے اور انہیں ایک عظمت عطا کر دیتا ہے کہ بھئی دن میں پانچ مرتبہ میرے ساتھ بات کر لیا کرو اپنی گذارشات پیش کر لیا کرو جو مانگنا ہے مانگا کرو جو سوچتے ہو میری بارگاہ میں عرض کیا کرو اور جو ملنے نہ آئے اس سے ناراض ہوتا ہے۔ ہر رکعت نماز کی ہر سجدہ، ہر تسبیح اور ایک ایک لفظ قرب الٰہی کی کیفیات بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ ہماری نہیں بڑھتیں تو کیوں نہیں بڑھتیں اس لئے کہ ہم اس انداز سے نماز ادا نہیں کرتے۔ ہم میں سے ایک طبقہ وہ ہے جو سمجھتا ہے کہ اب جب کلمہ پڑھا تو یہ مصیبت یہ سزا تو لگ گئی ہے اب یہ خواہی نخواہی بھگتنا ہی ہے۔ ایک طبقہ وہ ہے جو سمجھتا ہے نمازیں پڑھیں گے تو دنیا کے کام سہل ہو جائیں گے۔ پھر وہ دنیا کے کام ہوتے نہیں پھر وہ دنیا کا ایک نظام ہے مومن و کافر اس میں جی رہے ہیں، صحت و بیماری، عروج و زوال انسانوں کے لئے ہے اس میں صرف مومن کافر نہیں انسانوں کے لئے ہے۔ پھر وہ ایسا کریم ہے کہ ہم اپنی تاریخ ہم پاکستانی اپنی تاریخ پر غور کریں تو ہم نے اس سے وعدہ کیا کہ بار الٰہا ہمیں اس انگریزوں کے ظلم سے بھی نجات دے اور ہمیں ہندوؤں کے تسلط سے بھی نجات دے۔ ہمیں الگ خطہ ء زمین عطا کر ہم پورے نظام زندگی کو تیرے اور تیرے رسول ﷺ کے تابع کر دیں گے۔

ہم نے نعرہ لگایا پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الہ الا اللہ۔ وہ علیم بذات الصدور ہے وہ جانتا تھا یہ جھوٹ بول رہے ہیں اس نے ہمارا جھوٹ ظاہر نہیں کیا ہماری دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اس نے ہمیں ملک عطا کر دیا۔ پچاس برس سے ہم اللہ سے بغاوت کر کے کافرانہ نظام سے چمٹے ہوئے ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو کلمہ پڑھتے ہیں اور سودی نظام میں زندہ ہیں جو کلمہ پڑھتے ہیں اور حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے۔ ہم وہ لوگ ہیں جن کی اکثریت مذاق اڑاتی ہے خدا اور رسول ﷺ کے آئین و دستور کا اور ہمارے حکمران اسے وحشیانہ قرار دیتے ہیں اور ہم سن کر خاموش رہتے ہیں۔ ہمارے حکمران اسے ناقابل عمل قرار دیتے ہیں اور ہم سن کر خاموش رہتے ہیں۔ ہمارے حکمران اسے ناقابل عمل قرار دیتے ہیں لیکن جب پھر اس کا نام ہم لیتے ہیں تو وہ پھر کرم کرتا ہے کیسی عجیب بات ہے۔ ابھی دیکھ لیجئے ہندوستان کے ساتھ تازہ جھڑپ میں بری طاقت ہندوستان کی زیادہ ہے۔ بری افواج اس کی کئی گنا زیادہ ہیں ہوائی طاقت ہندوستان کی زیادہ ہے اور مقبوضہ کشمیر میں چھ لاکھ سے زائد فوجی اس کے برسرپیکار ہیں آپ کی تو چند یونٹیں ہیں سیاچین پر۔ عجیب بات ہے مار ہندوستان کو پڑ رہی ہے اس لئے کہ یہ بے شرم پھر اللہ کا نام لیتے ہیں

> **قرآن کہتا ہے سود حرام ہے، حدیث کہتی ہے سود حرام ہے، شرعی عدالت، موجودہ آئین و دستور کے مطابق کہتی ہے سود حرام ہے، پھر بھی کوئی حاکم سپریم کورٹ میں اپیل کرتا ہے، تو وہ کیسا مسلمان ہے؟**

اور وہ ایسا کریم ہے پھر ان کی مدد کرتا ہے۔ لیکن یہ جھوٹ حکمران بولتے ہیں عام آدمی کے دل میں اس کی محبت ہے وہ سپاہی جو وہاں جان ہتھیلی پہ رکھے ہوئے ہے وہ اس کے نام پر جان دے رہا ہے، وہ جانتا ہے یہ حکمرانوں کی مدد نہیں ہو رہی یہ ان جوانوں کی مدد ہو رہی ہے جن کے دل میں آج بھی عشق رسول ﷺ کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے اور جو غریب محض اللہ اور اسلام کے لئے لڑ رہے ہیں ان کی مدد ہو رہی ہے۔ اللہ کی قسم حکمرانوں کی مدد ہوتی تو حکمرانوں میں تو شاید اسے ہندوستان کے حکمران ان سے زیادہ پارسا نظر آتے۔ ایمان سے تو یہ بھی خالی ہیں، وہ بھی خالی ہیں کردار میں وہ ان سے بھلے ہیں۔ یہ کون سا ایمان ہے کہ جس نظام کا حامل اللہ کے نظام کو ناقابل عمل کہتا ہے دنیا کا کوئی عالم یہ بتائے کہ جو شخص اسلامی نظام کو ناقابل عمل بتاتا ہے کیا اس کا اللہ کے ساتھ قرآن کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایمان ہے؟ ہم پر تو بڑے فتوے لگتے ہیں فتوؤں کی توپوں کا رخ حکمرانوں کی طرف بھی کوئی کر کے دیکھے اور وہ حکومتیں جو سود کے خلاف اپیل میں چلی گئی ہیں وہ حکمران جسے شرعی عدالت بھی کہے قرآن کہتا ہے سود حرام ہے حدیث کہتی ہے کہ سود حرام ہے فقیہہ کہتا ہے سود حرام ہے شرعی عدالت میں جاتے ہیں شرعی عدالت موجودہ آئین و دستور کے مطابق کہتی ہے سود حرام ہے جو پھر اپیل میں جاتا ہے کیا وہ مسلمان ہے؟ ہمارے

فقیان کرام کیوں وہاں خواب آور گولیاں کھا لیتے ہیں ؟ ہمیں تو چھینک آجائے تو کفر کا فتویٰ آجاتا ہے' ان کفر کے فتوؤں کی توپوں کا رخ ان بلندیوں کی طرف کیوں نہیں ہوتا جن پر حکمران کفر کے گل کھلا رہے ہیں۔ لیکن رحمت الٰہی کو دیکھو کہ ان گستاخیوں کے باوجود پھر اپنی مدد فرما رہا ہے پھر کم من فئة قليلة غلبة فئة كثيرة باذن اللهo یہ کوئی نئی بات نہیں ہے پہلے بھی اللہ نے کتنی تھوڑی جماعتوں کو کتنے بڑے بڑے لشکروں پر فتح دے دی۔ وہ قادر ہے

ہمارے ملک کے دانشوروں کا یہ حال ہے کہ کسی کو اللہ پہ اعتراض ہے اور کسی کو اللہ کے حبیب ﷺ پر اعتراض ہے

سب اس کے دست قدرت میں ہے۔ ارے اللہ کے بندو! اگر وہ کریم کرم پہ کرم کئے جاتا ہے تو کیا ہمیں نہیں چاہئے کہ ہم حیا کریں۔ کیا یہ ضرور ہے کہ ہمیں بغاوت پر ہی رہنا ہے ؟ خدا کے لئے سوچئے کہ اگر اس حال میں بھی وہ ہم پر رحم فرمائے جا رہا ہے' اس حال میں بھی اس کی رحمت و بخشش کا بادل برستا ہی چلا رہا ہے تو پھر ہمیں بھی حیا کرنا چاہئے اور وطن عزیز پر وہ نظام نافذ ہونا چاہئے جو اللہ کو مطلوب ہے' محبوب ہے' جو اللہ کے محبوب اور اللہ کے حبیب ﷺ نے دیا ہے' جو اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ ہمارے دانشور اپنی دانش کو اور اپنی دانش کا کمال یہ سمجھتے ہیں کہ جو دین سے مذاق کرے' شعراء میں جو دین کا مذاق اڑائے وہ بڑا شاعر ہے۔ ادیبوں میں جو دین پر طنز کرے وہ بڑا ادیب ہے اور اپنی مجالس میں ہر خرافات ہر واہیات بات کو شاباش شاباش کرتے ہیں دین کی بات ہو تو مرجھا جاتے ہیں۔

ہمارے دانشوروں کا یہ حال ہے کہ ایک خاتون دانشور نے مجھ پر سوال کیا اور پہلے اپنا حال بتایا کہ میں بچپن میں بڑی دین دار تھی دین دار گھرانے میں پیدا ہوئی بڑی نمازیں پڑھیں بڑے روزے رکھے پھر میں نے جب خود پڑھا میں نے خود مطالعہ کیا تو میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ نے گیارہ شادیاں کی ہیں تو میں بڑی بددل ہو گئی اور میں نے دین ہی چھوڑ دیا۔ ماشاء اللہ باقی کی زندگی شراب پیتے اور کفر کرتے گزر گئی میں نے کہا بی بی آپ تو دانشور ہیں اور بڑی پڑھی لکھی ہیں اس پروگرام کی وڈیو کیسٹ بھی میرے پاس موجود ہے اچھا کیا آپ نے دین چھوڑ دیا اس لئے کہ اس کا تو رب کریم نے اختیار دیا ہے کوئی چاہے تو اختیار کرے چاہے تو چھوڑ دے لیکن جہاں تک بات رسول کریم ﷺ کی ہے آپ ﷺ کی پہلی شادی پچیس سال کی عمر میں ہوئی اور حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ سے عمر میں کم و بیش دس سال بڑی تھیں اور بیوہ خاتون تھیں۔ پچیس سال سے پچاس سال تک کے پچیس سال نبی ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کے ساتھ بسر فرمائے اور کہولت آگئی جوانی ڈھل گئی نہ نبی ﷺ کے کردار پر کسی کافر نے انگلی اٹھائی اور نہ اللہ کے رسول ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح کیا۔ شادیوں کی عمر بیت گئی عمر بسر ہو گئی حضرت خدیجہؓ کی وفات پر کاشانہ نبوی ﷺ پہ کوئی بھی خبر گیری کرنے کو نہیں تھا۔ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ میری بیٹی سولہ سال کی ہے جوان ہے سمجھ دار ہے اگر آپ ﷺ قبول فرمائیں تو آپ ﷺ کا گھر سنبھالنے کے لئے ہے وہ ایک شادی ضرورت کی تھی جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کی۔ عائشہ الصدیقہؓ کے ساتھ سولہ برس کی عمر میں نکاح ہوا اور انیس برس کی عمر میں تین سال بعد رخصتی ہوئی۔ اس کے علاوہ جتنی شادیاں ہیں ان میں

جنہیں اللہ نے حکومت عطا کر رکھی ہے اگر وہ ملک میں اسلام نافذ نہیں کرتے تو انہیں کافرانہ نظام کے ذریعے برسر اقتدار رہنے کا حق نہیں

کوئی خاتون نہ کنواری ہے اور نہ شادی کی ضرورت کے لئے بلکہ ایک آستانہ نام کا رسالہ تقسیم سے قبل آیا کرتا تھا ہندوستان سے اس میں ایک ہندو کا مضمون تھا اس کا ٹائٹل تھا "پیغمبر اسلام کی شادیاں" ہر شادی مسلمانوں کی بہتری' اسلامی ریاست کی بہتری اور کسی نہ کسی قبیلے کو اسلام میں داخل کرنے کا سبب بنی۔ بیوہ خواتین تھیں بچوں والی بھی تھیں ان کے بچوں کی پرورش بھی رسول اللہ ﷺ نے کی اور خاندانوں کے خاندان ایک ایک شادی کی وجہ سے نہ صرف اسلام میں داخل ہوئے بلکہ عساکر اسلام کا دلیاں بازو بن

www.naqshbandiaowaisiah.com

گئے۔ ذمہ داری محمد رسول اللہ ﷺ پر بوجھ محمد رسول اللہ ﷺ پر حقوق ادا فرمائے محمد رسول اللہ ﷺ نے اور مفاد ہوا امت مسلمہ کا اور بی بی تم اس بات پر بھی اللہ کے رسول سے روٹھ گئی۔ کاش تم نے پڑھا ہی ہوتا کاش اللہ نے تجھے دانش دی ہوتی کاش اس ہندو پروفیسر جتنا تمہارا تعلق ہوتا محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔

ہندو پروفیسر نے نبی اکرم کو اللہ کا رسول نہ مانا لیکن اس نے قومی لیڈر کے اعتبار سے لکھا کہ دنیا اس پائے کا دوسرا لیڈر پیش نہیں کر سکتی۔ میں نے کہا بی بی تجھ سے تو اس ہندو نے بہتر مانا یہ تو اس قوم کے آج کے دانشور ہیں۔ کسی کو اللہ پہ اعتراض ہے اور کسی کو اللہ کے حبیب ﷺ پہ اعتراض ہے۔

اور وہ ایسا کریم ہے کہ جس قوم کی یہ قیادت ہے ان کی پھر مدد فرماتا ہے اس کی رحمت ایسی وسیع تر ہے کہ اس کردار کی حامل قوم کی پھر مدد فرماتا ہے۔ اور اس کا احسان ہے جن جہازوں پہ ہندوستان کو بڑا فخر تھا زمینی توپوں سے مسلمانوں نے مار گرائے۔ جس فوج پہ اسے بڑا ناز تھا وہ علاقوں کے علاقے خالی کرتی بھاگتی چلی جارہی ہے جس راہ کی مضبوطی پہ اسے بڑا فخر تھا وہ پاکستان کی توپوں کی زد میں ہے' الحمد للہ! اللہ ان شیر جوانوں کی مزید مدد فرماتا رہے جو محض اس کے نام پر اپنی جانیں دے رہے ہیں اور میں تو دعا کرتا ہوں کہ بار الہا تیری رحمت بہت وسیع ہے ان بد معاشوں کو بھی توبہ کی توفیق دے دے۔ جنہیں تو نے ملک عطا کر رکھا ہے تو تو قادر ہے کیا ان کے اعمال اتنے ہی سیاہ ہو گئے ہیں کہ ان کے لئے توبہ کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ ارے کاش اللہ انہیں توبہ کی توفیق دے دیتا اور اگر یہ توبہ نہیں کرتے تو پھر ہم میں سے ہر ایک پر فرض ہے کہ اگر یہ' نظام اسلام نافذ نہیں کرتے تو کافرانہ نظام کے ذریعے انہیں برسر اقتدار رہنے کا کوئی حق نہیں۔ پھر انہیں جوتے مار کر اقتدار کے ایوانوں سے نکالا جائے۔ انہیں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی عدالت میں لایا جائے اور پتہ چلے ان کے کرتوتوں کا۔ اکیس روپے بائیس روپے کلو چینی خرید کر پاکستانی پیسے اور نو روپے کلو چینی یہ ہندوستان میں بیچیں پچھتر بوگی کی ایک ایک ٹرین اور پھر یہ نو روپے بیچ کر نقصان میں رہے ہوں گے نہیں جی انہوں نے اپنی وہ اکیس روپے تک بارہ روپے فی کلو کے حساب پاکستانی خزانے سے اپنی ریبیٹ کے طور پر وصول کرا لیا ہے۔ تو خزانہ کہاں سے آئے گا۔ انہی پر اور ٹیکس لگ گیا پیسے لے گئے حکمران چینی کھا گیا ہندو قیمت بھرے پاکستان کا مزدور اور غریب کسان۔ شاید غریب پر اس ظلم کے ڈھانے والوں کو۔ جس غریب کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ میرے ساتھ ہو کیا رہا ہے شاید ان کی قسمت میں توبہ بھی نہیں رہی۔ ہم تو دعا کرتے ہیں اللہ انہیں توبہ کی توفیق دے اور اگر انہیں توبہ کی توفیق نہیں دیتا تو ہمیں ان کا محاسبہ کرنے کی جرات رندانہ عطا کرے۔

انشاء اللہ یہ ملک رہے گا انشاء اللہ اس پر دین نافذ ہو گا اور انشاء اللہ العزیز ہندوستان واہگہ سے کلکتہ تک اور ہمالیہ سے دکن تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کے زیر نگین ہو گا۔

ضروری اعلان

ماہنامہ المرشد نے ''من الظلمت الی النور'' عنوان کے تحت آپ بیتی کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھیوں سے التماس ہے کہ وہ مندرجہ ذیل حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے خیالات زندگی رقم فرمائیں تاکہ نئے ساتھیوں کے لئے باعث تقویت اور مشعل راہ ہوں۔

سلسلہ عالیہ میں آنے سے پہلے زندگی کا مختصر خاکہ' تعارف

سلسلہ میں شمولیت کا سبب

سلسلہ عالیہ میں شمولیت کے بعد شب و روز میں تبدیلی استاد المکرم اور موجودہ شیخ سلسلہ مدظلہ سے تعلق اور کوئی قابل ذکر واقعات

کوئی خاص بات قابل تحریر

صاحب مجاز اور ضلعی امراء سے استدعا ہے کہ وہ خود اپنے حالات زندگی قلمبند فرمائیں اور پرانے اور نئے ساتھیوں کو ترغیب دیں کہ وہ اپنے حالات زندگی تحریر فرمائیں۔ صاحب مجاز اور ضلعی امراء کی ذاتی تحریریں ۳۰ ستمبر تک ایڈیٹر المرشد کے نام پہنچ جانی چاہئیں۔

منجانب (ادارہ)

خاموشی

خاموشی عبادت ہے بغیر ریاضت کے۔

خاموشی شیوہ ہے مومن کا۔

خاموشی قلعہ ہے بغیر دیوار کے۔

خاموشی حفاظت ہے بغیر ہتھیار کے۔

خاموشی روح کا سکون ہے

خاموشی نیکی کرنے کا آسان طریقہ ہے۔

(حکیم محمد صادق)

صادق شفاخانہ نزد مدنی مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ

www.naqshbandiaowaisiah.com

پاکستان .... ایک سیکولر ریاست

1947ء کو یہاں سے غیر ملکی حکمران گیا اب گھمسان میں انشاء اللہ غیر ملکی نظام کا جنازہ بھی اٹھے گا

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان 16-6-2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیا میں نوع انسانی جہاں بھی ہے اور جب سے ہے مذہب کے نام پر کچھ رسومات، کچھ روایات، کچھ اعتقادات اس کے پاس ضرور ہوتے ہیں یہ ایک انسانی ضرورت ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت تک ساری انسانیت کے لئے کبھی ایک سے احکام نازل نہیں ہوئے۔ عقائد ایک ہی ہوتے تھے توحید باری کا عقیدہ آدم علیہ السلام سے لے کر ہمیشہ کے لئے ایک ہی ہے۔ نبوت انبیاء علیہ السلام کی اپنی اپنی تھی۔ احکام میں بھی بعض اوقات اختلاف ہوتا تھا قوموں کے مزاج کے مطابق، ان کی استعداد کے مطابق، ہر نبی کسی خاص قوم کے لئے، کسی خاص علاقے کے لئے، اور ایک خاص وقت تک کے لئے مبعوث ہوتا، اس علاقے میں اس نبی کی نبوت کو ماننا اور اس لائے ہوئے احکام پر عمل کرنا اسلام ہوتا تھا۔ دوسرا نبی جہاں ہے وہاں وہ احکام ماننا پڑتے تھے جو وہ نبی لایا۔ تھوڑا بہت انسانی مزاجوں کے مطابق ضروریات کے مطابق احکام میں فرق ہوتا تھا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مبعوث ہوئے تو آپ ﷺ ساری انسانیت کے لئے مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ کی بعثت سے قیامت تک کے لئے روئے زمین پر سانس لینے والے ہر فرد و بشر کے لئے صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے احکام پر عمل کرنا ضروری ٹھہرا۔ وہ دنیا کے کسی گوشے میں بستا ہو، اللہ کے حضور اس کا محاسبہ یہی ہوگا کہ اس نے اللہ کے نبی علیہ السلام کی اطاعت کی، کہاں تک کی اور نہیں کی تو کیوں نہیں کی۔ یہ اسلام کی

اسلام فرد سے لیکر قوم تک اور قوم سے لیکر اقوام تک تمام امور میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات کی پیروی کا حکم دیتا ہے۔

انفرادی خصوصیت ہے۔ ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ ہم ولادت باسعادت کے جلسے کریں یا آپ ﷺ کی سیرت کے جلسے کریں ہم معجزات اور برکات کا بیان تو کرتے ہیں اس لئے کہ معجزات کا تعلق بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات سے ہے اور برکات کا تعلق بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے ہے لیکن ہم کسی جلسے میں احکامات کا ذکر نہیں کرتے اس لئے کہ ان کا تعلق ہماری ذات سے ہے۔ ہمیں یہ تو بتایا جاتا ہے کہ اللہ بھی درود پڑھتا ہے اور فرشتے بھی درود پڑھتے ہیں، تم بھی پڑھو اس سے یہ فائدہ ہوگا، اتنی برکت ہوگی، آخرت کی نجات ہوگی، دنیا میں برکات ہوں گی، لیکن یہ نہیں بتایا جاتا کہ درود پڑھنے کے لئے خود کو آپ ﷺ کا اطاعت گزار، فرماں بردار، پیروکار اور غلام ثابت کرنا پڑتا ہے تب توفیق نصیب ہوتی ہے درود پڑھنے کی۔ اور یہ اسلام کی انفرادی خصوصیت ہے۔

میں ایک دن سن رہا تھا مغرب کے ایک ٹیلی ویژن پر تو وہ بڑا اس بات پر سیخ پا تھے کہ

Islam claims the monopoly of truth.

ان کا خیال یہ تھا کہ اسلام نے سچائی پر، حقیقت پر اجارہ داری قائم کر رکھی ہے کہ صرف میں جو کہتا ہوں وہ سچ ہے باقی جھوٹ ہے۔ اصل بات سمجھنے کی ہے ہی یہی کہ اسلام کی سچائی پر مناپلی یا اجارہ داری نہیں ہے۔

Islam is th only truth. اسلام ہی سچائی ہے اور جتنی سچائیاں روئے زمین پر ہیں کسی نبی، کسی رسول، کسی کتاب میں آئی ہیں اسلام نے کسی سچائی کا انکار نہیں کیا بلکہ ان سب کو اپنایا ہے اسلام کے اندر سمویا ہے اس میں موجود ہیں۔ اسلام کے علاوہ دنیا میں کوئی دوسری سچائی نہیں ہے اس میں مناپلی یا اجارہ داری کی بات نہیں ہے ایک حقیقت ہے کہ اسلام کے باہر سچائی یا راست بازی نہیں ہے۔ دنیا کے جتنے مذاہب ہیں ان میں

یہ ضروری نہیں ہے کہ ریاست کا مذہب بھی وہی ہو اس کی کوئی ضرورت نہیں چونکہ ریاستی امور الگ ہیں اور مذہبی رسومات الگ ہیں۔ اسلام میں یہ ممکن نہیں۔ اسلام فرد سے لیکر قوم تک اور قوم سے لیکر اقوام تک تمام امور میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی پیروی کا حکم دیتا ہے۔ دو افراد کے درمیان جنگ ہو یا صلح ہو، دو قوموں کے درمیان جنگ ہو یا صلح ہو، دو ملکوں کے درمیان جنگ ہو یا صلح ہو، حکومت بنانا، حکومت ہٹانا، حکومت کی اہلیت و استعداد، حکومت کرنے کے طریقے، ملکی نظام وہ معاشی ہو، سیاسی ہو، عدالتی ہو، تعلیمی ہو، رفاہی ہو اسلام ان سب پہ اللہ کی حکومت چاہتا ہے، یہی اسلام ہے اسلام کا مطالبہ ہی یہی ہے کہ دنیا میں آخری سانس تک اللہ کی اطاعت کرتے رہو۔ دنیا کے کسی بھی معاملے میں اگر حکومت کو اور امور سلطنت کو اسلام سے الگ کر لیا جائے تو اسلام اسے قبول نہیں کرتا۔ اس لئے اسلامی ریاست جو ہوتی ہے وہ دینی ریاست ہوتی ہے۔ نبی علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں جو حکومت قائم فرمائی، بے شمار واقعات آپ کے سامنے موجود ہیں سیرت طیبہ میں کہ لوگوں نے، کفار نے، مشرکین نے مطالبہ کیا کہ اگر آپ علیہ السلام اسلام کے احکامات میں کچھ تبدیلی کر لیں تو ہماری آپ علیہ السلام کے ساتھ صلح ہو سکتی ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے وہ کرنا ہے جو مجھ پر وحی کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا۔

خلافت راشدہ میں کتنے واقعات ایسے ملتے ہیں جہاں خلیفہ وقت کے احکام کو، جو تین حصے دنیا فتح کر چکے تھے یہ کہہ کر روک دیا جاتا ہے کہ یہ شریعت کے مطابق نہیں ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے چراگاہ کا ایک حصہ صرف بیت المال کے اونٹوں کے لئے مختص کر دیا۔ ایک صحابی نے اس چراگاہ میں اپنے اونٹ چھوڑ دیئے۔ اب جو پہرے دار تھے انہوں نے جاکر شکایت کی کہ جی وہ صحابی ہیں حضور علیہ السلام کے اور ہم سے تو بزرگ ہیں ہم نے انہیں تو نہیں روکا اور روک سکتے بھی نہیں لیکن ہم شکایت لائے ہیں امیر المومنین کہ انہوں نے اپنے اونٹ چھوڑ دیئے ہیں اس چراگاہ میں۔ آپؓ مسکرائے اور آپؓ نے فرمایا انہیں پتہ ہے کہ یہ سارے مسلمانوں کی ہے اور ہم اس سے کسی کو نہیں روک سکتے۔ ہم نے انتظامی طور پر روکا ہے شرعاً ہم نہیں روک سکتے تو اسے مت چھیڑو ورنہ وہ سب کو بتا دے گا۔ اور پھر سارے لوگ وہاں اونٹ نہ چرائیں تو یہ ان کی مہربانی ہو گی بیت المال پر، یہ شرعی حکم نہیں ہے، شرعاً ہم نہیں روک سکتے۔ وہ امیر جس کے قدموں میں قیصر و کسریٰ کے تاج رل گئے چند درختوں پر اپنا حکم اپنی مرضی سے نافذ کرنے کا مجاز نہیں تھا، یہ اسلام ہے، یہ اسلامی حکومت ہے۔

> **اسلام میں دین اور ریاست کا الگ تصور نہیں ہے بلکہ اسلام میں ریاست کا امیر ہی ریاست کا خطیب بھی ہے اور سب سے بڑا امام بھی ہے**

لہٰذا اسلام میں دین اور ریاست کا الگ تصور نہیں ہے بلکہ اسلام میں ریاست کا امیر ہی ریاست کا خطیب بھی ہے اور سب سے بڑا امام بھی ہے۔ اسلام میں صوبے کا گورنر، صوبے کا خطیب اور صوبے کا امام بھی ہے۔ ضلع کا افسر، ضلع کا سب سے بڑا خطیب اور ضلع کا سب سے بڑا امام بھی ہے، مفتی بھی ہے۔ یہ ساری استعداد اس میں ہونی چاہئیں تاکہ ایک ایک عمل دین کے مطابق ہو۔ اسی فلسفے کو مدنظر رکھ کر برصغیر میں مسلمان برسرپیکار رہے اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب سے انگریز نے قدم رکھا اور مغلیہ سلطنت کا اختتام ہوا تب سے لیکر ملک کے آزاد ہونے تک مسلسل جس قوم نے جہاد کیا وہ مسلمان تھے اور جنہوں نے قیادت کی وہ علماء تھے۔ کانگرس بہت بعد کی پیداوار ہے اور اس کے بعد مسلم لیگ بنی یہ سب بعد کی باتیں ہیں۔ روز اول سے جو لوگ جہاد کر رہے تھے اور جانیں دے رہے تھے وہ یہی قوم تھی، مسلمان اور اس کی قیادت علماء حق کے پاس تھی اور اس مسلسل جہاد کا نتیجہ ہے جسے روکنے کے لئے انگریز نے ہر حربہ استعمال کیا۔ جھوٹی نبوتیں پیدا کیں۔ کذاب نبی پیدا کئے، انہیں سرکاری سپورٹ دی۔ پھر سیاسی جماعتیں بنائیں، پھر مختلف حربے استعمال کئے، لیکن وہ تحریک چلتی رہی وہ محنت چلتی رہی اور بالآخر برصغیر کا ایک حصہ اسلامی ریاست کے نام پر مسلمانوں کو نصیب ہو گیا جس کا فلسفہ یہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ۔ اللہ کے سوا کسی کی حکومت اس پر نہیں ہو گی۔

لیکن ہوا کیا یہ سارا کچھ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ اگلے دنوں ایک امریکی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ادارے کو انٹرویو دیتے ہوئے ہمارے وزیر داخلہ جناب معین الدین حیدر صاحب نے فرمایا کہ پاکستان کو ہم سیکولر ریاست میں تبدیل کریں گے۔ سیکولر ریاست کا تصور یہ ہے کہ ریاست کا' حکومت کا مذہب سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ سیکولر ریاست سے یہ مراد نہیں کہ کافروں کی حکومت ہو' نہیں ایسا نہیں ہے صرف ایک شرط کہ حکومتی امور میں مذہب کی مداخلت نہ ہوا' اسے سیکولر ریاست کہتے ہیں۔ آئین پاکستان میں جو پاکستان کا نام ہے "اسلامی جمہوریہ پاکستان" یہ بھی مذاق ہے۔ یعنی اسلامی کے ساتھ جمہوریہ کا لفظ ہے' یہ بھی فراڈ ہے۔ اسلامی صرف اسلامی ہوتا ہے اس میں پھر جمہوریہ شموریہ کا کوئی چکر نہیں ہوتا۔ جمہوری انداز فکر مغرب نے دیا اور وہ اس لئے دیا کہ اسلام کی دی ہوئی طاقت کا توڑ کیا جائے۔ اسلام نے جو جمہور کا انداز دیا تھا اصل لفظ جمہور عربی ہے اور اسلام نے دیا۔ اسلام میں جمہوریت یہ ہے کہ جس شعبے کی بات ہو اسی شعبے کے لوگوں کی اکثریت جس طرف ہو اسے وہ کہتا ہے یہ جمہور کی بات ہے قانون کی بات ہے تو وکلاء کی اکثریت جس بات پہ متفق ہو اسلام کہتا ہے یہ جمہور کی رائے ہے۔ اگر مالیات کی بات ہے تو مالیاتی اداروں کے جو ماہرین ہیں ان کی اکثریت جس بات پہ متفق ہو اسلام اسے جمہور کی رائے قرار دیتا ہے۔ آج بھی ہماری فقہ میں جمہور کی آراء کا جو پیمانہ وزن ہے وہ موجود ہے اور نبی ﷺ کا ارشاد موجود ہے کہ یہ امت کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہوگی یعنی جمہور گمراہی کی طرف نہیں جائیں گے۔ اکثریت حق کی طرف جائے گی لیکن ہر شعبے کے لوگ ہوں۔ مغرب نے اس کے جواب میں جمہوریت ایجاد کی کہ کوئی جیسا بھی ہو بندے گن لو۔ معاملہ اقتصادیات کا ہے یا قانون کا ہے یا سیاست کا ہے اسے پتہ ہے یا نہیں بندے گن لو' اس طرف کتنے کھڑے ہیں' اس طرف کتنے کھڑے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیشہ بدکار اکثریت میں ایک طرف اکٹھے ہوتے رہے اور نیک چونکہ اکثریت نہیں ہوتی ہمیشہ وہ مار کھاتے رہے۔

تین گھنٹے کی بحث زندگی کے ہر شعبے پر محیط رہی' نہ جنرل صاحب کو اللہ نے اسلام کا نام لینے کی توفیق دی اور نہ کسی صحافی نے یہ سوال کیا کہ اگر معاشی نظام پھنسا ہوا ہے تو اسلام کا بھی ایک معاشی نظام ہے

تو اسلام کے ساتھ اس مغربی جمہوریت کا تصور اسلامی جمہوریہ پاکستان یہ بجائے خود ایک فراڈ ہے۔ ریاست اسلامیہ پاکستان کیوں نہیں۔ اور اگر یہ بھی تھا تو اب اس سے بھی ایک قدم آگے جمہوریہ کے ساتھ جو اسلامی لفظ لگا لیا گیا ہے جمہوریہ کو درمیان سے نہ نکالا جائے جو غیر ضروری طور پر ڈالا گیا ہے بلکہ اسلامیہ کو نکالا جائے۔ اور سیکولر ریاست بن جائے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ پاکستان اسلامی ریاست ہونے کے باوجود گذشتہ نصف صدی میں خلاف اسلام کام کرتی رہی ہے۔ سرکاری طور پر جتنا کام ہوا ہے پاکستان میں اگر کوئی نام لیتا ہے تو وہ غریب ہے مزدور ہے غیر سیاسی آدمی ہے۔ سیاسی پارٹیوں نے' سیاسی قائدین نے' پاکستان کے حکمرانوں نے' آج تک جتنے کام کئے ہیں وہ خلاف اسلام کئے ہیں۔ معاشی نظام سودی ہے جسے اسلام شدت سے حرام قرار دیتا ہے۔ عدالتی نظام پینل کوڈ وہی ہے جو انگریز نے اپنی نو آبادی کے لئے بنایا تھا۔ سیاسی نظام وہ ہے جس کا اسلام میں کوئی تصور ہی نہیں یعنی پہلے کون سی اسلامی ریاست ہے' ہاں! نام کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان لگا ہوا ہے عملاً پاکستان میں سیکولر نظام ہے۔ ریاست میں مذہب کا حکومت سے تعلق نہیں لیکن حکومت کسی مذہب میں مداخلت بھی نہیں کرتی۔ سیکولر ریاست میں یہ ہوتا ہے کہ جس کا جو مذہب ہے اس کے مطابق اپنے مذہب پر عمل کرے جبکہ یہاں تو اسلام کے راستے میں چپے چپے پر رکاوٹ ہے۔ ٹیکسوں کا نظام غیر اسلامی ہے' پورا معاشی نظام غیر اسلامی ہے' بنکنگ کا نظام سودی ہے' عدالتی نظام میں عدالت میں جو شہادت ہوتی ہے اس کی کوئی شرعی حیثیت ہے؟ یا اس پر کوئی قدغن ہے کہ شرعی حیثیت کے مطابق شہادت ہو۔ جو فیصلہ سنایا جاتا ہے' جو سزائیں دی جاتی ہیں کیا وہ اسلامی شریعت کے مطابق ہیں؟ جو جج بنائے جاتے ہیں ان کی اکثریت کو کلمہ بھی نہیں آتا۔ یعنی سیکولر تو سیکولر رہی عملاً پاکستان کے حکمران اور پاکستانی حکومتیں خلاف اسلام چل رہی ہیں۔ آج تک پاکستان میں اگر اسلام ہے' اگر مساجد آباد ہیں' اگر اذانیں ہوتی ہیں' اگر لوگ روزے رکھتے ہیں' اگر اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو یہ عام آدمی کی بدولت ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

جس کی کوئی حیثیت نہیں جو اللہ کو یاد کرتا ہے۔ ہمارا حکومتی طبقہ ' ہمارے سیاستدان اور ہمارے لیڈران کرام نے تو جتنے فیصلے کئے آج تک وہ خلاف اسلام تھے' اس پر بھی ان کا جی نہیں بھرا۔ کوئی شاعر جو اپنے شعروں میں دین کا مذاق اڑائے وہ ترقی پسند شاعر بن جاتا ہے اور سب کا محبوب شاعر بن جاتا ہے کوئی ادیب کوئی ناول نگار جو اپنے ادب اور اپنے افسانوں میں مذہب پر چوٹ کرے وہ ترقی پسند کہلاتا ہے۔ ٹیلی ویژن کے وہ ڈرامے جن پر مذہب کا مذاق اڑایا گیا ہو بڑے کامیاب ڈرامے قرار پاتے ہیں۔

اور پچھلے دنوں جو جنرل صاحب کی پریس کانفرنس ہو رہی تھی تو تین گھنٹے جاری رہی اور میرے خیال میں اس دن خبریں بھی انہوں نے نو کی بجائے گیارہ بجے شروع کیں' جب وہ ختم ہوئی۔ گھنٹہ بھر جنرل صاحب بولتے رہے اور دو گھنٹے سوال جواب میں بھی جنرل صاحب زیادہ بولے اور سوالوں والے کم۔ تین گھنٹے کی بحث زندگی کے ہر شعبے پر محیط رہی' نہ جنرل صاحب کو اللہ نے اسلام کا نام لینے کی توفیق دی اور نہ کسی صحافی نے یہ سوال کیا کہ اگر معاشی نظام پھنسا ہوا ہے تو اسلام کا بھی ایک معاشی نظام ہے آپ وہ کیوں نہیں اپناتے۔ یعنی جنرل صاحب کو تو جانے دیجئے' ہمارے صحافی حضرات جو وہاں تھے کسی صحافی کو بھی یہ توفیق نصیب نہیں ہوئی کہ کہے کہ آپ معاشیات پر' ٹیکسوں پر' جی ایس ٹی پر' فلاں ٹیکس پر' فلاں ٹیکس پر لڑ رہے ہیں' اس پہ باتیں ہو رہی ہیں' سوال جواب ہو رہے ہیں تو یہ سوال بھی تو کیا جا سکتا تھا کہ اسلام کا بھی ایک معاشی نظام ہے' اس میں بھی ٹیکسوں کا ایک طریقہ کار ہے' اس میں بھی عام آدمی کی سہولتوں کا اور اس پر ٹیکس کا ذکر ہے' تو کیا وہ نہیں اپنایا جا سکتا؟ کسی نے سوال کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔ اب اس کے بعد بھی اگر وزیر داخلہ کو یہ تکلیف ہے کہ ابھی نہیں اس سے بھی زیادہ ہمیں سیکولر ہونا ہے تو پھر اس کا تو بڑا آسان سا طریقہ ہے کہ ان لوگوں کے دلوں سے اللہ کا نام کھرچ

> یہ بہت اچھا ہے کہ اب حکمران ہی یہ کہیں کہ ہمارا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تاکہ عام آدمی' جس نے انگریز کو ہندوستان تقسیم کرنے پہ مجبور کر دیا تھا وہ ایک بار پھر میدان میں اترے اور اس ریاست کو واقعی اسلامی ریاست بنا دے

دو' اگر کر سکتے ہو۔ یہ لوگ جو پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں جب کہ تمہارے کتوں کے لئے بھی فرانس سے آتا ہے۔ یہ بندے جو دوا کے لئے تڑپ کر مر جاتے ہیں جنہیں علاج نہیں ملتا' یہ بندے جن کے بچوں کو تعلیم کا کوئی ادارہ نہیں ملتا جو انہیں پڑھا سکے اب ان کے پاس جو بچ رہا ہے وہ صرف اللہ کا نام ہے اور اگر ممکن ہے تو ان کے دلوں سے نکال دو۔ لیکن یہ گنہگار ہوں گے خطا کار ہوں گے کمزور ہوں گے پر شاید یہ اللہ کے نام کو چھوڑیں گے نہیں ممکن نہیں ہے۔ غریب کے دل سے اللہ کا نام مٹانا آسان نہیں ہے۔ وہ بے نماز ہو سکتا ہے' خطا کار ہو سکتا ہے' غلطی کر سکتا ہے لیکن یہ اللہ کو بھول جائے یہ ممکن نہیں۔ اس لئے وزیر داخلہ صاحب اب وقت آ رہا ہے کہ اس غریب کو یہ احساس ہو کہ اسلام کے نام پر' اس پر کافرانہ طرز حکومت مسلط ہے۔ اچھا ہے کہ عملاً سارا نظام کافرانہ ہے اور لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے نام اسلامیہ رکھا ہوا ہے' وہ کاٹ دو' ان غریبوں کو' اس عام آدمی کو' اس ان پڑھ کو پتہ چلے کہ اسلام وغیرہ کچھ نہیں ہے یہاں۔ کس شعبے میں اسلام ہے؟ اسلام ہوتا تو نئی آنے والی حکومت میں بھی ورلڈ بنک سے ہی لوگ آتے؟ اور این جی اوز جنہوں نے بنا رکھی ہیں یہودیوں سے سرمایہ لیکر' ملکوں میں ادارے چلا رکھے ہیں اور جاسوسی یہودیوں کے لئے کرتے ہیں' ان کو وزارتیں ملتیں ......؟ آپ نے تو ان لوگوں کو وزارتیں دیں جنہیں آج تک کسی نے پرائمری میں مدرس بھرتی نہیں کیا' جو پرائمری سکول کی استادی کے لئے ترستے رہے اور اس کے لئے بھی مس فٹ تھے اور آج کل وہ وزیر بنے ہوئے ہیں۔ آپ کے یہاں اسلام ہوتا تو یوں اندھوں کی طرح ریوڑیاں نہ بانٹی جاتیں۔ ہاں اس قوم کو گزشتہ صدی سے اسلام کے نام پر دھوکا دیا جاتا رہا اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر داخلہ نے یہ بہت اچھا کیا' عام آدمی کی غلط فہمی تو نکلنی چاہئے' اسے پتہ چلنا چاہئے کہ حکومت غیر اسلامی ہے اور اللہ کرے کہ اس غریب کو یہ احساس ہو جائے' اسے پتہ چل جائے کہ پچاس سال تک حکمرانوں نے اسلام کے نعرے پر ہمیں بے وقوف بنایا ہے۔ یہ بہت اچھا ہے کہ اب حکمران ہی یہ کہیں کہ ہمارا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تاکہ عام آدمی' جس نے انگریز کو ہندوستان تقسیم کرنے پہ مجبور کر دیا تھا' جس نے ہندو سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہ بات منوالی تھی کہ ہندوستان تقسیم ہوگا'ایک بار پھر میدان میں اترے اور اس ریاست کو واقعی اسلامی ریاست بنادے۔

یہ بات یاد رکھیئے میرا یہ ایمان ہے کہ یہ ریاست انشاء اللہ اسلامی بنے گی'میرے پاس اس کے دلائل ہیں جو میری تسلی کے لئے کافی ہیں' لیکن یہ مفت میں نہیں بنے گی۔ جس طرح پاکستان بننے کے لئے لاکھوں شہدا جانیں نثار کر گئے اسی طرح اس پر نفاذ اسلام کے لئے بھی لاکھوں جانوں کا جوا کھیلنا پڑے گا۔ یہ بڑی سادہ سی بات ہے جس طرح انگریز کو برصغیر سے رخصت کرنے کے لئے لاکھوں جانیں نچھاور کرنا پڑیں اسی طرح انگریز کے اس لعنتی نظام کو رخصت کرنے کے لئے بھی خوش نصیبوں کے لاشے پھر تڑپیں گے۔ پھر فرشتے اور حوریں ان کے استقبال کو اتریں گی۔ جنتوں کے دروازے پھر سے کھلیں گے'خون شہیداں سے گلشن پھر سے سجایا جائے گا'پھر سے کربلا سجے گی اور پھر سے ظالمانہ نظام کے ذبح ہونے کی باری ہے۔ ایک میدان میں غیر ملکی حکمران گیا اب دوسرے گھسان میں انشاء اللہ غیر ملکی نظام کا جنازہ بھی اٹھے گا اور اسے قلیب بدر کی طرح گڑھے میں پھینکا جائے گا اور انشاء اللہ العزیز یہ ملک رہے گا اس پر دین کی حکومت رہے گی۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے نظام کا راج ہوگا اور بڑے خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جن کی جانیں اللہ اس انقلاب میں قبول فرمائے گا۔

زندگی ایک راستہ ہے اور یہ عالم زندگی کی ابتدا ہے زندگی کا لڑکپن برزخ ہے اور زندگی کی جوانی شروع ہوگی میدان قیامت کو۔ یہ راستہ ہے اسے ختم ہونا ہے ہم سب کو برزخ سے گزرنا ہے۔ تم سب کو وہیں سے ہو کر جانا ہے میدان حشر میں پہنچیں گے' حقیقی زندگی کی ابتدا ہوگی' اس زندگی کی جو واقعی زندگی ہے' جو حقیقی ہے اسے سجانے کے لئے ایسی دس زندگیاں بھی نچھاور کرنا پڑیں تو یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔ جو شہید ہوتے ہیں وہ تو موت کو شکست دیتے ہیں' جو شہید نہیں ہوتے وہ بے چارے مر جاتے ہیں' موت سے شکست کھا جاتے ہیں' بڑے خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جو کار گہہ حیات میں اپنی سانسیں اللہ کے دین کے نفاذ کے لئے' اللہ کی عظمت کے لئے' اللہ کے حبیب ﷺ کی عظمت کے لئے نچھاور کر جائیں۔

چوں می گویم مسلما نم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

مسلمان کہلانے سے پسینہ آجاتا ہے کہ پتہ ہے اس میں کتنی مشکلیں آتی ہیں۔ ڈھول باجے بجا کر نبی ﷺ کو راضی نہیں کیا جاسکتا۔ کفر کو مٹانے میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی خوشنودی ہے' نفاذ حق میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی خوشنودی ہے اور اسی کے لئے جانیں نچھاور کرنا پڑتی ہیں' ان کی حیثیتیں مختلف ہوتی ہیں' ان کی شان ہی مختلف ہو جاتی ہے جو اس راہ میں اپنی جان لٹاتے ہیں۔

اور مجھے تو خوشی ہوئی وزیر داخلہ کی بات سن کر کہ شکر ہے کسی نے سچ تو بولا۔ پچاس سال سے حکمران جھوٹ بول رہے ہیں کہ یہ اسلامی ریاست ہے چلو کسی نے بتایا تو سہی کہ اسلام سے ریاست کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب عام آدمی کے کورٹ میں بال ہے کہ وہ اس کا جواب کیا دیتا ہے اور انشاء اللہ عام آدمی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے نام پر قربان ہوگا' کسی بدمعاش اور بے دین کی بے دینی کے لئے نہیں۔ ایسے سادے لوگ ہیں یہ امریکہ کو یا مغرب کو خوش کرنے کے لئے اسلام کے خلاف بیان دے رہے ہیں اور امریکہ سے یہ کیوں نہیں کہتے کہ خود امریکہ میں اسلام کس تیزی سے پھیل رہا ہے وہاں کیوں نہیں روکتا۔ یہاں کے مجاہدین کے کیمپ امریکہ بند کروانا چاہتا ہے لیکن جو غنڈہ گردی امریکہ میں ہورہی ہے وہ اسے کیوں نہیں روکتا۔ امریکہ کے ذرا اعداد و شمار قتل و غارت گری اور بدکاری اور لوٹ مار کے کسی دن پڑھ دیکھئے' دنیا میں سب سے زیادہ جرائم امریکہ میں ہوتے ہیں۔ امریکہ بہادر اپنی فکر کرے اور یہ اللہ کا دین ہے' فرعون کی ساری طاقت ایک موسیٰ علیہ السلام کو نہ روک سکی پوری دنیائے کفر و شرک مل کر محمد ﷺ کے پیغام کو نہ روک سکی اور نہ روک سکے گی۔ یہ اللہ کا دین ہے کوئی نیا نبی نہیں آنے والا کوئی نئی کتاب نہیں آنے والی انشاء اللہ اسی کتاب کو' اسی دین کو رہنا ہے اور ہر ٹکرانے والا پاش پاش ہو جائے گا یہ دین بھی باقی رہے گا اور اس کے ماننے والے بھی رہیں گے یہ کتاب بھی رہے گی انشاء اللہ اور میرا ایمان ہے یہ ملک بھی رہے گا اور اس پر دین کی حکومت قائم ہوگی۔ کشمیر ہی نہیں پورا برصغیر انشاء اللہ اسلامی ریاست بنے گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اللہ والے کیسے ہوتے ہیں؟

میں جب اللہ والے کے پاس پہنچی تو اندر سے گھائل تھی۔ چور چور تھی۔ پچیس طویل برسوں کی تلاش' اور اس تلاش کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تشنہ سوالوں کی گٹھڑی میرے سر پر دھری تھی جسے اٹھائے میں تھک گئی تھی۔ اب ایک قدم چلنا بھی مشکل تھا۔ مجھے شفا کی اس پڑیا کی سخت ضرورت تھی۔ جو مرد حق کی ایک نگاہ کا جوہر ہے۔ درد دل تو مالک کی دین ہے جس کو جتنا چاہے عطا کر دے۔ ہم تو اس کی توفیق سے بانٹنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ جس کی جتنی استعداد ہے آئے اور لے جائے۔

...... محبت میں کوئی کسی کا شریک نہیں'

یہ ایک ایسی بے آب و گیاہ تنہائی کا نام ہے جس کا نوحہ خود رب کریم نے لکھا ہے۔ محبت کے آخری درجہ کا نام تعبد ہے۔ تعبد کی خاصیت ہے کہ خضوع و انکساری کے ساتھ محبوب سے محبت کی جائے اور محبوب کے سامنے اپنے کو ذلیل و حقیر اور بے قدر و بے توقیر کر دیا جائے۔ آدمی جب کسی سے محبت کرتا ہے' محبوب کے سامنے خضوع و انکساری ظاہر کرتا ہے تو اس کا قلب اس کی عبادت کرتا ہے۔

محبت کے ابتدائی درجہ کو علاقہ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس میں قلب کا محبوب سے تعلق قائم ہوتا ہے۔

بقول شاعر

لیلیٰ سے میری ابتدائی محبت اس وقت ہوئی جب ابھی تعویزوں والی تھی۔ دوسرا شاعر کہتا ہے۔

اب تم ام الولید سے عشق کرنے چلے ہو۔ جب تمہارے سر کی زلفیں سفید ثغام کی طرح ہو چکیں۔

علاقہ کے بعد الصبابہ کا درجہ ہے' الصبابہ میں قلب پوری گرویدگی کے ساتھ محبوب کی طرف جھک پڑتا ہے۔ محبت کرنے والے صبابۃ کی شکایت کرتے ہیں۔ کاش کہ محبت کرنے والوں کا سارا بوجھ میں اکیلا ہی اٹھا لیتا۔ تو محبت کی ساری لذت میرے ہی دل کے لئے ہوتی۔ کوئی محبت کرنے والا اس لذت کو نہ مجھ سے پہلے پاتا نہ میرے بعد۔ اس کے بعد انصرام کا درجہ ہے۔ انصرام نام ہے قلب کی اس محبت کا جو قلب کے اندر ہمیشہ کے لئے لازمی طور پر جاگزیں ہو جاتی ہے۔ جو کسی بھی وقت قلب سے الگ نہیں ہوتی۔

اس کے بعد عشق کا درجہ ہے۔

یہ افراط محبت کا درجہ ہے۔

پھر درجہ شوق کا ہے۔

اور شوق نام ہے قلب کے اس سفر کا' جو پوری تیزی سے محبوب کی طرف شروع کیا جائے۔

...... محترم شیخ کی باتیں انوکھی تھیں۔ جھم جھم جھم دل کی اندھیری گزرگاہ پر جگنوؤں کی قطاریں اتر رہی تھیں۔ وہ کہہ رہے تھے۔ لغت کے اعتبار سے تصوف کی اصل خواہ صوف ہو اور حقیقت کے اعتبار سے اس کا رشتہ چاہے صفا سے جا ملے' اس میں شک نہیں کہ یہ دین کا ایک اہم شعبہ ہے۔ جس کی اساس خلوص فی العمل اور خلوص فی النیت پر ہے۔ اور جس کی غایت' تعلق مع اللہ اور حصول رضائے الٰہی ہے۔ قرآن و حدیث کے مطابق نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور آثار صحابہ سے اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے۔ پھر انہوں نے تصوف کی مزید تشریح کرتے ہوئے بتایا۔ تصوف کے لئے نہ کشف و کرامات شرط ہے نہ دنیا کے کاروبار میں ترقی دلانے کا نام تصوف ہے۔ نہ تعویز گنڈوں کا نام ہے نہ جھاڑ پھونک سے بیماری دور کرنے کا نام تصوف ہے۔ نہ مقدمات جیتنے' قبروں پر سجدہ کرنے' ان پر چادریں چڑھانے اور چراغ جلانے کا نام تصوف ہے۔ اور نہ آنے والے واقعات کی خبر دینے کا نام تصوف ہے۔ نہ اولیاء اللہ کو غیبی ندا کرنا' مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا تصوف ہے۔ نہ اس میں ٹھیکیداری ہے کہ پیر کی ایک توجہ سے مرید کی اصلاح ہو جائے گی اور سلوک کی دولت بغیر مجاہدہ اور بدون اتباع سنت رسولؐ حاصل ہو جائے گی۔ نہ اس میں کشف والہام کا صحیح اترنا لازمی ہے۔ اور نہ وجد و تواجد اور رقص و سرور کا نام تصوف ہے۔ یہ تمام چیزیں تصوف کا لازمہ بلکہ عین تصوف سمجھی جاتی ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کسی ایک چیز پر بھی تصوف اسلامی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ ساری خرافات اسلامی تصوف کی ضد ہیں۔

...... دھڑ' دھڑ' دھڑ' دھڑام' زمین ہلنے لگی اور ذہن میں بہت مدت کی تعمیر شدہ تصوف کی شاندار خود ساختہ عمارت کی بنیادیں ہل گئیں' وہ ڈولنے لگی اور پھر پورے زور سے زمین بوس ہو گئی۔ میں ملبے کے قریب کھڑی اس رنگین و پر شکوہ عمارت کی تباہی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ جس کی اک عمر میں نے تزئین و آرائش کی تھی۔ میری حالت بالکل اس غریب بچے والی تھی' جس نے مشکلوں سے پیسہ پیسہ جمع کر کے ایک رنگین کھلونہ خریدا ہو۔ اور اس سے اس ڈر سے نہ کھیلا ہو کہ کہیں خراب نہ ہو جائے۔ اور پھر اچانک اس کا پسندیدہ کھلونہ اس سے چھین لیا جائے۔

محترم شیخ نے شاید میرے چہرے پر اس کیفیت کے آثار دیکھ لئے تھے۔ جو اندر اس عمارت

ے ٹوٹنے سے برپا ہوئی تھی۔ انہوں نے بڑی ملائمت سے شاید مداوے کے طور پر مجھے ذکر قلبی کا طریقہ بتایا۔ آیئے میں آپ کو ذکر کی مشق کراتا ہوں' میں نے سنا' مگر میں تو اور ہی الجھن میں تھی' اسی لئے کہہ رہی تھی۔ دوران نماز وساوس سے ابھی تک نجات نہیں ملی' حالانکہ میں خاصی پرانی نمازی ہوں۔ اس تجربے کی بنا پر دل میں یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ اگر اب تک نماز میں خشوع کی کیفیت نہیں ملی تو چند گھڑیوں کے ذکر سے بھلا کیا مل جائے گا۔ بلکہ پاس انفاس کی یہ مشق تو بظاہر مشکل بھی ہے اور دور بھی۔

دیکھئے وصل وصال کی کیفیت جب دلوں کا رخ کرتی ہے تو دل کی سنسان حویلی میں روشنی کی شمعیں جلنے بجھنے لگتی ہیں۔ گو ہمارے سامنے عذابی علم سے بچنے کی ساری راہیں کھلی ہیں۔ مگر ہماری بدقسمتی کہ کتابی علم نے ہمارا راستہ روک رکھا ہے۔ ہم سنی سنائی پر آنکھیں بند کر کے صاد کر لیتے ہیں' کیونکہ عملی تجربے کی جرات ہم میں نہیں ہوتی۔ آپ اللہ کا نام لے کر ذکر شروع کیجئے۔ اگر میرے قلب میں انوارات الٰہی ہیں تو خود بخود آپ تک منتقل ہوتے رہیں گے' آپ کو ارتکاز کے لئے محنت کی ضرورت نہیں پڑے گی' اپنے آپ مل جائے گا۔ ان کی بات سن کر قدیم صوفیاء کے طریق پر چلتا ہوا زمانہ سامنے آنے لگا گو اب وہ ہمارے انفس و آفاق کا حصہ نہیں ہے' مگر بعض شخصیات کے قرب کی برکت سے' اب بھی ہمیں اپنا انفس و آفاق لگتا ہے۔ بتیاں گل ہو گئیں۔ ذکر شروع ہو گیا۔ پہلا لطیفہ' شیخ کی آواز سیدھی آسمان سے آئی اور میرے قلب میں جا اتری۔ تصور شیخ کے ہمراہ سانس کو قلب میں اتارنا' اور سانس باہر نکالتے ہوئے ھو کی چوٹ' قلب پر محسوس کرنا' ذکر ہے .... ساتوں لطائف ہو گئے' رابطہ بھی ہو گیا' آواز بند ہو گئی' بتیاں جل اٹھیں' مگر میں محبوب کے ساتھ پہلے رابطے میں ہجر کے پانیوں میں نمک کی طرح گھلنے لگی۔ خدا جانے وہ دکھ تھا' شرمندگی تھی' محبت تھی فرقت تھی' کیا تھا' مجھے نہیں معلوم' بہت وقت کے بعد اپنی خبر لی تو دیکھا' شیخ رائٹنگ ٹیبل پر رکھے کاغذات میں گم ہیں۔ مجھ جیسی چند ضرورت مند کمرے میں جمع ہیں۔ اور میں چادر کے پلو میں چہرہ چھپائے نجانے کس سے باتیں کر رہی ہوں۔ اس لڑکی سے' جس نے بالپنے کی سنہری نیندوں کے زمانے میں' خوابوں کی جگہ رت جگے آنکھوں پر بار کئے اور تلاش کی گٹھڑی سر پر اٹھا کر اک طویل راستہ تن تنہا طے کیا۔ وہ لڑکی جس نے سوال کی حیرت کو اذیت میں بدلتے دیکھا' اور اک ایسے گناہ کو ہنسی خوشی شانوں پر رکھا جو دراصل اس کا تھا ہی نہیں۔ یا پھر اس محبوب سے' جو محبوب حقیقی ہے مگر ہمیشہ حقیقت کو دبیز پردے کی طرح درمیان میں تانے محبّ سے آنکھ مچولی کھیلتا ہے۔ نہ سامنے آتا ہے۔ نہ سامنے سے ہٹتا ہے' عجب لک چھپ کا تماشہ ہے۔ عجیب مصیبت ہے۔

...... میں حضرت جی سے گاہے گاہے مل رہی تھی۔ جب بھی جاتی ان کی توجہ کو اپنے اردگرد روشنی کی طرح پاتی۔ ذکر ہر رابطے یا ملاقات کی اہم کڑی ہوتا۔ "لطائف" کے بعد جب "رابطہ" کا وقت آتا تو ایک آسمانی آواز میرے وجود کے آرپار ہو جاتی۔ "اللہ کو اندر اتاریں اور سانس معمول کے مطابق لیں۔ آپ کا وجود مٹی کا ڈھیر تھا جل کر راکھ ہوا' اب بس اللہ باقی ہے۔ ھو کر باہر نکالیں' دیکھئے ھو کا ایک مینارہ سا بن رہا ہے جو عرش عظیم کو ٹکر مار رہا ہے۔"

ھو کی ٹکر عرش عظیم سے' رابطے کا یہ تصور ہی اتنا انوکھا تھا کہ میرے روئیں روئیں میں لرزہ طاری ہو جاتا۔ "لطائف" کے دوران ٹپ ٹپ بہتی آنکھیں "رابطہ" پر چھما چھم برسنے لگتیں۔ اور کچھ ایسے برستیں کہ اس بے موسم برسات کا روکنا مشکل ہو جاتا۔ اور میں قبلہ رو کرسی پر بیٹھی' نجانے کتنی کتنی دیر بھیگی ہوئی آنکھوں اور سوجی ہوئی لال ناک کے ساتھ اس تصور سے نہال سوچے چلی جاتی۔ ھو کی ٹکر جب عرش عظیم سے لگی ہو گی تو کیا' اس عظمتوں والے بڑے عرش کے مالک نے سنی ہو گی۔ اگر سنی ہو گی تو زمین کے فرش پر بیٹھی اس عاصی پر نظر بھی پڑی ہو گی' رابطہ جس کی تلاش کا ثمر ہے۔

یہ سوچ کر وہ ہستی اور بھی عزیز لگنے لگتی جو رابطے کا وسیلہ تھی۔ میں تو بھٹک رہی تھی۔ پریشان حال تھی۔ مجھے تو زندگی کی آسانیوں نے وہ مار دی تھی کہ مشکلیں نجات نظر آتی تھیں۔ مجھے تو ان آسانیوں سے سمجھوتہ کرنے' یا اس انکار کے سپرد ہونے کا مسئلہ تھا۔ جس کے بیچ میں عرصہ دراز سے لٹکی ہوئی تھی۔ فیصلہ ہی نہیں ہو پاتا تھا۔ تلاش پیچھا نہیں چھوڑتی تھی اور ایک کچی عمر کی لڑکی انگلی نہیں چھوڑتی تھی۔ منظر بھی پیارے تھے اور منظر والا بھی۔ محبت کرنا بھی اچھا لگتا تھا اور بے محبت ہو کر بے نیازی کی خو بھی پسند تھی۔ آنکھیں لگانے اور آنکھیں چرانے جیسی متضاد کیفیتیں بھی پیاری تھیں۔ منزل کی تلاش میں عمر بھر کی پونجی پلوے سے باندھ کر نکلنا اور پھر منزل نظر آجانے پر واپسی کی شدید خواہش کرنا' سفر پھر سے شروع کرنے کی آرزو رکھنا بھی بھاتا تھا۔ الف سے دور رہنا اور

الف دا انت و پارنی مائے
جانا ازلوں پار نی مائے
"ب" دی مینوں سار نہ کوئی
"ب" دے روگ ہزار نی مائے

اقتباس "رہ نورد شوق" از بشریٰ اعجاز

www.naqshbandiaowaisiah.com

پیوستہ رہ شجر سے

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

ام المومنین مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا تھا نبی اکرمؐ کے اخلاق عالیہ کیا تھے تو فرمایا(کان خلقہ القران) آپؐ کا اخلاق قرآن ہے۔ قرآن کو پڑھتے جاؤ تم پر نبی کریمؐ کے عادات واطوار واضح ہوتے چلے جائیں گے جس چیز کی قرآن مدح وثنا بیان کرتا ہے وہ صفت حضورؐ میں پائی جاتی تھی اور جس کی قران مذمت کرتا ہے اس سے حضورؐ بھی روکا کرتے تھے سیدھی بات ہے

قرآن تو بزبان پیغمبر ﷺ مخلوق تک پہنچا اس نے کائنات کی مثالیں دے کر نوع انسانی کو سمجھایا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں۔ الم تری ان اللہ انزل من السماء ماء ..... ان فی ذالک لذکری لاولی الالباب کیا تو نہیں دیکھتا اللہ کریم وہ قادر ہے جو سمندر کے کھارے پانی کو جو سمندر کے ناقابل استعمال پانی کو بھاپ بنا کر اٹھاتا ہے مختلف ہواؤں کو حکم دیتا ہے اسے اپنے دامن میں جگہ دو اور انہیں مختلف ممالک پر مختلف لوگوں پہ چلاتا ہے جو آسمان سے آکر اس پانی کو تجھ پر پلٹ دیتی ہیں سمندر میں تو کھاری پانی تھا تیرے پاس پہنچا تو شیریں ہو گیا پھر وہ پانی جب زمین پر گرتا ہے تو ایک ہی رنگ ہے کوئی بو نہیں ہے نہ کوئی اس کا ٹیسٹ ہے تو جب وہ زمین پہ پڑتا ہے تو کیا ہوتا ہے فسلکہ ینابیع اس سے چشمے جاری کر دیتا ہے اگر وہ چاہتا تو ایک ہی بار پانی برستا اور طوفان بن کر بہہ جاتا بات ختم ہو جاتی لیکن نہیں پہاڑوں پر ذخیرہ کر دیتا ہے نہ اس پر گرد جمتی ہے نہ اس پر مٹی پڑتی ہے نہ وہ خراب ہوتا ہے پھر وہاں سے رسنا شروع ہو جاتا ہے آہستہ آہستہ زمین کی تہوں میں زمین کی رگوں میں چلا جاتا ہے پھر جہاں چاہتا ہے چشمہ بنا کر نکال دیتا ہے ان سے دریا بنتے ہیں دریاؤں سے نہریں بنتی ہیں پھر زمین سیراب ہوتی ہے جب زمین سیراب ہوتی ہے تو کیا ہوتا ہے۔ ثم یخرج بہ زرعا پھر اس میں کھیتی اگا دیتا ہے اس پانی کی برکت ہے۔ پانی ایک ہے بغیر رنگ کے تھا بغیر ذائقے کے تھا لیکن تو دیکھے گا زمین کے جس خطے میں لگا بے شمار پودے نکلے اس سے۔ ہر شاخ کے ہاتھ میں ایک پھول ہے۔ ہر پھول کا رنگ علیحدہ ہے ہر پھول کے سائز علیحدہ ہیں ہر پھول کی خوشبو علیحدہ ہے۔ ہر پھول کا ذائقہ علیحدہ ہے ہر پھول کی تاثیر علیحدہ ہے تو یہ کون کرتا ہے کون کاریگر ہے جو زیر زمین طرح طرح کے رنگ بھر کر طرح طرح کے پھولوں کو نکال رہا ہے؟ یہ کون کاریگر ہے جب ان کو نکالتا ہے پھر وہ ابل پڑتے ہیں باہر دن بدن ترقی کرتے ہیں صبح کو دو تھے شام کو تین تھے پھر چار ہوئے مہینے بھر میں کھیتی لہلہانے لگی ایک ایک پودے کے پاس سینکڑوں پھول ہوتے ہیں جوبن ہوتا ہے تو پھر کیا ہوتا ہے پھر تو دیکھتا ہے یکایک وہ زرد پڑ جاتے ہیں۔ کیوں بھائی جب زرد پڑتی ہے تو کیا ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ سوکھ جاتی ہے جب سوکھتی ہے تو کیا ہوتا ہے وہ لوگوں کے پاؤں تلے مسلی جاتی ہے اس پر سے گاڑیاں گذر جاتی ہیں اسے جانور تباہ کر دیتے ہیں اس کا تنکا تنکا بکھر جاتا ہے نہ وہ ہریالی ہوتی ہے نہ وہ رونق رہتی ہے نہ وہ گل بکف دکھائی دیتی ہے نہ اس کی کوئی پرواہ کرتا ہے _ (اللہ اللہ) تو اللہ کریم کو یہ بتانے کی ضرورت کیا تھی یہ تو روزمرہ کا مشاہدہ ہے فرمایا ان فی ذلک لذکر لاولی الالباب اس میں صاحب بصیرت لوگوں کے لئے ،عقل مندوں کے لئے ' داناؤں کے لئے' ان کے لئے جن کے دماغ روشن ہیں دل منور ہیں ان کے لئے اس میں نصیحت ہے کیا نصیحت ہے بھائی؟ نصیحت اس میں یہ ہے کہ وہ تو کھیتی ہے وہ قانون قدرت پر مجبور ہے تو انسان ہے تجھے اللہ نے دو میں سے ایک راستہ چننے کا اختیار دیا ہے تو جس طرح سے آسمان سے بارش نازل ہو کر شاک ہو جاتی ہے پہاڑوں پر کبھی ختم نہیں ہوتی اسی طرح فیضان باری نبیؐ کے دل پر نازل ہوتا رہتا ہے اور کبھی وہاں سے ختم نہیں ہوتا۔ یہ مثال دی کہ میرے

www.naqshbandiaowaisiah.com

بندو! اسے سمجھو اور اس پر غور کرو۔ اللہ کا وہ عظیم الشان نبیؐ جو مہبط تجلیات باری ہے اس کے دل پر اسی طرح سے آسمانی فیوض و برکات ٹوٹتی ہیں جس طرح ٹوٹ کر بارش برستی ہے اور جس طرح بحر منجمد میں آبی منجمد ذخیرہ موجود ہے نہ اس پر گرد پڑتی ہے نہ اس میں بو پڑتی ہے نہ وہ خراب ہوتا ہے اس طرح پیغمبرؐ کا سینہ اطہر ہوتا ہے جس طرح جہاں جہاں رگیں ہوتی ہیں جہاں جہاں زمین میں قوت ہوتی ہے جذب کرنے کی جہاں جہاں پانی لے سکتی ہے وہاں وہاں پانی چلتا ہے اور آگے جاکر نکلتا ہے تو میرے بھائی پیغمبر ﷺ کے قلب اطہر سے جو تعلق قائم کرتے ہیں جتنا اس کا تعلق ہوتا ہے اتنا ہی اسے وہاں سے فیض نصیب ہوتا ہے اس فیض سے کیا ہوتا ہے؟ تو میرے بھائی جس طرح تو دیکھتا ہے ناں چشمے جاری ہوتے ہیں اس طرح نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر سے دلوں کو نہریں جاتی ہیں دلوں کو سوتے جاتے ہیں۔ دلوں کو چشمے جاتے ہیں اور جب وہ اس وجود کی کھیتی میں پہنچتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ یخرج بہ زرعا مختلفا اس میں سے طرح طرح کے پھول نکلتے ہیں یہ محدث بنتے ہیں یہ مفسر بنتے ہیں یہ فقیہ بنتے ہیں یہ عابد و زاہد بنتے ہیں ولی اللہ بنتے ہیں غوث اور قطب بنتے ہیں مجاہد اور غازی بنتے ہیں اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں یہ جذبہ کہاں سے آتا ہے؟ اپنی اپنی استعداد اپنی اپنی قوت، اپنی اپنی طاقت کے مطابق فیضان نبویؐ کو لوگ حاصل کرتے ہیں دلوں میں فیض پہنچتا ہے دلوں میں وہ قوت آتی ہے پھر ہر آدمی ایک پھول بن جاتا ہے ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ ہر پھول کا رنگ علیحدہ، ہر پھول کی خوشبو علیحدہ، کوئی سپاہی ہو کر عاشق رسولؐ ہے، کوئی جرنیل ہو کر عاشق رسولؐ ہے کوئی مدرس ہو کر عاشق رسولؐ ہے کوئی قرآن کا مفسر ہو کر عاشق رسولؐ ہے کوئی مزدوری کرتا ہے لیکن اس کا دل محمد رسول اللہ کے ساتھ ہے کوئی حکومت کرتا ہے، بادشاہ ہے اور اتنی بڑی سلطنت کا مالک ہے کہ کابل سے لے کر برما تک اور لنکا سے لے کر ہمالیہ تک اس کا سکہ رائج ہے بغیر وضو کے مکان سے باہر نہیں نکل سکتا

کسی نے عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی کریمؐ کے اخلاق عالیہ کیا تھے، آپؓ نے فرمایا کہ آپ کا اخلاق قرآن ہے۔ قرآن پڑھنے سے آپؐ کی سیرت واضح ہوتی ہے

حضرت قطب الدین کا انتقال ہوا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے کہ جس نے کبھی بغیر وضو کے آسمان نہ دیکھا ہو ایک شرط، دوسری شرط اس کی نماز تہجد قضاء نہیں ہوئی ہوگی اور تیسری شرط یہ ہے کہ عصر کی سنتیں نہ چھوڑی ہوں گی تو بڑے بڑے زاہد و عابد پریشان ہوگئے بڑے بڑے نیک و پارسا حیران ہوگئے تو اس حکمران نے جس کی حکومت کی حدود میں نے عرض کردی ہے جسے تاریخ شمس الدین التمش کے نام سے جانتی ہے اس نے روتے ہوئے کہا تھا کہ اللہ کیا تو نے میرا راز ظاہر ہی کرنا تھا اس نے جنازہ پڑھایا اور رو کر کہا تھا اللہ! کیا تو مجھ نالائق کو اپنی دنیا پر ظاہر ہی کرنا چاہتا تھا۔ یہ کہاں سے کمال حاصل کیا اس نے؟ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تعلق پیدا کرکے۔ تو میرے بھائی اسی طرح پھول نکلتے ہیں لیکن جب استعداد ختم ہو جاتی ہے سبزی کھیتی چارے اور جڑوں کی باوجودیکہ پانی تو رستا ہے زمین سے چشمے تو خشک نہیں ہوتے، دریاؤں کی روانی نہیں رکتی، نہریں چلتی رہتی ہیں لیکن جب اس کی جڑ جس نے پانی سے فیض حاصل کرنا ہے، ذرات خاکی کو، مختلف گیسز کو، مختلف چیزوں کو، مختلف اجزاء کو Collect کرکے جس نے پودے تک پہنچانا ہے جب وہ جڑ کام چھوڑ دیتی ہے تو کھیتی پیلی ہو جاتی ہے اور جب مومن کا دل محمد رسول اللہ سے تعلق مین کمزور پڑ جاتا ہے اس کی نمازیں چھوٹ جاتی ہیں اس سے ذکر چھوٹ جاتا ہے اس سے دیانت داری چھوٹ جاتی ہے یہ جھوٹ بولتا ہے یہ رشوتیں کھاتا ہے ڈیوٹی کو ڈیوٹی نہیں سمجھ سکتا۔ یہ دیانت داری سے فرض ادا نہیں کرسکتا۔ یہ گوشت پوست کا انسان ہو کر کیوں لوہے کے قلعے سے لڑ جاتا ہے؟ ایک ایک سپاہی کافروں کے ٹینکوں کے منہ کیوں پھیر دیتا ہے اس لئے کہ اس کے دل میں جذبہ ایمانی ہوتا ہے اور کافر اپنی کثیر تعداد کے باوجود اس گئے گزرے دور میں مسلمان کو زیر کیوں نہیں کرسکتا ہے وہ کافر ہے اس کا اُدھر تعلق نہیں ہے اس کے پیچھے وہ سپورٹ نہیں ہے وہ پاور نہیں ہے وہ دنیا کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

لئے لڑتا ہے یہ اللہ کے دین، اللہ کے رسولؐ کے دین اور اللہ کے قانون کے لئے لڑتا ہے اس لئے لڑتا ہے کہ میرا ملک محفوظ رہے اور یہاں قال اللہ اور قال رسولؐ کی آواز آتی رہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مسجدیں کافروں کے گھوڑوں کے طویلے بن جائیں اس لئے لڑتے ہیں اور تب ہی صحیح لڑسکے گا جب اس کا تعلق مضبوط ہوگا تو میرے بھائی جس طرح کھیتی سوکھ جاتی ہے اب آپ ایک آدمی کو لیں مسلمان کے گھر پیدا ہوتا ہے اسے کوئی علم نہیں نہ ہاتھ ہلا سکتا ہے نہ پاؤں ہلا سکتا ہے اس کے کان میں کہہ دیا جاتا ہے کہ اشھدان لاالہ الا اللہ ۔اشھدان محمد رسول اللہ اس کا تعلق قائم ہوجاتا ہے اب وہاں سے فیض آنا شروع ہو جاتا ہے۔ مدرسے گیا استاد نے تربیت کی اس نے پڑھایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہ اللہ کو واحد سمجھنے لگ گیا۔ پیغمبرؐ کی عظمت کو جس حد تک وہ سمجھ سکا اتنا فیض جاری ہوگیا اب جوں جوں بڑا ہوتا گیا اس کی عقل بالغ ہوتی گئی اس کی سمجھ اللہ کی ذات کے بارے میں اللہ کے رسولؐ کے بارے میں بڑھتی گئی ترقی کرتی گئی، جتنا جتنا اس کا تعلق خدا اور اس کے رسول ﷺ سے مضبوط ہوتا چلا گیا اتنا اتنا اس کا فیض زیادہ ہوگیا پھر وہ عالم بنا، مفسر بنا، محدث بنا، سپاہی بنا، اللہ جل شانہ کا مقرب ولی بنا تو اب اس کے لئے اسے ضرورت کس امر کی ہے کہ اس کی وہ جڑ اپنے اصل سے پیوستہ رہے اور اپنا وہ عمل جاری وساری رکھے۔ وہاں سے پانی کو لے، غذا کو لے، اور اسے ایسے مادے میں تبدیل کرتی رہے جو اس کے سینے میں

پھول اگاتا رہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر اس ناکارہ گھاس کی طرح اس کی جڑ نے اپنے اصل سے فیض حاصل کرنا چھوڑ دیا تو کیا ہوگا۔ زرد ہوجائے گا نام مسلمان کا ہوگا، کافر ہوجائے گا 'بدکار ہوجائے گا' بزدل ہوجائے گا، جھوٹا ہوگا 'چور ہوگا' بڑھتے بڑھتے اگر جڑ سوکھ گئی تو ایمان ضبط ہوجائے گا کافر ہوجائے گا اور جنہیں ہم آج گمراہ دیکھتے ہیں یہ سب وہی لوگ ہیں جن کی جڑ نے وہاں سے اثر لینا چھوڑ دیا۔ یہ میری بات نہیں یہ آپ کا تجربہ بھی ہوگا کہ جو لوگ عقل پر بھروسہ کرکے محمد رسول اللہ کی رہنمائی چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کتاب اللہ کو سمجھ سکتے ہیں اپنی مرضی سے ترجمے ایجاد کرتے ہیں اپنی مرضی سے تفسیریں بناتے ہیں پیغمبر ﷺ کی حدیثوں کو ٹھکراتے ہیں وہ گمراہ ہوجاتے ہیں اور کفر میں مرجاتے ہیں ان کا حال یہی ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی بارگاہ سے نکال دیئے جاتے ہیں باپ مسلمان دادا مسلمان کئی پشت ہائے پشت مسلمان خود مسلمان آدھی زندگی اسلام میں بسر کردی آج اسے کیا ہوگیا؟ اس کی جڑ وہاں سے کٹنے لگ گئی تھی۔ احتیاط نہ کی اس کی حفاظت نہ کی وہ کٹتے کٹتے یہ زرد ہوتے ہوتے ابتداء پھول مرجھا گئے اس کے منہ سے جو دین کی باتیں نکلتی تھیں بند ہوگئیں یہ پھول تھے، اللہ کی ثنا کے پھول، محمد رسول اللہؐ کی ثناء کے پھول، درود شریف کے پھول، تلاوت قرآن کے پھول، تسبیح اور اذکار کے پھول، یہ پھول ہیں یہ کیوں اجڑ گئے۔ درخت موجود ہے پھول نہیں ہے کیوں؟ جڑ سے غذا کی ترسیل کٹ گئی پھول جڑ گئے اب یہ گھاس نہیں

چونکہ انسان ہے یہ اس کی اصلاح کرتا ہے اگر توبہ پانی دے اسے، اگر اس کی پھر مرمت کرلے توبہ کرلے۔ اللہ کی بارگاہ میں آئے، رسول اللہؐ سے اپنا تعلق درست کرلے پھر پھول نکلیں گے جو زبان گالیاں دیتی ہے وہ حدیثیں بیان کرے گی۔ جو زبان جھوٹ بولتی ہے وہ قرآنی آیات بیان کرے گی اور جو زبان بکواس کرتی ہے وہ درود کی تسبیح پڑھے گی لیکن اگر اس نے جڑ درست نہ کی تو کیا ہوگا۔ پھول جڑنے کے بعد پتے جھڑیں گے۔ پتے کیا ہیں؟ تیرے روزمرہ کے اعمال ہیں نمازیں چھوٹ جائیں گی حلال اور طیب چھوٹ جائے گا نیکی اور بدی کی تمیز اٹھ جائے گی آنکھوں سے حیا جاتی رہے گی۔ زمین کی طرح مردہ ہو جائے گی اور پرواہ نہیں کرے گا۔ جانوروں کی طرح زندگی بسر کرے گا اور اسے پرواہ نہیں ہوگی کیوں؟ غذا آنی بند ہوگئی اور اگر بالکل جڑ نے کام چھوڑ دیا سارے کام اپنی مرضی سے کرنے لگ گیا اللہ کے پاک پیغمبرؐ کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ بیٹھا تو کیا ہوگا؟

اسے اس چرخ نیل گردوں کے نیچے مسل دیا جائے گا وہ کافر ہوجائے گا اس کا دل ظلمت سے بھر جائے گا اس کا کھانا ظلمت ہوگا اس کا پہننا ظلمت ہوگا اس کا سونا ظلمت ہوگا۔ اس کا جاگنا ظلمت ہوگا اس کا اٹھنا ظلمت ہوگا۔ اس کا بیٹھنا ظلمت ہوگا یہی کام دنیا کے کرے گا لیکن سراسر گمراہی میں تو اللہ نے یہ مثال اس لئے بیان فرمائی کہ تیرے مشاہدہ میں ہے تو سبزی کو گھاس کو بارش کو برستے دیکھتا ہے چشموں کو پھوٹتے دیکھتا ہے سبزی کو نکلتے دیکھتا ہے اور پھر اس کی تباہی کا مشاہدہ بھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرتا ہے تیرا معاملہ بھی ایسا ہے اس سے سبق حاصل کر اور اپنا تعلق محمد رسول اللہ ﷺ سے مضبوط کر۔ وہاں سے اصلاح چاہیے دیانتداری اس دروازے سے ڈھونڈ صداقت اور سچائی اسی بارگاہ سے تلاش کر 'امانت اور دیانت 'جذبہ شہادت 'بہادری دلیری 'اطاعت فرض شناسی یہ سب انعامات وہیں کے پھول ہیں تو وہاں سے غذا حاصل کر۔ یہ پھول نکلیں گے اور جتنی قوی غذا ہوگی اتنے زیادہ پھول ہوں گے تو اللہ کریم فرماتے ہیں ان فی ذلک لذکری اس بات میں نصیحت ہے یہ محض بارش اور گھاس کا تذکرہ نہیں ہے اس میں بڑی نصیحت ہے لیکن بے عقل مندوں کے لئے لاولی الباب یہ اولی الباب کون ہوتے ہیں؟ اگر ہم ان کو نہ پاسکے اگر ہم ان کو نہ دیکھ سکے تو بتاتو سہی ان کا کچھ حلیہ بیان فرمادے ان کی کچھ تعریف بیان فرمادے اللہ نے فرمایا الذین یذکرون اللہ قیاما وقعود اوعلی جنوبھم ارے عقل دماغ میں نہیں ہوتی ہے عقل دل میں ہوتی ہے دماغ کی عقل مادی ہوتی ہے اور دل کی عقل جو ہے وہ عالم امر سے تعلق رکھتی ہے تواولی الالباب وہ ہیں جن کے دل میں شعور ہے جو خدا کو پہچانتے ہیں اور جب پہچانتے ہیں بے ساختہ اس کی تعریف کرتے ہیں غیر شعوری طور پر بھی اٹھتے بیٹھتے ہیں چلتے پھرتے 'سوتے جاگتے وہ کیا کرتے ہیں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کا سونا جاگنا' ان کا بیٹھنا' ان کا اٹھنا اللہ کریم کے دیئے ہوئے قاعدہ اور ضابطے کے تحت ہوتا ہے تو ان کا چلنا ذکر ہوتا ہے ان کا بیٹھنا ذکر ہوتا ہے 'ان کا اٹھنا ذکر الٰہی ہوتا ہے کیوں؟ وہ بیٹھنے میں بھی اللہ سے حکم چاہتے ہیں کہ کس طرح بیٹھنا ہے 'سونے اور جاگنے میں 'ملازمت میں 'لینے دینے میں 'بیع و شرعہ میں 'نکاح وطلاق میں 'معاشیات ہو 'معاملات ہوں 'حکومت ہو یا ملازمت ہو وہ اللہ سے اطلاع چاہتے ہیں کہ ان کا رابطہ اللہ سے ہمہ وقت قائم رہتا ہے وہ ہیں عقلمند تو ان کے لئے اس میں بڑی نصیحت ہے اللہ کریم فرماتا ہے کہ اے میرے بندے جس نے نصیحت پکڑی اس کا سینہ میں اسلام کے لئے کھول دیتا ہوں اس کے دل میں میں یہ چشمے جاری کردیتا ہوں اس کے دل میں فیضان نبوی کی نہریں نہیں دریا جاری کردیتا ہوں لیکن وہ اس سے نصیحت تو پکڑے وہ کوشش تو کرے اس کے دل میں انابت تو آئے 'اس کے دل میں خلوص تو پیدا ہو' وہ اللہ کی طرف رجوع تو کرے 'وہ میری بارگاہ میں آئے تو سہی

> جس نے نصیحت پکڑی 'اس کا سینہ میں اسلام کے لئے کھول دیتا ہوں 'اس کے دل میں 'میں فیضان نبوی کے چشمے جاری کردیتا ہوں

تو کیا ہوتا ہے افمن شرح اللہ صدرہ لاسلام کیا تو ان لوگوں کو برابر سمجھتا ہے جنہوں نے اس تعلق کو مضبوط کیا اور اللہ نے ان کے سینے اسلام کے لئے کھول دیئے دیکھنے میں تو یہ اتنا سالو تھڑا نظر آتا ہے لیکن حقیقتاً" یہ مہبط تجلیات باری ہے اللہ کریم فرماتے ہیں میری تجلیات کو نہ زمین سماسکتی ہے نہ آسمان سماسکتے ہیں لیکن میرے بندے مومن کا دل اخذ کر سکتا ہے اس کی وسعت زمینوں اور آسمانوں سے بڑھ جاتی ہے۔

جس کے دل کو میں نے دین برحق کے لئے کھول دیا ہے ان لوگوں کی رہنمائی کے لئے اللہ کا نور ہے اس کے پاس اللہ کے رسول کی ہدایت یا نور ہیں اللہ کا قرآن نور ہے۔ اللہ کا ذکر نور ہے اور کثرت ذکر دل میں واقعی نور پیدا کردیتی ہے جب دل کہتا ہے اللہ تو اس کے انوار اٹھ کر عرش الٰہی تک سڑک بنادیتے ہیں ارے اللہ کے بندوں کی زندگی میں ان کے وجود منور ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد ان کی قبور سے نور اٹھا کرتے ہیں ان کا جسم مٹی میں رہ کر ریزہ ریزہ ہوجائے ان کے گوشت کو مٹی کھا جائے لیکن وہ اللہ کے ذکر سے باز نہیں آتے اللہ اللہ ان کی قبروں سے بھی اٹھتی ہے تو فرمایا جن کو میں نے یہ قوت دی جن میں میں نے یہ عظمت رکھ دی جن میں میں نے عزت رکھ دی تو ان کے مقابلے میں ان لوگوں کو برابر سمجھتا ہے۔

ارے جن کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا اور وہ اللہ کا ذکر کرہی نہیں کرسکتے وہ ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے وہ ان کے ترازو میں نہیں تل سکتے وہ اس عظمت کو نہیں پاسکتے کیوں؟ ان کے دل پر قساوت آگئی ان کا دل زنگ آلود ہوگیا ان کی جڑ کا تعلق محمد رسول اللہ سے کمزور ہوگیا خواہ وہ کوئی ہو بڑا ہو یا چھوٹا ۔امیر ہو یا غریب جب اس نے آقائے نامدار ﷺ سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہدایات لینی چھوڑدیں اپنی مرضی سے چلنے لگ گیا تو دل پر قساوت آگئی دل پر زنگ چڑھ گیا اب اس میں کیانقص ہوگیا اللہ کی طرف سے اسے سزا کیاملی -اللہ فرماتا ہے ان کے دلوں کو میں نے ذکر سے خالی کردیا بس ان کے دلوں میں نہ میرا حیاہے نہ میری ہیبت ہے نہ میری عظمت ہے نہ میری یاد ہے کیوں؟ -جب یہ ہوا تو کیاہوا جب ان سے اللہ کی یاد چھوٹ گئی تو کیا ہوا اولئک فی ضلال مبین کھلی اور واضح گمراہی میں جاپڑے ان کا ہر کام اپنے اعتدال سے بھٹک گیا ان کے سارے فرائض منتشر ہوگئے یہی وجہ ہے کہ دل اطمینان سے خالی ہوگئے اور آدمی جو یاد الٰہی سے غافل ہے گداگر ہے تو بھی مطمئن نہیں اور اسے حکومت دے دو تو بھی مطمئن نہیں ہوتا اصل مرض یہ ہے کہ اس کا دل ادھر سے کٹ گیا اگر وہاں تعلق رہتا تو فقیری میں بھی اسے اطمینان ہوتا اور حکومت و سلطنت میں بھی اسے وہی اطمینان ہوتا تو فرمایا اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانیا اللہ کریم نے ایسی باکمال کتاب نازل فرمائی ہدایت کے لئے اور اس کو ایسا دلچسپ بنادیا جس کی باتیں تو ایک جیسی ہیں اور مڑ مڑ کر آتی ہیں لیکن ہر بار پڑھنے سے نئی حالت دیتی ہیں کبھی آدمی بور نہیں ہوتا کبھی آدمی تھکتا نہیں کبھی اس کا جی نہیں بھرتا وہ جتنی بار پڑھتا ہے جوں جوں پڑھتا ہے ایک نیا لطف دیتی ہے ایک نیا ذائقہ دیتی ہے نئے فیوض و برکات دیتی ہے نئے نئے نقطے برآمد ہوتے ہیں ارے چودہ سو سال گذر چکے ہیں آج تک دنیا میں سب سے زیادہ جس کتاب کی شرحیں لکھی گئی ہیں وہ یہی ایک کتاب ہے 1920ء میں ایک مفکر لکھتا ہے کہ 1920ء سے پہلے اس بیسیویں صدی سے پہلے تک پچاس ہزار شرحیں صرف یورپ میں اس پر لکھی جاچکی ہیں اس کے بعد یہ نکلے کارخانے اور چھاپہ خانے اور یہ چیزیں ایجاد ہوئیں آج تک جو شرحیں لکھی جاچکی ہیں کوئی شمار نہیں کرسکتا اس کے باوجود کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا کہ جو کچھ میں نے کہہ دیا اس سے زیادہ قرآن کے پاس کوئی برکات نہیں ہیں کسی نے نہیں لکھا جتنی بار پڑھو گے جیسا جیسا دہراؤ گے جتنا جتنا اس پر تکرار کرو گے اتنی اتنی برکات بڑھتی چلی جائیں گی اور اتنی اتنی دلچسپی اتنی اتنی محبت زیادہ ہوتی چلی جائے گی اور فرمایا وقلوبھم الی ذکر اللہ ان کے دل ذکر کرتے ہیں ان کی کھال ذکر کرتی ہے ان کی ہڈیاں ذکر کرتی ہیں ان کے بال ذکر کرتے ہیں ارے ان کے مردے سے ان کے مرے ہوئے وجود سے اللہ اللہ کی آواز اٹھتی ہے یہ کمال پیدا ہو جاتا ہے ان میں- یہ برکات آ جاتی ہیں ان میں - یہ حالات ہوتے ہیں ان کے کہ ان کے بال بال سے اللہ اللہ نکلتا ہے -یہ اللہ کا انعام ہے یہ اللہ کی ہدایت ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے -اللہ بڑا کریم ہے 'بڑا غفور ہے' بڑا رحیم ہے لیکن چونکہ اس نے ہمیں انتخاب کرنے کا حق دے دیا ہے اس لئے کسی کو کان سے پکڑ کر نیکی پہ نہیں لگاتا چھوٹی سی شرط رکھ دی کہ تو اس طرف آ توفیق میں دوں گا -تجھے نیک میں بناؤں گا لیکن اگر تو برائی کی طرف جانا چاہتا ہے تو خدا پکڑ کر کسی کو برائی پر لگادے اور دوسرے کو پکڑ کر نیکی پہ لگادے تو پھر وہ بات کہاں گئی کہ دونوں راستے تیرے سامنے کھلے پڑے ہیں جہاں چاہتا ہے چلا جا تو میرے بھائی یہ اللہ کی ہدایت ہے -یہ اللہ کا انعام ہے جن سے وہ راضی ہوتا ہے اور جو اس سے ہدایت کے طالب ہوتے ہیں وہ اپنا سینہ اس کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں یہ اپنا دل لے کر اس کے دروازے پر آتے ہیں ان کے لئے تو ہدایت کے سامان پیدا کردیتا ہے اور جو اس کی طرف سے رخ پھیر لیتے ہیں وہ انہیں گمراہی کی طرف دھکیل دیتا ہے اور جن کو وہ دھکیل دیتا ہے جسے اللہ ہی ٹھکرا دے اسے کون ہدایت دے گا اسے جائے پناہ کہاں سے ملے گی؟

توحید باری کے لئے تکوینی دلائل

بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں اور جہازوں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کے لئے رواں ہیں اور مینہ میں جس کو خدا آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سرسبز) کردیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمانوں اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقلمندوں کے لئے (خدا کی قدرت) کی نشانیاں ہیں۔

آیت ۱۶۴۔ سورۃ البقرہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

باتیں ان کی خوشبو خوشبو

حضرت اللہ یار خانؒ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے بانی اور مجتہد فی التصوف تھے۔ ان کی ایمان افروز باتوں کا یہ سلسلہ ماہنامہ المرشد کے ہر شمارے میں شائع کیا جاتا ہے۔ زیر نظر تحریر مولانا کا آنریری کپتان محمد نواز کو ارسال کردہ مکتوب ہے۔

از چکڑالہ 30-5-1969 الداعی الی الخیر ناچیز اللہ یار خان

عزیزم السلام علیکم! گرامی نامہ مل کر کاشف حال ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔

یادرکھنا وقت سخت نازک ہے۔ مخلوق خدا سے دور ہو چکی ہے اور رسول خدا ﷺ سے روحانی تعلق توڑ چکی ہے۔ اخروی مواخذہ کی قائل ہی نہیں رہی۔ حرام حلال کی قائل نہیں ہے۔ بیٹا! ہمیشہ سنت الہٰی اس طرح جاری چلی آتی ہے کہ جب سخت بے دینی دنیا میں پھیل جاتی تو اس وقت اللہ تعالیٰ جماعت انبیاء کو مبعوث فرماتے تھے۔ سلسلہ نبوت تو ختم ہوا۔ کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ سوائے سابق نبی عیسیٰ علیہ السلام کے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً صوفیہ' عارفین' اولیا اللہ کی جماعت سے کسی نہ کسی کو منتخب فرماتے ہیں۔ مخلوق جو خدا سے دور ہو گئی اس کو شیطان کے چنگل سے نجات دلا کر خدارسیدہ بنائیں۔ عزیزم! میں پیری مریدی کے لئے نہیں پیدا ہوا بلکہ میری ڈیوٹی یہی ہے جو کام کر رہا ہوں۔ آپ بھی اس محبوب رب العالمین جماعت میں داخلہ ہو کر اس کے فرد بن گئے۔ آپ کا بھی فرض اور ہر رفیق حلقہ کا فرض ہے' کہ خدا کے بندوں کو تلقین کریں۔ ذکر الٰہی میں مشغول بنا دیں۔ نمازی ہو جائیں۔ متبع رسول اکرم ﷺ بن جائیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ آگے چلو گے تو رنگ دیکھو گے۔ آپ جس طرح ظاہری فوج کے ملازم ہیں اسی طرح کوشش کریں کہ باطنی حکومت کے بھی فرد بن جائیں۔

پوری کوشش کرنا۔ مولوی صاحب کا السلام علیکم عرض کرنا۔ باقی تمام رفقاء کو دست بستہ السلام علیکم عرض کرنا۔ کوئٹہ میں بڑی کامیابی ہوئی بفضل اللہ علماء کی جماعت داخل حلقہ ہوئی۔ درستی عقائد واعمال کی کی گئی۔ کتاب روحانی المعانی کے متعلق ایوب صاحب ایئر فورس والا سے ملنا۔ والسلام

www.naqshbandiaowaisiah.com

جشن مناؤ

تحریر۔ حسن نثار

کروڑوں روپے کی بجلی پھونک ڈالی۔

اور وہاں ...... جہاں رزق حلال کھانے والا سفید پوش آدمی بجلی کا بل چکانے سے عاجز ہے۔

کروڑوں روپے کا کاغذ جھنڈیوں کے جہنم میں جھونک دیا اور وہاں جہاں بچوں کو کتاب میسر نہیں۔

کروڑوں روپیہ کا کپڑا جھنڈوں میں اڑا دیا۔

اور وہاں ..... جہاں تن ڈھانپنا تو دور کی بات' مردے کو کفن دینے سے غریب آدمی کا گھریلو بجٹ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

کروڑوں روپے کا پٹرول دھواں کر دیا۔

اور وہاں ..... جہاں انسانی خون پٹرول سے سستا ہے کہ جسے یقین نہ آئے کسی بڑے سرکاری ہسپتال کے ارد گرد پیشہ ور خون بیچنے والوں سے رابطہ کرے جن کا تکیہ کلام ہی یہ ہے "پٹرول سے سستا لے لو"

آؤ اپنے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائیں اور کہیں "ہم آزاد ہیں"

کہو کہ ہم آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے غلام نہیں۔

پوری قوت سے اس بات کی تردید کرو کہ ہم اس روز گورے آقاؤں کی غلامی سے نکل کر کالے' پیلے' نیلے آقاؤں کی غلامی میں نہیں آ گئے۔

کہو کہ مشرقی پاکستان "آزاد" ہو کر بنگلہ دیش نہیں بن گیا۔ کہو کہ رحم مادر میں موجود ہر بچہ قرض کے عوض غیروں کے پاس رہن نہیں رکھا۔

کہو کہ یہاں کبھی کوئی بھوک' بیروزگاری' غربت اور بیماری کے ہاتھوں تنگ آ کر خود کشی پر مجبور نہیں ہوا۔

کہو کہ ہم جہالت کے اندھے کنوئیں کے قیدی نہیں۔

کہو کہ ہم نے تھانیدار سے نجات پائی اور پٹوار کی غلامی سے رہا ہوئے۔

کہو کہ ہم نے لسانیت' علاقائیت اور فرقہ واریت کی زنجیریں توڑ دیں۔

اور کہو کہ مزدور کو مناسب مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے اور مظلوم کو انصاف خون کے جم جانے سے پہلے مل جاتا ہے۔

کہو کہ ایک "ایسٹ انڈیا کمپنی" کی جگہ بے شمار ملٹی نیشنل کمپنیاں موجود نہیں..... نجکاری کی وباء نہیں' ڈاؤن سائزنگ کا طاعون نہیں ...... ایک زمانہ تھا "کمپنی بہادر" بزور بازو قبضہ کرتی تھی اور آج ؟؟؟ ہم "غیر ملکی سرمایہ کاری" کے نام پر خود انہیں دعوت عام دینے پر مجبور ہیں کیونکہ یہی آج کے اقتصادی منڈی کے مقبول ترین اصول ہیں لیکن اے آزاد لوگو! جشن آزادی منانے میں مصروف لوگو! یہ سارے اصول غلاموں نے نہیں آقاؤں نے اپنے فوائد اور سہولتوں کے لئے وضع کئے ہیں...... اور تیسری دنیا کا ہر "آزاد غلام" ان اصولوں پر عمل کے لئے مجبور ہے۔

جشن آزادی کی تھکن اتر جائے تو یہ بھی سوچنا کہ ۲۱ویں صدی کے اس "گلوبل ولیج" میں ہماری حیثیت کیا ہے؟ کیا ہم اس "عالمی گاؤں" کے چودھری ہیں؟ نمبر دار ہیں؟ کاشت کار ہیں؟ چوکیدار ہیں؟ مکھیا ہیں؟ یا......؟

گلوبل ولیج تو چھوڑو..... ہمیں تو حمود الرحمٰن کمیشن کی کہانی بھی غیروں کی زبانی معلوم ہوتی ہے کہ ہمیں تو اپنا المیہ تک جاننے کا استحقاق نہیں..... بنگلہ دیش کے بننے سے لیکر بینکوں کے لٹنے تک ..... ایک "قاتل" وزیراعظم سے لیکر ایک "ڈاکو" وزیراعظم تک ...... ایک نمبر جاگیرداری سے لیکر دو نمبر صنعت کاری تک' قدم قدم پر جشن منانے کے ان گنت جواز موجود ہیں اس لئے جتنے جشن منائیں..... کم ہیں۔

چلتے چلتے اپنے ایک سابق حکمران کے بارے میں یہ دلچسپ انکشاف بھی سن لیں کہ انہوں نے اتنی سریاں اور پائے کھائے کہ زندہ بحران کے سامنے جانے سے پہلے سر پر ہیلمٹ اور پاؤں میں لانگ شوز پہننا ضروری سمجھتا تھا۔

اس تاریخی اور سیاسی انکشاف پر ایک اور جشن نہ ہو جائے؟ جو ہم سب بارہ اکتوبر کو منائیں۔

بارہ دروازے تے ۱۳ میلے
گھر جاواں میں کیہڑے ویلے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذکر الٰہی اور عقائد احوال کی اصلاح

مصیبت اور افراتفری کے اس دور میں اللہ کا ذکر ہی ایسا راستہ ہے جو بندے کو حق کی پہچان دے سکے

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
مورخہ 98-7-31 دارالعرفان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هوالذين ا رسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الذين كله ولو كره المشركون (التوبہ ۳۳)

اللہ کی شان ہے کہ پہلے زمانے کی مصیبت یہ ہوا کرتی تھی کہ لوگ عقائد و نظریات اور دنیا و آخرت کے بارے میں تو جانتے ہوتے تھے لیکن میدان عمل میں کوتاہی اور سستی ہو جاتی تھی اور اس پر جب ہم پانچویں چھٹی صدی ہجری کے بزرگان دین کے، اہل اللہ کے، اولیاء کرام کے، علمائے کرام کے ارشادات پڑھتے ہیں تو وہ اس زمانے میں لوگوں کے کمزور اخلاق کا، لوگوں کے کمزور ایمان کا اور لوگوں کے خراب کردار اور اعمال کا بڑا سخت شکوہ کرتے ہیں۔ اب ہم پندرھویں صدی ہجری میں ہیں اور اس عرصہ میں کردار میں جو خرابی آئی، ایمانیات میں جو کمزوری آئی، اخلاقیات جس حد تک بگڑے سو بگڑے اس عہد کی مصیبت یہ ہے کہ عقائد میں خرابی آ رہی ہے یعنی اعمال تو پہلے ہی خراب تھے لیکن کم از کم وہ خوش نصیب لوگ ایسے تھے کہ جنہیں عقائد میں کوئی ابہام نہیں تھا۔ اب جس زمانے میں ہم ہیں اس میں عقائد و نظریات میں خرابی آ گئی ہے۔ اب لوگ جنہیں صحیح اسلامی عقیدے کا علم نہیں، جن کا مبلغ علم یہ ہے کہ وہ اپنا نام نامی نہیں لکھ سکتے، جنہیں لکھنا پڑھنا سرے سے آتا ہی نہیں، مطلق جاہل بے عمل لوگ امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ دوسری طرف بڑی بڑی علمی شخصیات جن کے پاس علوم کے انبار ہیں، بڑی بڑی لائبریریاں ہیں۔ جب ان کے ارشادات دیکھنے کا موقع ملتا ہے تو فرماتے ہیں روحانیت تو ہندوؤں اور جوگیوں کے پاس ہے۔ اسلام کو روحانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے ماشاء اللہ۔ روحانیت کیا ہے؟ وہ قلبی خلوص جو اللہ کے ساتھ، اللہ کے حبیب ﷺ کے ساتھ، اللہ کے دین کے ساتھ پیدا ہو۔ ساری روحانیت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ جو تعلق ہے وہ کھرا ہوتا چلا جائے' صاف سے صاف تر ہوتا چلا جائے' مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے۔ خلوص میں، خشوع خضوع میں گہرائی پیدا ہوتی چلی جائے اور اللہ کا حبیب ﷺ محبوب ترین ہستی قرار پائے۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے۔

لايؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده و ولده والناس اجمعين

او کما قال رسول ﷺ کہ "تم میں سے کوئی شخص تب تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے ماں باپ اور اپنی اولاد اور دنیا کے ہر انسان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں" یعنی شرط ایمان ہے۔ اب اگر درمیان میں سے الفت' یہ احساسات' یہ لطیف جذبات نکال دیئے جائیں تو پھر نبی ﷺ کی حیثیت ایک چٹھی رساں کی رہ جاتی ہے کہ اللہ سے کتاب لی بندوں کو پہنچا دی۔ اس میں لکھا پڑا ہوا ہے جو مانے گا بہتری پائے گا جو نہیں مانے گا موج کرے گا۔ یعنی اس میں محبت کا' خلوص کا' تعلقات کا باب جو ہے وہ ختم ہو گیا اگر ختم ہو گیا تو باقی بچا کیا۔

باطل کیا ہے؟ چند ضابطوں کا نام ہے جو انسانوں نے بنائے ہیں اور ان کی کیفیات باطنی اور کیفیات قلبی نہیں ہوتیں۔ ان کا کوئی ایک عقیدہ اللہ کے بارے میں کسی اور نام سے ہی سہی' ہوتا ضرور ہے۔ کسی کتاب کو بھی وہ ضرور مانتے ہیں کسی حد تک عذاب ثواب کو بھی اور اپنے انداز سے جنت دوزخ کی بھی وہ تعبیریں کرتے ہیں ہر باطل مذہب میں بھی یہ چیزیں موجود ہوتی ہیں لیکن وہ سب اغراض دنیا پر مبنی ہیں۔ باطل مذاہب کی بنیاد اس بات پر ہے کہ اس رسم کو اگر آپ اختیار کریں گے تو آپ کو یہ دنیوی فائدہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہو گا'اس' دیوتا کی پوجا کریں گے تو یہ فائدہ ہو گا۔ اس طرح سے آپ ان رسومات پہ پیسہ خرچ کریں گے تو آپ کو یہ فائدہ ہو گا۔ یعنی سارا دنیا کا لالچ ان میں دیا گیا ہے۔

جو دین اللہ نے نازل فرمایا اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ جو باقاعدہ نماز پڑھے گا وہ امیر ہو جائے گا جو نہیں پڑھے گا وہ بھوکا رہے گا۔ نہیں ۔۔۔ جو باقاعدہ اور خلوص سے پڑھے گا اسے محبت الٰہی نصیب ہو گی۔ اس میں رشتوں کی یا عبادات سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے اس کی نوعیت ہی بدل دی ہے اس کی صورت ہی بدل دی ہے۔ باطل مذاہب طلب دنیا کے لئے ہیں اور مذہب حقہ میں وہ خلوص آجاتا ہے کہ آدمی دنیا تو کیا جان تک نچھاور کرنا سعادت سمجھتا ہے باطل مذاہب اپنی عبادات کے صلے میں مادی چیزیں لیتے ہیں اور مذہب حقہ یعنی اسلام میں آدمی کے پاس جو کچھ ہو وہ نچھاور کرنے کو جی چاہتا ہے۔ یہ تب یہ چاہتا ہے جب اسے کچھ کیفیات قلبی کچھ محسوسات کچھ رشتہ الفت کوئی نسبت محبت سے اللہ سے رسول ﷺ سے ہوتی ہے۔ ورنہ کیسے چاہ سکتا ہے اور اس دور کے اہل علم کا حال یہ ہے کہ وہ اسی الفت و محبت اور اخلاص کی گہرائی کے مخالف ہیں۔ یہ ان کی مجبوری ہے کہ نبی ﷺ پر براہ راست تنقید کرنا ممکن نہیں سمجھتے' آسان نہیں سمجھتے لیکن بات گھما پھرا کر تنقید کرنے سے حضور ﷺ پر بھی نہیں چوکتے 'تھوڑی سی بات گھما کر کر دیتے ہیں' سیدھی نہیں کرتے۔ لیکن نہیں چوکتے جب صحابہ کرامؓ کی باری آتی ہے تو انہیں تو اپنے سے بھی کم تر انسان سمجھ کر اس پر بحث کرتے ہیں کہ یہاں انہوں نے یہ غلطی کی یہاں یہ غلط کیا' یہاں وہ غلط کیا۔ کہا جائے کہ حضور آپ جن کی بات کر رہے ہیں یہ اصحاب رسول ﷺ ہیں اور اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کو دنیا میں اپنی رضامندی کی سند عطا کی۔ کیسے عجیب لوگ ہیں۔ ہم کتنے بڑے بنیں' بزرگ بنیں' ہمارا حساب روز محشر ہو گا ہمارے پاس کوئی سند نہیں ہے بخشش کی لیکن صحابہ کبار جو ہیں ان کو اللہ نے بھی بخشش کی سند دے دی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ اور نبی ﷺ نے بھی نہ صرف بخشش کی سند دے دی بلکہ فرمایا جس کا دامن تھام لو تم ہدایت پا جاؤ گے۔

ان اصحابی کالنجوم فبا یھم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے صحابہ تو ستاروں کی مانند ہیں تم کسی کا دامن تھام لو ہدایت پا جاؤ گے۔ تو کہتے ہیں بات ٹھیک لیکن صحابہ معصوم تو نہیں ہیں نا۔ بات ہو سکتی ہے۔ اگر کہہ دیا جائے کہ اچھا جی! صحابہ پر بات ہو سکتی ہے تو اگر آپ پر بات کی جائے تو آگ بگولہ ہو جاتے ہیں یعنی اگر ان میں سے کسی پر اعتراض کیا جائے تو ان کے کسی رفیق کار پر بات کی جائے تو پھر بھڑک اٹھتے ہیں۔

برصغیر میں بدقسمتی سے عام مسلمان نہ عربی زبان سے واقف ہے اور نہ عقائد اسلام اسے کوئی پڑھاتا ہے اور نصاب تعلیم میں دین کا نشان تک نہیں۔ عربی زبان پڑھائی نہیں جاتی۔

یہ مصر الجزائر' سوڈان یہ جتنے ممالک ہیں یہ عرب میں نہیں ہیں یہ تو افریقہ کے ممالک ہیں یہ فلسطین وغیرہ بھی عرب میں نہیں ہیں یہ تو عرب سے باہر شمالی علاقہ جات ہیں تو یہ عرب کیسے ہو گئے یہ دمشق کے لوگ عرب کیسے ہو گئے فلسطین کے لوگ کیسے عرب ہو گئے شام والے کیسے عرب ہو گئے پھر لیبیا' مصر اور سوڈان یہ تو ہیں ہی براعظم افریقہ میں یہ کیسے عرب ہو گئے' عربی زبان کی وجہ سے۔ یہ عرب کے گردا گرد جو ریاستیں عرب کہلاتی ہیں صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے قومی زبان کے طور پر عربی زبان کو اختیار کر لیا ان کی بول چال کی روزمرہ کی زبان بھی عربی زبان کہلاتی ہے۔ ورنہ عرب کے علاقے جزیرہ نمائے عرب میں تو وہ نہیں ہیں۔

ہمارے یہاں عربی پڑھائی نہیں جاتی اور جو پڑھائی جاتی ہے وہ بالکل رسمی سی ہے۔ ایم۔ اے عربی جو کر لیتا ہے وہ عربی میں خط نہیں لکھ سکتا اور کوئی خط لکھا ہوا پڑھ نہیں سکتا وہ ٹیکل عبارتیں ہیں جو اس میں پڑھائی جاتی ہیں وہی اس کا مبلغ علم ہوتا ہے۔ اس محرومی نے لوگوں کو ذاتیات کی پرستش کا پیروکار بنا دیا۔ کسی بھی بڑے نام کے ساتھ کچھ لوگ وابستہ ہو گئے وہ زندہ رہا وابستہ رہے وہ فوت ہو گیا تو اس کے پچھلوں کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور یوں برصغیر میں مسلمان ہند کی اکثریت ذاتیات کے پیچھے تقسیم ہو گئی۔ کوئی فلاں صاحب کے ساتھ ہیں کوئی فلاں گروہ میں ہیں' کوئی فلاں طبقے میں ہیں اسی طرح سارے لوگ ان چھوٹے چھوٹے مقامات پر تقسیم ہو گئے اور وہ عزم وہ ہمت وہ حوصلہ زندگی کا وہ لطف جو مومن کو براہ راست اللہ سے جوڑ دے یا جو مومن کو سیدھا سیدھا محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تک لے جائے وہ درمیان سے نکل گیا۔ چنانچہ اس وقت بھی برصغیر میں ساٹھ کروڑ

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے زیادہ مسلمان ہیں بنگلہ دیش‘ بھارت اور پاکستان ملا کر مسلمانوں کی آبادی لگ بھگ ساٹھ کروڑ ہے ساٹھ کروڑ بڑی بے تحاشا مخلوق ہوتی ہے ساٹھ کروڑ لوگ ایک بہت بڑی قوم ہے اور باقی دنیا کے مسلمان اگر ساتھ ملائے جائیں تو یہ لگ بھگ دو سو کروڑ بنتے ہیں۔ اور پوری دنیا کی آبادی چھ سو کروڑ کے قریب ہے‘ یعنی دنیا کا ہر تیسرا بندہ مسلمان ہے‘ ایک تہائی مسلمان ہیں دنیا پر۔ دنیا کے بہترین حصے‘ زمین کے بہترین خطے اور سارے مادی خزانے مسلمانوں کے پاس ہیں۔ بہترین بندرگاہیں‘ تیل کے ذخیرے‘ سونے کی کانیں‘ جواہرات اور زرعی اجناس جانور غرض ضروریات زندگی کی ساری چیزیں مسلم ممالک میں ہیں۔ میرے اندازے کے مطابق مسلمانوں کے پاس زندگی کے وسائل کا تقریباً اسی فیصد ہے اور بیس فیصد باقی ساری قوموں کے پاس ہے لیکن عجیب بات ہے مسلمان غریب قوم ہیں مسکین قوم ہیں مار کھا رہے ہیں اور مارے جا رہے ہیں مظلوم ہیں اور ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ نہ ان کی آبرو کی کوئی قیمت ہے نہ ان کی جان کی کوئی قیمت ہے نہ ان کے مال کی کوئی قیمت ہے۔ جو چاہتا ہے ان پر سے دندناتا ہوا گزر جاتا ہے حتیٰ کہ دنیا کی سب سے نجس قوم یہودی‘ وہ بھی اب ان سے نہیں ڈرتی۔ قرآن حکیم میں یہود پر جو عذاب نازل کیا گیا تھا وہ یہ تھا اب ہمیشہ قیامت تک کے لئے یہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکیں گے اور انہیں کبھی حکومت نصیب نہیں ہو گی اور اگر ہو گی تو کسی دوسرے کے سہارے پر ہو گی۔ آج بھی دیکھ لو یہودیوں کی حکومت دراصل امریکہ کی چھاؤنی ہے وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کی اہلیت نہیں رکھتے اس کے باوجود مسلمانوں کو انہوں نے پوری دنیا میں مصیبت میں ڈال رکھا ہے اور یہ اتنی بڑی طاقت اتنے بڑے وسائل فرقہ پرستوں کی بذلہ سنجیوں کی نذر ہو گئے اور انہوں نے پوری قوم کو اپنے اپنے اوہام اور اپنے اپنے خیالات پر لگا کر اس دو سو کروڑ مسلمانوں کو تقسیم کر دیا۔ ان کے فرقے بنا دیئے ان کے طبقے بنا دیئے انہیں مختلف سوچیں دے دیں اور اب اگر کوئی ایسا مسلمان تلاش کرنا پڑے جس کی تمنا یہ ہو کہ میں صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کروں اللہ کی اطاعت کروں کوئی نہیں ملے گا۔ ہر کوئی اپنے پیر صاحب تک پہنچتا ہے ہر کوئی اپنے مولانا صاحب تک پہنچتا ہے اپنے مولوی صاحب تک پہنچتا ہے اس سے آگے وہ پیر‘ وہ مولانا جانے اور خدا جانے۔

یہ باطل مذاہب میں تو تھا۔ عیسائی کیوں رسوا ہوئے؟ دین میں تحریف کیوں ہوئی؟ اس لئے کہ عام عیسائی کی رسائی اللہ تک یا اللہ کی کتاب تک نہ رہی بلکہ پادری تک رہی اور پادری جانے کتاب جانے آگے اللہ جانے۔ عیسائی کی جو پہنچ تھی وہ پادری تک رہی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پادریوں نے اپنی اغراض کے پیش نظر اللہ کی کتابیں بھی بدل دیں‘ عقائد بھی بدل دیئے‘ اعمال بھی بدل دیئے اور دین تباہ کر دیا۔ یہودیوں کی تباہی کا بھی سبب یہ تھا وہ مولوی کو پادری کہتے تھے۔ یہ اپنے مولوی کو ربی کہتے تھے عام یہودی کی رسائی ربی تک‘ آگے موسیٰ علیہ السلام جانے اور خدا جانے اور وہ ربی جانے۔ عام آدمی کو آگے کی بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان نام نہاد علماء نے اپنی خواہشات کے لئے دین بدل دیا‘ اللہ کی کتاب بدل دی‘ احکام بدل دیئے‘ عقائد و نظریات بدل دیئے۔

اسلام میں اللہ کا یہ احسان ہے کہ اس نے اپنی کتاب کی حفاظت کا ذمہ خود لے لیا۔ اگر تحفظ کتاب اللہ کو نصیب نہ ہوتا تو جو ابتری مسلمانوں میں ہے اب تک یقیناً قرآن تبدیل کیا جا چکا ہوتا لیکن اسے تبدیل کرنا ممکن نہیں ہے کہ اس کی حفاظت اللہ نے اپنے ذمے لے لی۔ اب قرآن حکیم ہی کا مفہوم یا تفسیر تھی حدیث محمد رسول اللہ ﷺ لوگوں نے اتنی موضوع حدیثیں وضع کیں اور اتنا جھوٹ بولا نبی ﷺ پر کہ علمائے اسلام کو از حد محنت کرنا پڑی اور ایک حدیث پاک کی حفاظت کے لئے مسلمانوں نے سترہ فنون ایجاد کئے علم کے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے الگ کر دیا کہ یہ ارشادات نبی ﷺ ہیں اور یہ باتیں کسی نے گھڑ کے حضور ﷺ کے نام لگا دیں۔ یہ بھی اسی حفاظت الٰہیہ کا کرشمہ تھا اگر یہ حفاظت الٰہیہ نصیب نہ ہوتی تو ہمیں بھی تحریف شدہ دین ملتا۔ اس کے باوجود یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح شخصیات کی پرستش میں کھو گئے اور یہ بیماری ہم میں اس حد تک آ گئی کہ اب دیکھ لو باپ کسی کا حکومت میں ہے یا سیاست میں ہے اس کے مرتے دم تک اس کے گھر والوں کو سیاست کی خبر نہیں ہوتی۔ رات کو وہ مر جاتا ہے صبح اس کا بیٹا‘ بیٹی‘ بیوی سیاست دان بن جاتے ہیں یعنی شام تک ان میں سے کوئی کچھ نہیں تھا بچے نوکریاں کر رہے تھے گھر والے اپنی

خانہ داری میں لگے ہوئے تھے۔ رات کو بلا مر گیایا قتل ہو گیایا پھانسی ہو گئی صبح اس کی اولاد یا اس کی بیوی جو ہے وہ سارے سیاست دان بن گئے۔

یہی رویہ ہم نے دینی امور میں اپنایا کہ ایک عالم کے ساتھ ہمارا رشتہ تھا وہ دنیا سے اٹھ گئے لیکن ان کا بیٹا جاہل بھی ہے خواہ چور اچکا لفنگا ہے لیکن پیر صاحب کا بیٹا ہے اسی نسبت سے صاحب زادہ کہہ کر ان کے پیچھے ہو جائیں گے۔

غرض دین نہ رہا اپنی اپنی پارٹی کہہ لو پنجابی میں جسے دھڑ کہتے ہیں اپنی اپنی دھڑ پالنے والی بات ہو گئی اپنے اپنے تعلقات نبھانے والی بات ہو گئی اور وہی مصیبت ہماری سیاسیات میں بھی در آئی کہ جو بھی سیاسی افق پر مر گیایا مارا گیا اس کے سارے پچھلے سیاست دان ہو گئے اور وہ میدان میں آ گئے۔ لوگ ان کے پیچھے لگ گئے اب اس مصیبت میں اس افرا تفری کے دور میں سوائے اللہ کے ذکر کے اور کوئی ایسا راستہ نہیں جو بندے کو حق کی پہچان دے سکے۔ یہ ایک راستہ ہے ذکر الٰہی کا اللہ کے نام کا جو دل کو صاف بھی کرتا ہے شعور بھی عطا کرتا ہے اور جس پر اللہ کا وعدہ بھی ہے کہ

والذین جاھدوا فینا لنھد ینھم سبلنا

جو ہماری راہ میں محنت کرتے ہیں مجاہدہ کرتے ہیں ہماری ذات کو پانے کے لئے ہم انہیں اپنے راستوں کی طرف رہنمائی کر دیتے ہیں تو اس افرا تفری کے دور میں ذکر الٰہی وہ واحد نعمت عظمیٰ ہے جو آگ کے طوفانوں میں بھی نسل انسانی کو سنبھالنے کی طاقت رکھتی ہے۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ قرآن حکیم نے جس کام کو سب سے زیادہ کرنے کا حکم دیا ہے قرآن حکیم میں بعض احکامات میں اقیموا الصلوۃ کتنی دفعہ دہرایا ہے نماز قائم کرو۔ زکوۃ کے حکم کو بار بار دہرایا اتوالزکوۃ لیکن سب سے زیادہ جس حکم کو دہرایا ہے وہ ذکر الٰہی ہے بلاواسطہ بھی اور بالواسطہ بھی پھر اس کی کوئی تعداد مقرر نہیں فرمائی۔ کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیا۔ رات دن کرنے کا حکم دیا۔ دل میں کرنے کا حکم دیا بغیر شور کے کرنے کا حکم دیا ہے۔

خیفتہ و دون الجھر من القول بالغدوا والاصال۔ ایک انگریزی کا محاورہ ہے Round the clock عربی میں اس کا ترجمہ ہے بالغدوا والاصال۔ یعنی ہر آن ہر لحہ۔ صبح شام یعنی دن رات ہر گھڑی ہر آن فرمایا۔

واذکر ربك اذا نسیت۔ اگر ذہن سے اتر گئی بات باتوں میں لگ گئے کام میں لگ گئے یاد الٰہی بھول گئی جیسے خیال آ جائے پھر شروع کر دو واذکر ربك اذا نسیت۔ اگر بھول جائے جب خیال آ جائے پھر شروع کر دو کرتے رہو کرتے رہو۔ تو اگر اس بات پہ کسی کو اختلاف ہو کہ یہ طریقہ ذکر صحیح نہیں وہ طریقہ صحیح نہیں تو قرآن اور حدیث نے کوئی طریقہ ذکر متعین نہیں فرمایا کھلی چھٹی دے دی۔

الذین یذکرون اللہ قیاما و قعود ا و علی جنوبھم۔ وہ لوگ جو کھڑے ہوں ذکر کرتے ہیں۔ بیٹھے ہوں ذکر کرتے ہیں۔ لیٹے ہوں ذکر کرتے ہیں ہر حال میں اللہ اللہ کرتے ہیں۔ اب جب ہر حال میں اللہ اللہ کرتے ہیں تو کاملین نے عمریں لگا کر اپنے تجربات سے بعض اندازے مقرر کر دیئے کہ اس طرح سے کیا جائے تو زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے۔

مزاج انسانی کو زیادہ سود مند ہوتا ہے کسی دوسرے بزرگ نے کسی دوسرے طریقے سے بتایا تو بات طریقوں کے اختلاف کی نہیں ہے بات اس فائدے کے لئے ہے جس کے لئے ذکر کیا جاتا ہے اور ذاکرین کو اللہ یھدی الیہ من ینیب قرآن حکیم میں ہے اللہ اسے راستہ دکھا دیتا ہے جس کے دل میں انابت یعنی اللہ سے ملنے کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ اللہ ایسے لوگوں کو اپنے کامل بندوں کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ ہدایت الٰہی کیا ہوتی ہے اسے ایسے لوگوں کے پاس پہنچا دیتا ہے جو ہدایت یافتہ ہوتے ہیں یا ہدایت کی کیفیات تقسیم کر سکتے ہیں۔ تو ذکر الٰہی کا حاصل بھی یہ ہوتا ہے کہ کوئی اپنے طور پر بھی اللہ اللہ کرنا شروع کر دے تو اللہ اس کی رہنمائی فرماتے ہیں کسی ایسے بندے کے پاس لے جاتے ہیں جس کے دل میں وہ کیفیات ہوں جو نبی اکرم ﷺ کے قلب اطہر سے تقسیم ہوں بات تب ہی بنتی ہے جب برکات محمد رسول اللہ ﷺ نصیب ہوں۔ وہ آپ ﷺ کا ارشاد عالی ہے۔

انما انا قاسم واللہ یعطی۔ میں تو تقسیم کرنے والا ہوں اللہ عطا کرنے والا ہے وہ دنیا کی تقسیم سے زیادہ محبت الٰہی کی تقسیم ہے' ہدایت کی تقسیم' نیکی کی تقسیم' خلوص اور خشوع و خضوع کی تقسیم ورع اور تقویٰ کی تقسیم بر سا دیتا ہے۔

تو اللہ کے بندوں نے عمریں لگا کر وہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

برکات وہ انوارات وہ تجلیات حاصل کئے اپنے سینوں میں اپنے دلوں میں اور پھر اللہ کی مخلوق تک پہنچائے۔ آج کے زمانے کی ضرورت ہے بلکہ آج کے عہد میں بنی آدم کے لئے ذکر الٰہی کے علاوہ کوئی جائے پناہ باقی نہیں بچی۔ اور مصیبت یہ ہے کہ بعض جاہل امام اور بڑے بڑے عالم ذکر الٰہی سے اس طرح منع کرتے ہیں جس طرح چوری اور ڈاکے سے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کسی چور کو کسی ڈاکو کو منع کرنے کا اہتمام نہیں کرتے کسی لٹیرے کے پاس تشریف نہیں لے جاتے کہ تم لوگوں کو لوٹنا چھوڑ دو لیکن ان کے کان میں یہ بات پڑ جائے کہ اللہ اللہ کرتا ہے اسے منع کرنے ضرور جاتے ہیں کہ تم یہ کام چھوڑ دو کیسی عجیب بات ہے اور کتنے دکھ کی بات ہے۔

تو میرے بھائی آج کی یہ ضرورت ہے اب رہی یہ بات کہ اس سے ہم اللہ کے دین کی کیا خدمت کر سکتے ہیں اللہ کے دین کو ہماری احتیاج نہیں ہے نہ اللہ محتاج ہے نہ اللہ کا نبی ﷺ محتاج ہے اور نہ اللہ کا دین محتاج ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ آتا ہے کہ لوگ کلمہ پڑھ کر آپ ﷺ پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم نے اسلام قبول کیا ہے۔ ان سے کہیے کہ مجھ پر احسان نہ دو بلکہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ تمہیں کلمہ قبول کرنے کی توفیق دے دی۔

بل اللہ یمن علیکم. اللہ اپنا احسان رکھتا ہے تم پر کہ تمہیں اسلام کی طرف ہدایت دے دی۔ ہم دین کے لئے کچھ نہیں کر سکتے اگر ذکر الٰہی نصیب ہو اگر ہمیں اللہ کے بندوں کے پاس بیٹھنا نصیب ہو تو شاید اللہ ہمیں اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول کر لے یعنی یہ احسان اللہ کا ہو گا یہ احسان اس کے حبیب ﷺ کا اس کے دین کا بھی احسان ہو گا کہ وہ اپنی خدمت کے لئے ہمیں قبول کر لے ورنہ اس دین کی قسمت میں ہے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ

تمام ادیان باطلہ پر اسے غلبہ نصیب ہونا ہے یہ ہمیشہ غالب رہا ہے اور ہمیشہ غالب رہے گا انشاء اللہ۔ مغلوب جب بھی ہوئے مسلمان ہوئے اور آپ اسلامی تاریخ دیکھ لیں جب بھی مسلمان مغلوب ہوئے دین سے ہٹ کر ہوئے۔ دین مغلوب نہیں ہوا جب تک مسلمان دین سے وابستہ رہے مغلوب نہیں ہوئے غالب رہے۔ جہاں جہاں دین کا دامن ہاتھ سے چھوٹا تو مسلمان بحیثیت قوم مغلوب ہوئے دین مغلوب نہیں ہوا۔ نہ دلائل کے میدان میں اسلام مغلوب ہوا نہ کبھی ہو گا اور نہ عملی زندگی میں اسلام کبھی مغلوب ہوا اور نہ کبھی ہو گا۔ ہم مغلوب ہوئے دین کو چھوڑ کر دین سے الگ ہو کر۔ پوری ہماری جو چودہ سو سالہ تاریخ ہے اس میں آپ دیکھ لیں اگر غلبہ ہوا کفار کو 'مسلمانوں پر ہوا اسلام پر نہیں' اور مسلمانوں پر اس لئے ہوا کہ وہ اسلام سے دور ہو چکے تھے۔ جب تک دین کے ساتھ مسلمان وابستہ رہے اور دین کی پناہ میں رہے دنیا کی کوئی طاقت ان سے ٹکرا نہیں سکی۔

آج بھی جو لوگ صرف مادی وسائل کا سوچتے ہیں وہ غلطی پر ہیں مادی وسائل کا اسباب کا انکار نہیں کیا جا سکتا اسباب بھی اسی مسبب الاسباب نے بنائے ہیں اور اسباب اختیار کرنے چاہئیں لیکن ان کی حیثیت ثانوی ہے اور مقدم دین ہے۔ دین کو ہم اپنائیں گے دین ہمارے بدنوں پہ لاگو ہو گا دین ہمارے دل میں بسے گا دین ہمارے قلوب میں ہو گا تو جو اسباب ہم اختیار کریں گے ان پر مثبت نتائج بھی مرتب ہوں گے۔ اور اگر خدانخواستہ اگر دین نہیں ہو گا۔ دین کے ساتھ خلوص نہیں ہو گا للّٰہیت نہیں ہو گی تو وسائل نتیجے نہیں دیں گے۔ بلکہ وسائل بھی نقصان کا سبب بن جائیں گے لہذا ہماری ضرورت صرف اسباب نہیں ہمیں دین اور دین کے ساتھ خلوص چاہئے یہ ہماری ضرورت ہے۔ ہماری نجات کے لئے' ہماری دنیوی نجات کے لئے' کافروں کے غلبے سے نجات کے لئے' سودی معیشت سے نجات کے لئے' ظالمانہ نظام سے نجات کے لئے' اس کافرانہ عدالتی نظام سے نجات کے لئے' اس کافرانہ سیاسی نظام سے نجات کے لئے اور ان کفار کے گماشتے حکمرانوں سے نجات کے لئے ہماری ضرورت دین ہے۔ ہم نے دین سے وفا نہ کی اللہ نے کافروں کے تلوے چاٹنے والے بے دین لوگ ہم پر حکمران کر دیئے کیسی عجیب بات ہے کہ لوگوں کو اپنی بڑی بڑی پارسائی کا دعویٰ ہے 'اپنے بڑے بڑے علم کا دعویٰ ہے 'اپنے بڑے بڑے ناموں پر فخر ہے' انہوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ ملک کا اقتدار اعلیٰ تو ان لوگوں کے پاس ہے جو کافروں کے تلوے چاٹنا فخر سمجھتے ہیں اور جو کھانا پینا سونا جاگنا بھی ان کی اجازت سے چاہتے ہیں کتنے کمینے لوگ ہیں جو کافروں کی رضا مندی چاہتے ہیں اور کون اولوالعزم ہے جو اللہ کی رضا مندی کا دعویٰ

بقیہ صفحہ ۵۵ پر ملاحظہ فرمائیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

من الظلمت الی النور

مولوی فضل حسین لاہور سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ سلسلہ میں آنے سے پہلے بیعت تھے۔ اور خود بھی پیر تھے۔ اور مریدوں کی ایک کثیر تعداد رکھتے تھے۔ روحانی پیاس بجھانے کے لئے حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کے پاس پہنچ کر بلند مقام حاصل کیا۔ جب حضرت اللہ یار خانؒ سے وابستگی ہوئی تو اپنے تمام مریدوں کو حضرت جی کے پاس بھیجا اور اپنے آپ کو مکمل طور پر کورظرفی میں شمار کرتے تھے۔ زیر نظر مضمون ان کے بیٹے عبدالرحمٰن صاحب نے مرتب کیا ہے۔

تحریر عبدالرحمٰن جامی

میرے والد بزگوار مولانا محمد فضل حسینؒ مرحوم و مغفور حضرت جی اللہ یار خانؒ کے خاص خادم اور خلیفہ تھے۔ والد صاحبؒ حضرت جیؒ کی زندگی میں ہی انتقال فرما گئے تھے۔ حضرت جیؒ سے نسبت سے پہلے آپؒ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں تھے۔ آپؒ کے پاس حضرت فضل علی قریشی رحمتہ اللہ علیہ کا خرقہ خلافت تھا۔ اور حضرت نور بخشؒ نقشبندی مجددی حضرت عبدالغفور عباسی مدنی سے بھی خلافت و اجازت حاصل تھی۔ آپؒ کے یہ دونوں مرشد حضرت خواجہ نور بخش اور حضرت عبدالغفور مدنیؒ ایک ہی سلسلہ مبارک کے شیخ تھے۔ یعنی ایک ہی شیخ حضرت فضل علی قریشی کے فیض یافتہ خلیفہ مجاز تھے۔ اور یہ تینوں بزرگ اپنے اپنے وقت میں دنیائے تصوف کے مہر و ماہ اور اپنے اپنے مقام پر نقطۂ کمال پر سمجھے جاتے تھے۔

قطب الاقطاب حضرت فضل علی قریشی کے متعلق حضرت جی اللہ یار خانؒ نے آپؒ کو ۱۹۶۴ء میں ایک مکتوب میں لکھا تھا کہ مولانا اس وقت آپ کو پورے ہندوستان و پاکستان میں کامل و اکمل انسان کوئی نہ ملے گا۔ اس وقت جو آدمی آنہ دو آنہ علم تصوف لے کر پھر رہے ہیں وہ بھی یقیناً حضرت فضل علی قریشی کی برکات سے فیض یافتہ ہیں' ورنہ یہ چیز تو دنیا سے نابود ہو چکی ہے۔ اس کی جستجو بھی دلوں سے نکل چکی ہے' انکار دن بدن زیادہ ہو رہا ہے دکاندار پیروں نے قبر فروشی و ہڈیاں فروشی شروع کر رکھی ہیں' مذہب کے ڈاکو ہیں لوگوں کی عزت و مال کے ڈاکو ہیں' ایمان کے لٹیرے ہیں' اس واسطے دنیا متنفر ہو گئی ہے۔ جو ہے وہ آنہ دو آنہ ہے۔

آپؒ نے حضرت عبدالغفور عباسی مدنی سے سلسلہ نقشبندیہ اور قادریہ میں خلافت پانے کے بعد مدینہ منورہ سے پاکستان آکر متوسلین کی اصلاح و تربیت فرمانے لگے ہلیکن اس کے ساتھ ساتھ اکثر آپ اکتساب فیض کے لئے داتا صاحب علی ہجویریؒ کے مزار پر جاکر ذکر و اذکار اور مراقبہ میں مشغول رہتے' ایک دن آپؒ داتا صاحب کے مزار پر حاضری دے رہے تھے کہ وہاں ایک ساتھی صاجب کشف بھی حاضری کے لئے آئے۔ جن کا نام غالباً محمد امین تھا۔ بہت تیز صاحب کشف تھے انہوں نے کشفاً آپ کے اندر روحانیت دیکھ کر آپ کو حضرت جیؒ کے کمالات فیوض و برکات سے آگاہ فرمایا۔ آپؒ نے حضرت جیؒ کا اڈریس لے کر حضرت جیؒ کو خط لکھا۔ کہ مجھے پہلے دو تین مشائخ سے اجازت و خلافت حاصل ہے' مجھے مزید آگے سلوک طے کرنے کی طلب ہے' آپ اس سلسلہ میں میری رہنمائی فرمائیں۔

جواباً حضرت جیؒ نے لکھا

مولانا جناب کے انوار سیر قرآنی تک واصل ہوئے ہیں' مولانا میں پیر نہیں ہوں۔ نہ بیعت لیتا ہوں' بیعت اگر خدا کو منظور ہو تو رسول اکرم ﷺ سے کراتا ہوں' جو پیر و مرشد ہیں اور شافع امت ہیں اور میرے رب کا فضل شامل حال ہوا تو آپ کو اس بدکار سے بڑھ کر سمندر دنیا میں اس وقت کوئی آدمی نہ ملے گا۔ میرے رب نے تمام آرزوئیں پوری فرمائی ہیں آپ خط و کتابت جاری رکھیں۔ کچھ دنوں بعد جناب کو بلاؤں گا۔

مکتوب نمبر ا مورخہ ۱۹۶۳-۶-۶

یہ ان دنوں کی بات ہے جب سلسلہ میں صرف چند ساتھی تھے۔ والد صاحب نے آپؒ سے خط و کتابت جاری رکھی۔ تو چند دنوں بعد حضرت جیؒ نے آپ کو اپنے گھر میں بلایا۔ آپؒ حضرت جی کی خدمت بابرکت میں حاضر

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوئے۔ حضرت جیؒ نے آپؒ کے باطنی اوصاف کو پہلی نظر میں پرکھنے کے بعد آپ کو اپنے سلسلہ میں شامل کر لیا۔ حضرت جیؒ نے آپؒ کو ایک مدت تک تربیت اور مجاہدہ کے بعد حضرت نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر روحانی بیعت کرائی۔ حضرت جیؒ سے تربیت حاصل کر کے ان کی توجہ سے روحانی بیعت کے عظیم منصب تک رسائی کے بعد اپنے تمام مریدین و متعلقین کو حضرت جیؒ کے روحانی منصب سے آگاہ فرمایا اور سب کو حضرت جیؒ سے فیض یاب ہونے کی ترغیب دی۔ بلکہ آپ نے اپنے شیخ اول خواجہ صاحب کے صاحبزادے مولانا عبدالرشید صاحب اور اپنے شیخ حضرت عبدالغفور مدنیؒ کو بھی حضرت جیؒ کے مرتبہ اور مقام سے آگاہ فرمایا اور عرض کی کہ حضرت آپ بھی آیئے میں آپ حضرات کو بھی حضرت اللہ یار خانؒ کے پاس لے چلوں۔

مگر جب حضرت عبدالغفور مدنی کا ۱۹۶۹ء میں مدینہ شریف وصال ہو گیا۔ اور جنت البقیع حضرت عثمان غنیؓ کے قدموں میں مدفن ہوئے۔ تو آپؒ نے حضرت اللہ یار خانؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت مدنی کی وفات کی اطلاع دی تو حضرت جیؒ نے برزخ میں مشاہدہ کر کے فرمایا مولانا حضرت مدنیؒ برزخ میں بہت خوش بیٹھے ہیں۔

ایک دفعہ جب آپ حضرت جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے مریدین بھی آپ کے ساتھ حضرت جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کے بعد آپ اکثر حضرت جیؒ کی خدمت میں رہتے اور حضرت جی کی توجہات باطنی اور فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہے اور منازل سلوک کی تکمیل کرتے رہے۔ آپؒ کو حضرت جیؒ کی خدمت میں رہ کر منازل سلوک طے کرنے میں کوئی دیر نہیں لگی۔ کچھ عرصہ بعد حضرت جیؒ نے اجازت و خلافت عنایت فرما کر سلسلہ عالیہ کو آگے چلانے اور حلقہ میں شامل ہونے والوں کی روحانی تربیت کر کے منازل سلوک طے کرانے کی اجازت بخشی۔ جیسا کہ ایک مکتوب جو آپ کے نام لکھا گیا تھا۔ اس میں حضرت جیؒ نے آپ کو لکھا کہ

عزیزم!

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضورؐ کے دست اقدس پر روحانی بیعت کی توفیق بخشی ہے۔ اور فنافی الرسولؐ معمولی چیز نہیں ہے دنیا رسول اکرمؐ کے دربار میں داخل ہونے کو تڑپ تڑپ کر مر گئی ہے' آپ تو اب رسول اکرم ﷺ کے دربار میں داخل ہیں' مکتوب نمبر مورخہ ۱۹۶۵-۲-۱۸

لاہور اور اس کے گردو نواح کی جماعت والد صاحبؒ نے ہی تیار کی تھی۔ شروع شروع میں ساتھی ہمارے گھر ذکر کرنے کے لئے آتے تھے۔ جب ساتھیوں کی تعداد کافی بڑھ گئی تو والد صاحب نے بوٹا اکھاڑہ مل مسجد کو مرکز بنایا پھر سب ساتھی اسی مسجد میں ذکر کرنے آتے۔ اس کے لئے لاہور میں بھی اور کئی جگہوں پر مرکز قائم کئے اور ۱۹۷۳ء میں آپ عرب امارات ابو ظہبی چلے گئے۔ اور وہاں عرب امارات میں جا کر جماعت تیار کی۔

ایک مرتبہ کچھ دنوں والد صاحبؒ حضرت جیؒ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ اور نہ ہی خط لکھ سکے تو حضرت جیؒ نے لکھا کہ مولانا صاحب رات کو میں نے داتا صاحب علی ہجویریؒ سے بات کی' تو آپ کے متعلق پوچھا' تو داتا صاحب نے فرمایا کہ مولانا محمد فضل حسین کا دل تو ہر وقت آپ ہی کی طرف رہتا ہے۔ حاضر نہ ہو سکنے کی کوئی مجبوری ہو گی۔

حضرت جیؒ اکثر آپ کے متعلق فرماتے تھے کہ میں نے مولانا فضل حسینؒ جیسا مخلص شخص کم ہی دیکھا۔ حضرت جیؒ کی آپؒ پر انتہائی شفقتیں، محبتیں اور توجہات تھیں۔ کہ آپ کو نبی رحمتؐ سے خصوصی عنایات و انعامات باطنیہ بھی دلوائے۔ جو باعث صد افتخار ہیں۔ حضرت جیؒ رفقاء کے ساتھ جب حج کی سعادت کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ تو ایک دن نماز اشراق سے فارغ ہوتے ہی حضرت جیؒ نبی کریم ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا نبی کریم ﷺ نے بعض رفقاء کی دینی خدمات پر خوشی کا اظہار فرمایا' ان میں سے والد صاحب کا نام بھی تھا۔ اور نبی کریم ﷺ نے حضرت جیؒ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

ان کو میرا اسلام پہنچا دیں۔ اور اس بات کی بشارت دے دیں کہ ہم ان سے خوش ہیں اور اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان رفقاء کو باری باری خود پھولوں کے ہار پہنائے جن میں چنبیلی کے سفید پھول اور کچھ گلاب کے پھول بھی تھے۔ اور نبی کریم ﷺ بہت خوش تھے۔ چنانچہ حضرت جیؒ نے تمام متعلقہ رفقاء کو جو اس وقت ہمراہ تھے ان'

کو اسی وقت مبارک باد دے دی۔ والد صاحب ان دنوں عرب امارات ابو ظہبی تھے۔ تو حضرت جیؒ نے اسی دن آپ کو مدینہ منورہ سے مبارک کا خط لکھ دیا۔ اور ایک خط مکہ مکرمہ سے جا کر تحریر فرمایا۔ جس کا عنوان یہ تھا۔

مولوی محمد فضل حسین صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! عاقبت بخیر

آج دربار نبویؐ سے آپ کو دو انعام عطا ہوئے۔

ا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اسے میرا اسلام پہنچادو۔

۲۔ اسے میری خوشنودی کی بشارت دے دو

اس کے بعد حضورؐ نے خود اپنے ہاتھوں سے آپ کے گلے میں پھولوں کا ہار بھی ڈالا تھا۔ میری طرف سے آپ کو یہ دو انعامات ملنے کی مبارک ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت نصیب فرمائے۔ اور پورے خلوص سے دین حق اور رفقاء کی خدمت کا جذبہ قائم رکھے۔

یہاں کے ساتھی بھی مبارک باد کہتے ہیں۔

والسلام اللہ یار خاں

مکتوب مورخہ ۷۴-۱-۱۶ مدینہ طیبہ قبل از ظہر

حضرت جیؒ کی آپ پر بے حد نظر کرم تھی۔ چنانچہ حضرت جیؒ نے آپ کو تقریباً ایک سال کے اندر ہی صاحب مجاز بنا دیا تھا۔ اور تحریری خلافت نامہ ۱۹۶۹ء میں عطا فرما کر رخصت فرمایا اور منازل سلوک انتہائی بلندی تک طے کرا دیتے تھے۔

حضرت جیؒ نے آپ کو دربار نبویؐ سے مراتب ولایت یعنی مناصب اولیاء اللہ پر بھی فائز کرایا۔ مولوی حفیظ الرحمٰن صاحب کے فرمان کے مطابق آپ کو ۱۹۷۰ء میں دربار نبویؐ سے ابدال کا منصب عطا ہوا۔ اور اس کے بعد غالباً ۱۹۷۴ء میں حضرت جیؒ حج کی سعادت کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کو اگلے منصب کے لئے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔

آخری ایام میں جب والد صاحب ابو ظہبی میں بیمار ہوئے۔ بیماری اور کمزوری بڑھنے لگی تو ایک دن ساتھیوں سے فرمایا کہ حضور ﷺ سے اشارہ ملا ہے کہ اب صحت نہ ہو سکے گی جلد ملاقات ہونے والی ہے۔ اس کے بعد بیماری اور بڑھنے لگی تو آپ ملٹری ہسپتال امریکہ یا لندن وغیرہ جانا ہوگا۔ آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے پاکستان بھیجا جائے۔ میں یورپ نہیں جانا چاہتا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ ہمارا ملٹری لاء یہی ہے' ہم آپ کو پاکستان نہیں بھیج سکتے۔ آپ نے فرمایا اگر میرا آخری وقت آگیا ہے تو میں مسلمان ہاتھوں میں اور اپنے محبوب شیخ کے قدموں میں جا کر مرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم مجھے پاکستان نہیں بھیج سکتے تو میں اپنے ذاتی خرچ پر پاکستان چلا جاتا ہوں۔ پھر ڈاکٹر حضرات کو مجبوراً پاکستان بھیجنا پڑا۔ آپ ابو ظہبی سے راولپنڈی ہسپتال سی ایم ایچ میں آگئے۔

چند دن کے بعد دس رمضان المبارک فجر کی نماز کے وقت جو صاحب خدمت پر تھے ان کو فرمایا کہ میری کروٹ دائیں طرف نماز کے لئے کر دو۔ تاکہ میں نماز پڑھ لوں اور تم خود بھی جا کر نماز پڑھ لو۔ مولوی محمد علی صاحب نے آپ کا چہرہ اور کروٹ دائیں طرف کر دی تو آپ نے نماز کی نیت باندھ لی۔ اسی وقت عین نماز کی حالت میں آپ کی روح پر فتوح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

آپ کے جنازہ کا روح پرور منظر بھی قابل رشک تھا۔ جب گھر سے جنازہ اٹھایا گیا تو ہلکی ہلکی رحمت (بارش) کی فوار شروع ہوگئی اور ابر نے جنازہ پر سایہ کر لیا' جو قبرستان تک ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ پیشانی پر پسینہ اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ جو کامیاب زندگی کی علامت ہوتی ہے۔

حضرت جیؒ نے اس موقع پر ایک تعزیتی خط لکھا تھا کہ مولانا محمد فضل حسین کی وفات نے ایک میرے ہی دل کو نہیں بلکہ پوری جماعت کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ جماعت میں ہر طرف صف ماتم بچھ گئی ہے اور آپؒ عالم برزخ میں بہت خوش اور اچھے ہیں۔

مکن گریا بر گور مقبول دوست

مقبول دوست کی قبر پر مت رونا۔ بلکہ خوشی کرو کہ وہ خدا کا مقبول بن گیا ہے۔ اس کے علاوہ صاحب کشف ساتھی بتاتے تھے کہ آپ برزخ میں ایک بہت عالی شان جگہ پر نظر آرہے ہیں۔

رمضان المبارک ختم ہوا۔ تو عید کے چند دن بعد ملک محمد سلیم صاحب نے حضرت مولانا محمد اکرم صاحب سے عرض کی کہ حضرت عید کے روز میں مولانا محمد فضل حسین کی قبر پر گیا

www.naqshbandiaowaisiah.com

تھا۔ اور وہاں ذکر و مراقبہ کیا تو طبیعت ہشاش بشاش ہو گئی اور بہت سکون ملا اور اب تک طبیعت میں سکون محسوس کر رہا ہوں۔ ملک صاحب فرماتے تھے کہ حضرت نے فرمایا ملک صاحب آپ کو پتہ نہیں مولانا محمد فضل حسین لاہور کی تین چار عظیم ہستیوں حضرت علی ہجویری داتا گنج بخشؒ اور قلعے والے بزرگ علی ہجویریؒ اور مولانا احمد علی ہجویریؒ جیسی ہستیوں میں سے تھے کوئی معمولی آدمی نہ تھے۔

یہ حضرت جیؒ کا ہی بلند مقام و مرتبہ اور منصب تھا کہ جس نے اپنے لطف و کرم اور فیضان نظر سے آپ کو سلوک کے بلند مقام و منصب پر پہنچادیا' صرف آپ کو ہی نہیں بلکہ ہر آنے والے کو حضرت جیؒ نے اس کی استعداد کے مطابق فیوض و برکات اور ولایت سے نواز کر رخصت فرمایا۔

ایک دفعہ کسی ساتھی نے کوئی بات کی۔ حضرت مولانا محمد اکرم اعوان صاحب کی خدمت میں خط لکھ کر والد صاحب کے برزخ کے حالات پوچھے' تو حضرت نے جو جواب عنایت فرمایا وہ نقل کر رہا ہوں' فرمایا

میاں تمہیں حضرت مولاناؒ کی کیا فکر پڑی ہے' وہ تو حضرت جیؒ کے بہت قریبی خادم اور پیارے ساتھی تھے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی کرم نوازی کی ہو گی۔

ایک مرتبہ حضرت جیؒ لاہور تشریف لائے' تو سب رفقاء کرام اور ساتھی جمع ہو گئے۔ ایک ساتھی نے حضرت جیؒ کے پاؤں مبارک دباتے ہوئے دل میں سوچ رہے تھے کہ حضرت جیؒ سے عرض کروں کہ حضرت آپ مولانا محمد فضل حسین کی قبر پر تشریف لے چلیں' ابھی دل میں سوچ ہی رہے تھے کہ حضرت جیؒ نے سب حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کچھ ساتھی مولانا محمد فضل حسین کی قبر پر چلنے کا خیال کر رہے ہیں۔ مولانا صاحب ہم سے دور نہیں ہیں ہم نے آتے ہی مولانا صاحب سے ملاقات اور گفتگو کی ہے۔

والد صاحب کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی حضرت جیؒ کی آپ پر شفقت اور نظر کرم رہتی اور روحانی توجہات اور ترقی سے نوازا کرتے تھے۔ اور اکثر خاص خاص ساتھیوں میں سے کسی نہ کسی کو آپ کی قبر پر بھیجا کرتے تھے۔ یہ عاجز دو مرتبہ ابو ظہبی سے چھٹی آیا۔ تو دونوں ہی مرتبہ حکیم محمد صادق صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ حضرت جیؒ کے حکم سے تشریف لائے اور ہمارے ہاں قیام فرما کر حاضری دیتے رہے۔

والد صاحب کی وفات کے چند سال بعد رمضان المبارک میں بڑے زوروں سے بارشیں ہوئیں اور ان بارشوں کی وجہ سے آپ کی قبر کھل گئی ننگی ہو گئی۔ قبرستان کے ساتھ ایک شخص رہتا تھا اس نے گھر اور صوفی اسلم صاحب کو اطلاع دی کہ مولانا صاحب کی قبر بارشوں سے ننگی ہو گئی ہے۔ محمد اسلم صاحب سے قریب کے ساتھیوں کو اطلاع ہو گئی۔ جو جمع ہو گئے اور کچھ اہل علاقہ بھی قبر کو درست کرنے لگے تو دیکھا کہ آپ کا جسم مبارک بالکل صحیح سالم تھا۔ کفن تک میلا نہیں ہوا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے ابھی ابھی سوئے ہیں اور چاروں طرف انتہائی مسحور کن خوشبو پھیل گئی جو قبر کے اندر سے آرہی تھی۔ قبر کو درست کرتے ہوئے پاؤں پر بکس کا تختہ لگ گیا جس سے خون جاری ہو گیا اس واقعہ کے بہت سے لوگ عینی شاہد ہیں پھر قبر درست کر کے بند کر دی گئی۔

اللہ کریم نے اپنے محبوب و مطیع بندے کو اس طرح دکھا کر بتادیا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے متعلق میں نے کہا تھا کہ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی میں بشارت خوشخبری ہے اور یہ وہ بندہ ہے جس سے میں خوش ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دکھادیا کہ ان کی قبر حضورؐ کے ارشاد کے مطابق جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور یہ ولی کامل امام اولیاء مجدد اعظم صدیق دوراں حضرت اللہ یار خانؒ کے فیوض و برکات اور صحبت کا ثمرہ تھا۔

باصفا لوگ مر نہیں سکتے
وہ صرف راستہ بدلتے ہیں
ان کے نقش قدم سے صدیوں تک
منزلوں کے چراغ جلتے ہیں

شکایات المرشد

عموماً ساتھیوں کو شکایت ہے کہ المرشد باقاعدگی سے بذریعہ ڈاک نہیں مل رہا۔ المرشد کی ماہانہ کاپی ہر ساتھی کو بذریعہ ڈاک ارسال کر دی جاتی ہے اس میں کوتاہی نہیں ہو گی۔ ساتھیوں سے التماس ہے کہ وہ اپنے اپنے ڈاک خانہ سے رجوع فرمائیں۔ اگر پھر بھی شکایت دور نہ ہو تو ایک خط بمعہ اپنا ایڈریس اور خریداری نمبر سرکولیشن منیجر رانا جاوید احمد کے نام لکھیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

کلام شیخ

مردانِ حُر

نظر کے سامنے آیا نہ منظر آبگینوں کا
اگرچہ در پہ جھک جانا مقدر ہے جبینوں کا

جہاں مردان حر بستے ہوں اک ہیبت سی ہوتی ہے
نہیں باطل کو ہوتا خوف ہرگز نازنینوں کا

جواں قومیں ہوا کرتی ہیں بس خون شہیداں سے
سروں کا تاج بنتا ہے انہیں خوش تر نگینوں کا

وہی زندہ ہے جس کی قوم زندہ ہے زمانوں میں
زمیں کی پیٹھ پر ورنہ وہ لقمہ ہے زمینوں کا

محبت نام ہے دینے' فدا ہونے کا' مٹنے کا
یہی حاصل ہے بالآخر محبت کے قرینوں کا

ہو جن کا عشق صادق وہ سمندر چیر جاتے ہیں
بھلا دیوانہ کب محتاج ہوتا ہے سفینوں کا

اگر تعمیر ہی مقصود ہو تو عمر لگتی ہے
نہیں ہے کام یہ سیماب سالوں کا' مہینوں کا

سیماب اویسی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایمان کی ایک شرط.... اللہ سے محبت

خطاب-امیر محمد اکرم اعوان

اعوذ باالله من الشطین الرجیم ○ بسم الله الرحمن الرحیم ○ والذین امنو اشد حب اللہ○

میرے بزرگو اور دوستو! جتنی چیزیں خداوند عالم نے پیدا فرمائیں ہیں۔ ان کی پہچان ان کی صفات سے ہوتی ہے۔ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی خاصیت ایسی ہے جس کی وجہ سے اس کی شناخت ہوتی ہے اور اگر اس میں سے وہ خاصیت مفقود ہو جائے تو اس کا وجود بیکار محض۔ خداوند عالم نے سورج کو روشنی اور تمازت' حدت' گرمی عطا فرمائی ہے۔ اگر کسی وقت یہ اپنی روشنی کھو دے اس میں سے گرمی خارج نہ ہو تو اس کا طلوع و غروب ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اسی طرح خداوند تبارک تعالیٰ نے پانی میں یا ہوا میں یا اجناس میں جو جو صفات رکھ دی ہیں اس میں سے اگر کوئی صفت' مثلاً اس میں سے اگر غذائیت مفقود ہو جاتی ہے تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اسی طرح سے اللہ تبارک تعالیٰ نے مومنین میں بھی ایک وصف رکھا ہے۔ بے شمار اوصاف ہیں مومنین کے لیکن تمام کا خلاصہ اور تمام اوصاف اصل تمام کی بنیاد ایک وصف ہے "والذین امنو اشد حب اللہ" جو لوگ ایمان رکھتے ہیں۔ سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں محبت تو ان کی دوسروں کے ساتھ بھی ہوتی ہے۔ چونکہ یہ ایک فطری چیز ہے اگر اس جذبے کو ختم کر دیا جائے تو اس کائنات کا نظام معطل ہو کر رہ جائے۔ اس دنیا میں رہنے اور بسنے کے لئے اس دنیا سے 'اس دنیا کے کاروبار سے' یہاں کی مخلوق سے۔ یہاں کے نفع و نقصان سے کسی نہ کسی طرح تعلق رکھنا ہی پڑتا ہے۔

> اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے بندے کو آسمانوں پر غسل دو' نبی رحمت ﷺ کی محبت میں یہ غسل تک کو بھول گیا

قرآن حکیم نے بھی اس آیہ کریمہ سے پہلے اسی طرح ارشاد فرمایا ہے۔

ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنھار --- التی تجری فی البحر لما ینفعناس

آسمان زمین طلوع و غروب۔ سورج کے طلوع و غروب ہونے میں دن اور رات میں تغیر و تبدل موسموں' ملکوں اور ان چیزوں میں سمندروں میں جہازوں میں 'کاروبار میں' تجارت میں' ان تمام چیزوں میں انسان کے لئے بڑے منافع ہیں۔ بڑی بڑی رغبت کی چیزیں ہیں بڑی بڑی دلچسپی کی چیزیں ہیں اور بڑی بڑی اس کے دل کو بھا جانے والی چیزیں ہیں' اسی طرح سے اس اولاد' بیوی' بچے' بیٹے بھائی' دوست احباب' مال جو ہم کما کر لاتے ہیں۔ دولت مکان' کاروبار' تجارت یہ سب چیزیں کسی نہ کسی درجے میں محبوب ہوتی ہیں۔ محبت تو سب سے ہوتی ہے لیکن اس کے مدارج ہوتے ہیں۔ اب آپ دیکھتے ہیں اکثر یہ تجربہ ہے کہ ایک آدمی کسی عورت کے ساتھ محبت کرتا ہے تو کئی دفعہ اس کا پورا خاندان اس کے آڑے آجاتا ہے تو پھر اس کی محبت غالب آتی ہے۔ اسی ایک کو لیکر سارے خاندان کو چھوڑ دیتا ہے۔ کئی دفعہ ہم دیکھتے ہیں کہ دولت کے ساتھ مقابلہ ہو جاتا ہے ایک طرف دولت جا رہی ہے دوسری طرف بچہ بیمار ہے اب ڈاکٹر آرہے ہیں جی سو سو روپے فیس لے رہے ہیں چار چار پانچ پانچ سو روپے کی دوائیں آرہی ہیں اسی طرح ٹیکسی موٹر آ جا رہی ہے کاریں دوڑ رہی ہیں سب کچھ پوری زندگی کا جو سرمایہ اس نے کما کر ایک ایک پائی رکھا تھا خرچ ہو رہا ہے بے دریغ ہو رہا ہے اور وہ کہتا ہے سارے کو خرچ کر دو میرے بچے کی جان بچ جائے تو پتہ چلتا ہے محبوب تو اسے دولت بھی تھی لیکن

اس وقت لڑکے کی محبت دولت پر غالب آگئی تو اسی طرح سے اولاد کی محبت۔ بیوی کی محبت' بہن اور بھائی کی محبت' ماں اور باپ کی محبت' مال اور دولت کی محبت یہ بھی تو ساری کی ساری کسی نہ کسی درجے میں ہو یہ تو ہو نہیں سکتا۔ خالق کائنات جس نے اس دنیا کو بنایا ہے اور نظام بنایا ہے اس نے ان چیزوں کے ساتھ انسان کا تعلق اور ربط پیدا فرمایا ہے کسی نہ کسی درجے میں تو ان کے ساتھ بھی تعلق ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ ان کی محبت' محبت الٰہی پہ غالب آجائے اگر ایسا ہو جائے تو اس کا کلمہ پڑھنا یا نہ پڑھنا برابر سمجھ لیجئے۔ اس کا ایمان کا مدعی ہونا یا نہ ہونا اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ چونکہ اسے محبوب تو اللہ کے سوا کوئی اور چیز ہے اور دعویٰ کرتا ہے اللہ کے ساتھ ایمان کا تو دیکھیں محبوب سب سے زیادہ وہ چیز ہوتی ہے جو دوسری کی نسبت زیادہ قیمتی ہو اب ایک آدمی نے دولت اکٹھی کی اپنا پیٹ کاٹا' مصیبت برداشت کی' کاروبار کیا' تجارت کی' ملازمت کی' تمام محنتیں کی' ہل چلائے' زمینداری اور کاشتکاری کی' دکانداری کی سر پہ ٹوکرا اٹھا کر پھل بیچے' سبزیاں بیچیں' کپڑے کے گٹھڑے باندھ کر کمر پہ لاد کر گاؤں گاؤں میں بیچتا ہے۔ برتن اٹھائے پھرتے ہیں گاؤں گاؤں میں بیچتے ہیں۔ دو' دو آنے ایک ایک آنے چار چار آنے اکٹھے کر کے لیجاتے ہیں اگر یہ محبوب نہ ہوتے تو ان کے لئے اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے لیکن جب اسی آدمی کا بچہ بیمار ہو گیا بچے کی موت اور زندگی کا مسئلہ آیا تو اس نے اتنی محنت سے کمائی ہوئی اور اتنی محبوب دولت کو بے دریغ لٹانا شروع کر دیا تو پتہ چلا کہ لڑکے کی محبت اس پہ غالب تھی۔ کیوں دولت تو پھر مل سکتی ہے۔ کما سکتا ہے اس کے اپنے اختیار کی بات ہے لیکن اگر بچہ ضائع ہو گیا' بچہ فوت ہو گیا تو یہ بڑی مصیبت ہے یہ تو دل کا ٹکڑا ہے۔ یہ تو اپنے وجود ہی کا ایک حصہ ہے تو اس کی محبت غالب آگئی۔ تو میرے بھائی اولاد بھی بڑی قیمتی چیز ہے اور بیحد محبوب چیز ہے۔ بیوی ہو' بھائی ہو' بہنیں ہوں' والدین ہوں مال و دولت ہو چیزیں تو سب قیمتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بے مثل و بے مثال ہے' وحدہ لاشریک ہے اُس کے مقابلے میں کسی کو محبوب رکھنے کی کوئی عقلی اور نقلی دلیل ہی سمجھ میں نہیں آتی نہ اس کی مثل کوئی ہے۔ نہ اس کے برابر کوئی ہے نہ اس کے مقابلے میں کسی کو عزیز رکھا جا سکتا ہے اور اس کی پرکھ زبانی نہیں ہوتی

> **اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے بندے کو آسمانوں پر غسل دو' نبی رحمت ﷺ کی محبت میں یہ غسل تک کو بھول گیا**

اسلام محض زبانی مذہب نہیں ہے آقائے نامدار ﷺ نے اور آپ کے غلاموں نے اس پہ عمل کر کے اس کو عملی طور پر اپنے وجود پہ نافذ فرما کر دنیا کو اس کا درس دیا ہے کیا حضور نبی کریم کو اپنی جان عزیز نہ تھی آپ کو اپنے عزیز و اقارب اور رشتہ داروں سے محبت نہ تھی کیا آپ کو اپنے گھر سے اپنے خاندان سے اپنے وطن سے اپنے شہر سے محبت نہ تھی؟ کیا حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی اس جماعت سے بھی محبت نہ تھی جسے اللہ کے احکام کی اطاعت میں لیکر میدان بدر میں کفار کی تلواروں کے سامنے پیش کر دیا؟ اس سے بھی محبت نہ تھی؟ سب چیزوں سے محبت تھی لیکن "والذین امنو اشد حب اللہ" محبت الٰہی سب پہ غالب تھی جہاں اللہ کا حکم آجاتا تھا وہاں کسی چیز کی کوئی قیمت نہیں ہوتی تھی۔ میرے بھائی! ایک صحابیؓ تھا ہجرت فرما رہے ہیں کہ مکہ سے چل کر آرہے ہیں ان کے بعد کفار کو اطلاع ہو جاتی ہے تو کافر دوڑتے ہوئے آجاتے ہیں۔ پکڑ لو' گھیر لو' جانے نہ پائے۔ مدینے کے رستے پہ آکر گھیر لیتے ہیں اب ان کے پاس تیر و کمان بھی ہے۔ تلوار بھی ہے نیزہ بھی ہے' مسلح ہیں یہ بھی کفار بھی مسلح ہیں انہوں نے گھیر رکھا ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تمہیں میرے جانے پہ کیا اعتراض ہے وہ کہتے ہیں تم عجمی ہو باہر سے آئے مکے میں ٹھہرے بے شک تم ہمارے خون سے نہیں ہو۔ ہماری رشتہ داری سے نہیں ہو ہمارے تمہارے اس قسم کے کوئی مراسم نہیں ہیں لیکن تم باہر سے آئے ہمارے شہر میں ٹھہرے یہاں تم نے تجارت کی اور لاکھوں روپے کمائے آج یہاں کی دولت لیکر تم ہمارے دشمنوں کے پاس جاتے ہو اور ہمارے مخالف جو ہیں ہمارے مذہب کو مٹانے کے لئے جو کوشش کر رہے ہیں ان کی مدد جا کر کرتے ہو دولت ہماری لیکر جاتے ہو ہمیں یہ بات پسند نہیں ہے تو انہوں نے فرمایا۔ میری بات غور سے سن لو میں عجمی ہوں مکے میں آکر ٹھہرا میں نے یہاں دولت کمائی محنت کر کے کمائی لیکن ایک بات سن لو اگر تم نے زبردستی کرنے کی کوشش کی تو میرا ترکش خالی نہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے ایک تیر ضائع نہ جائے گا اس کے بعد میرے نیزے کی باری ہوگی تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو جس طرح میں نیزہ سے کھیلتا ہوں اور اگر وہ ٹوٹ گیا تو پھر میں تلوار ہاتھ میں لے لوں گا اگر میں بچ گیا یا تم میں سے کوئی بچ گیا تو گرفتاری کی بات تو تب ہوگی اعتراض ہے تمہیں دولت پہ میری بات کان کھول کر سن لو اگر تم اس سودے پہ رضا مند ہو تو میں نے جتنی دولت مکہ مکرمہ میں کمائی ہے تمہیں دولت سپرد کر دیتا ہوں مجھے چھوڑ دو جہاں میں جانا چاہتا ہوں میں چلا جاؤں گا والذین امنو اشد حب اللہ ان کی محبت جو تھی اللہ کی محبت جو تھی اس وقت اس دولت پہ غالب آگئی اور کمال ہے ان لوگوں کے جذبے پر کافر، مشرک اور بے دین یہ سمجھتے تھے محمد رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے جھوٹ نہیں بولے گا۔ جنگل میں کھڑے ہیں گھیرے ہوئے ہیں وہاں سے وہ انہیں پتہ دیتے ہیں میں جس مکان میں رہتا تھا اس میں چلے جاؤ اس مکان کی فلاں جگہ کو کھودو اتنے اتنے وزن کا سونا وہاں رکھا ہے وہ جا کر لے لو تو سب نے گھیرا توڑ دیا۔ ہو سکتا تھا وہ کہتے جان بچانے کے لئے کہہ رہا ہو اور ہمیں دھوکہ دے رہا ہو ایک آدمی جا کر دیکھ لو باقی یہیں ٹھہرتے ہیں، نہیں کافر بھی یہ سمجھتا تھا محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام محمد رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہیں کر سکتا جب اللہ کے رسول نے ان لوگوں کو کہہ دیا ہے کہ تمہیں جھوٹ نہیں بولنا یہ جھوٹ نہیں بولیں گے ان کی محبت اور ان کے عشق سے وہ بھی واقف ہیں جنگ احد کی تیاری ہو جاتی ہے آج ہمیں اپنے رشتے بڑے عزیز نظر آتے ہیں۔ میرے بھائی! رشتے تو ان لوگوں کے بھی تھے، آقائے نامدار ﷺ کے ایک صحابیؓ کی شادی ہوتی ہے اور وہی ان کی پہلی رات ہے دن کو نکاح ہوا شام کے ساتھ علیحدہ کمرے میں ہیں نوجوان آدمی ہے۔ محبوب بیوی ہے پہلی پہلی رات ہے شادی کی تو ان کے ساتھ مصروف رہے وقت کا احساس نہ رہا صبح کے قریب غسل کی تیاری کر رہے ہیں ہاتھ دھوئے سر پر پانی کا ایک چلو ڈالا کان میں آواز پڑ جاتی ہے منادی ندا کر رہا ہے کہ اے جماعت مومنین محمد ﷺ احد تشریف لیجا رہے ہیں میرے بھائی ذرا سوچو کچھ خیال لاؤ اپنے دل میں اندازہ کر لو کہ ایک رات اپنے گھر میں بسر کی اللہ کے بندے کو جب حضور ﷺ کی روانگی کی اطلاع ملتی ہے غسل کا خیال بھول جاتا ہے

> مومنین کے اوصاف کا بنیادی وصف یہ ہے کہ جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں

وہی ایک چلو جو سر پر ڈالا تھا فوراً لباس پہنتے ہیں نہ دلہن کی محبت غالب حتیٰ کہ غسل تک بھول جاتا ہے اس بات میں کہیں آپ تشریف لے جائیں میں پیچھے نہ رہ جاؤں میدان جنگ میں داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو جاتے ہیں آقائے نامدار ﷺ پہ نثار ہو جاتے ہیں شہداء کی لاشیں اکٹھی کی جاتی ہیں حضور ﷺ کو اطلاع عرض کی جاتی ہے یا رسول اللہ حضرت حنظلہ کا وجود نہیں مل رہا آپ پھر تلاش کا حکم دیتے ہیں ڈھونڈو تلاش کرو دوبارہ جب جاتے ہیں صحابہ تو کیا دیکھتے ہیں آسمان سے وجود نیچے آ رہا ہے آرام سے زمین پر آکر رکھ دیا گیا ہے اور بالوں میں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں اٹھا کر لے آتے ہیں میت کو آقائے نامدار ﷺ کے قدموں میں رکھ دیتے ہیں یا رسول ﷺ عجیب بات نظر آئی ہم نے دیکھا یہ وجود آسمانوں سے نیچے آ رہا ہے اور اس میں پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ ان کی بیوی سے پتہ کریں گے شاید ان پہ غسل واجب ہو اور اللہ و اللہ کے رسول کی محبت میں جنگ کی صف میں پہنچنے کے شوق میں سب چیزیں بھول گئے۔ جب شہید ہو گئے اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا میرے بندے کو میرے اور میرے نبی کی محبت میں غسل تک یاد نہ رہا جاؤ اس کی میت کو اٹھا لاؤ آسمانوں پہ غسل دے دو کیونکہ شہداء کو غسل دیا نہیں جاتا اسے مسلمان تو غسل نہ دیں گے۔ والذین امنو اشد حب اللہ میرے بھائی عورت جو ہوتی ہے ناں سب سے نرم مزاج سب سے کمزور طبیعت کی مالک ہوتی ہے اسی جنگ احد میں ایک عورت کے گھر کے چار افراد بیٹے اور بھائی اور خاوند گئے جنگ میں کسی نے یہ بات اڑا دی تھی کہ حضور نبی ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں تو یہ الٹی سی خبر مدینہ منورہ میں بھی پہنچی تو وہ صحابیہؓ بیتاب ہو کر دوڑتی ہے جنگ کے راستے پر جا کر کھڑی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کا لشکر واپس تشریف لا رہا ہے مدینہ طیبہ کی طرف تو پہلے جو ملتے ہیں ان سے پوچھتی ہے۔ سناؤ، بتاؤ رسول اللہ ﷺ کس حال میں ہیں تو کہتے ہیں آقائے نامدار

www.naqshbandiaowaisiah.com

ﷺ تو ٹھیک ہیں آپ کا جو بیٹا ہمارے ساتھ تھا وہ شہید ہو گیا دوسرا گروہ گزرتا ہے ان سے حضورؐ کے بارے میں پوچھتی ہیں وہ دوسرے کی شہادت کی اطلاع دیتا ہے حتیٰ کہ آپؐ کی سواری کے آنے سے پہلے انہیں گھر کے چار افراد کی شہادت کی اطلاع ملتی ہے لیکن کان تک نہیں دھرتی حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھتی ہیں دیوانہ وار آپ کے قدم مبارک سے جاکر لپٹ جاتی ہیں اور کہتی ہیں جب محمد رسول اللہ ﷺ موجود ہیں کوئی مصیبت 'مصیبت ہی نہیں ہے۔ سب سے کمزور مزاج کی تو عورتیں ہوتی تھیں لیکن ایمان کی یہ صفت ہے ایمان کا یہ وصف ہے والذین امنو اشد حب اللہ جب ایمان مکمل ہو جاتا ہے محبت الٰہی تمام محبتوں پہ غالب آجاتی ہے یہ دلیل ہے ایمان کو پہچاننے کی اور اگر مصلحت بنی احکام الٰہی پہ غالب آجائے تو یہ ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے اگر مصلحت کوشی اور ہماری مصلحتیں اور ہماری دنیاداری اللہ و اللہ کے رسول کے احکام پہ غالب آجائے تو یہ کمزور ایمان کی نشانی ہے۔ میرے بھائی میں عرض کروں ہمیں کسی فوج کو اکٹھا کرنے کی ضرورت نہیں ہمیں دنیاداری کے لئے ووٹنگ کے لئے الیکشن کے لئے مخلوقات کو اکٹھا کرنے کی ضرورت نہیں ہم نہیں چاہتے کہ کسی کے ساتھ ہمارا مناظرہ ہو اور ہم اس میں غالب آئیں اور لوگ کہیں یہ بڑے فاضل لوگ ہیں ہمیں ضرورت نہیں ہم تو صرف اور صرف یہ چاہتے ہیں اللہ کو اپنی مخلوق عزیز ہے ہم اس کی بچھڑی ہوئی مخلوق کو اس کے ساتھ ملانے کا سبب بن جائیں کاش خدا ہمیں یہ قوت دے اللہ ہمیں یہ طاقت دے۔ اللہ ہم میں یہ ہمت پیدا فرمادے کہ ہم خدا سے بچھڑے ہوئے جو اس کے بندے ہیں ان کو خدا تک لانے کا خدا سے ملانے کا ذریعہ بن جائیں۔ میرے بھائی جو بھول چکے ہیں دنیا کے نشے میں جو اپنی حقیقت اپنی اصلیت کو اور اس تعلق کو جس کو مضبوط کرنا چاہئے تھا دنیا میں آکر اسے بھول چکے ہیں ہم تو ساری محنت اس لئے کر رہے ہیں کہ کاش انہیں ہم یاد دلائیں تو شاید یہ ہمارے لئے بھی اللہ کی رضا کا سبب بن جائے میرے بھائی اس میں کسی بڑے چھوٹے کی بات نہیں یہ ساری محنت یہ ساری اللہ اللہ یہ سارا مجاہدہ یہ تمام مصائب اور تکلیفیں کس لئے ہیں

> میں عجمی ہوں' میری جاہ و حشمت کو' میرے مال و دولت کو' میرے گھر بار کو تم لے لو' لیکن مجھے محمد رسولؐ کے پاس جانے دو' ورنہ میں آخری سانس تک لڑوں گا

صرف اس لئے ہیں کہ کاش ہمارے دل میں اللہ کی محبت اس درجے قوی ہو جائے اس درجے مضبوط ہو جائے اس درجے پائیدار ہو جائے کہ ہمیں ہر حال میں اور ہر جگہ اور ہر وقت میں اللہ جل شانہ کی رضا مطلوب ہو' میرے بھائی جب شب ہجرت کو حضور نبی کریمؐ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لے گئے آپ غار میں آرام فرما ہیں کافر تلاش کرتے کرتے پہنچ جاتے ہیں غار کے دھانے پر اب بات یوں ہے کہ جتنا انعام مقرر کیا تھا کافروں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے کا اتنا ہی انعام ابوجہل نے ابوبکر صدیق کو پکڑ کرلانے کے لئے مقرر کیا تھا تو اب بات کچھ اس طرح بن گئی کہ نبی کریم ﷺ بھی ہیں اور اپنی جان بھی ہے میرے بھائی اولاد تو پہلے گھر چھوڑ دی' گھر تو پہلے مکے میں چھوڑا اولاد کو بھی چھوڑا رشتے داری کو بھی چھوڑا مال و دولت جو گھر میں تھا اکٹھا کرکے ساتھ لے گئے شاید رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کام آجائے تمام چیزیں نثار کر دیں ایک جان باقی تھی جسے وہ ساتھ لیکر حضورؐ کے ساتھ اس غار میں مقیم تھے تو جب کفار وہاں پہنچے اب قرآن کی شہادت' اب قرآن کی گواہی پڑھنے سے' قرآن کی عبارات پڑھنے سے' قرآن جو ان کی صفت بیان فرماتا ہے وہ پڑھنے سے یوں سمجھ آتی ہے کہ جب کفار غار کے دھانے پر پہنچے تو جان کا غم بھی ابوبکر صدیق کو نہ تھا دکھ تھا تو یہ تھا کہ کہیں محمد رسول اللہ ﷺ کو ایذا نہ پہنچائے حضور فرماتے ہیں۔ لاتحزن غم نہ کرو۔ غم نہ کریں۔ غم نہ کر تو یہ الفاظ قرآن حکیم نے دوسری جگہ بھی استعمال فرمایا ہے۔ قرآن اپنی تشریح خود فرما دیتا ہے۔ حضرت یعقوب کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ ان کی تو آنکھیں یوسفؑ کے دکھ میں سفید ہو گئی حزن کیا ہوتا ہے محبوب کے حزن کو دکھ کہا جاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیقؓ کو فرماتے ہیں لاتحزن اپنے محبوب کا دکھ نہ کر ان اللہ معنا معیت باری میں اتنا کرم فرمایا نبی کریمؐ نے کہ معیت باری میں اپنے ساتھ ابوبکر صدیق کو بھی لے گئے گھر کو چھوڑا مال کو چھوڑا اولاد کو چھوڑا ایک جان باقی تھی جب تلوار سر پہ لٹکتی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوئی نظر آئی۔ جان کو بھی چھوڑا طبیعت کو دکھ پہنچا تو کس کا محمد رسول اللہ ﷺ کا۔

والذین امنوا اشد حب اللہ جن لوگوں کا ایمان کامل ہوتا ہے جو اللہ پہ ایمان رکھتے ہیں وہ لوگ جو خدا کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں میرے بھائی خدا کے ساتھ ایمان وہ رکھے گا جو خدا کو پہچان لے گا۔ خدا کو جانتا ہی نہیں سمجھتا ہی نہیں خدا کا مقام کیا ہے الوہیت کا مقام کیا ہے خدا کی ضرورت کیا ہے خدا کی صفات کیسی ہیں' وہ کیسے رازق ہے وہ پیدا کرنے والا خالق کیسے ہے موت دینا اس کے اختیار میں کس طرح ہے ان چیزوں کو جب سمجھے گا ہی نہیں خدا کو جانتا ہی نہیں ہو گا تو خدا کے ساتھ ایمان کامل کس طرح ہو گا تو ہم یہ جو بار بار عرض کرتے ہیں کہ کوئی سانس خالی نہ جائے تو یہ کثرت ذکر جو ہے اللہ کے ساتھ آشنائی پیدا کر دیتی ہے اور جب آدمی اللہ کو پہچانتا ہے اس کا ایمان اس کے ساتھ مکمل ہو جاتا ہے۔ جب وہ خدا کی عظمت کو اللہ جلا شانہ کی جلالت سے واقفیت حاصل کرتا ہے تو تب جا کر اس کا ایمان اس کے ساتھ پورا ہوتا ہے اور یہ ایمان کا خاصہ ہے جب اللہ کے ساتھ ایمان پورا ہوتا ہے تو اللہ کی محبت تمام محبتوں پہ غالب آجاتی ہے یہ نہیں کہ مومن کو بیوی عزیز نہیں ہوتی ضرور ہوتی ہے بچے عزیز نہیں ہوتے ضرور ہوتے ہیں مال و دولت عزیز نہیں ہوتا سب عزیز ہوتے ہیں لیکن اللہ کی محبت سب پہ غالب ہوتی ہے۔ تو میرے بھائی' اللہ سے آشنائی پیدا کرو۔ آشنائی پیدا کرنے کا ذریعہ یہ کثرت ذکر ہے اور ہزاروں برس کے ذکر سے شیخ کی ایک توجہ افضل ہے۔ میں پہلے بھی کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ کسی ذکر کسی محنت کسی عبادت نے صحابہؓ کو مقام صحابیت پر فائز نہیں کیا صرف صحبت رسول نے صحابیت عطا کر دی۔ یہ ہزار ہا برس کی عبادات اس مقام کو نہیں پہنچا سکتی جسے صحبت شیخ پہنچا دیتی ہے ایک توجہ ایک نگاہ جو کام کرتی ہے وہ ہزاروں برس کی عبادتیں نہیں کر سکتیں تو میرے بھائی وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ خالق اور مخلوق کے درمیان سب سے مضبوط ذریعہ اور وسیلہ ہیں پھر آپ کے جانشیں حضرات اور وہ لوگ جو مخلوق کو ٹوٹی ہوئی' بچھڑی ہوئی اور بھولی

> یہ ایمان کا خاصہ ہے کہ جب اللہ کے ساتھ ایمان پورا ہوتا ہے تو اللہ کی محبت تمام محبتوں پر غالب آجاتی ہے

ہوئی مخلوق کو اکٹھا کر کے محمد رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر لے آتے ہیں وہ ذریعہ ہیں حضورؐ کے ساتھ وصال کا تو میرے بھائی اگر اس دور میں اگر ایسی ہستی نصیب ہو جائے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملاً "آقائے نامدارؐ کے اقدس پر پہنچا دے۔

ذلک من فضل اللہ یوتیہ من یشاء
ایسے شیخ کا میسر آنا بھی مخصوص عنایت الٰہی میں سے ہے۔ میرے بھائی لوگوں کی باتوں کو نہ دیکھو یہ عاشق ہوتے ہیں اور مخلوق کی باتوں کی پرواہ نہیں کیا کرتے اس کے دستور جو ہیں وہ اس کے اپنے قانون ہیں اس کی اپنی حکومت ہے اس کے اپنے حدود و قیود ہیں' اس کے اپنے ضوابط و قواعد ہیں ان میں کسی کی بات کوئی درجہ نہیں رکھتی کہنے والا جو کہے لوگ ماریں یا لوگ انعام دیں۔ لوگ شاباش دیں یا ملامت کریں لوگ ہمیں پوچھیں یا بالکل نہ پوچھیں ہم جس کے در پہ بیٹھے ہیں کاش وہ ہمیں پوچھ لے ہمیں جس کی ضرورت ہے ہمیں جس کی طلب ہے ہم جس کو تلاش کرنے کے لئے نکلے ہیں وہ تو ہر جگہ موجود ہے کائنات کے ذرے ذرے میں موجود ہے۔ صرف بصیرت کی ضرورت ہے۔

تبدیلی ٹیلی فون نمبر

دار العرفان منارہ

نیا نمبر 0573-562200

پرنسپل منارہ اکیڈمی 0573-562222

شیخ صاحب سے خط و کتابت۔۔۔ آداب

خط میں جوابی لفافہ بمعہ پتہ ارسال کریں جواب حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے

خط مختصر اور بامقصد لکھیں

اگر خط میں جواب دینے والی کوئی بات ہے تو جواب دیا جائے گا۔ ورنہ خیر و عافیت اور دعا کی استدعا کے لئے جواب ضروری نہیں۔

وہ حضرات جو اخباری خبریں پڑھ کر سوال لکھتے ہیں ان کو چاہئے کہ ہر بیان صحیح سیاق و سباق میں دیکھیں جس کیلئے آڈیو' ویڈیو کیسٹیں موجود ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر تسلی نہ ہو تو سوال لکھ سکتے ہیں۔ لفافہ بند کرتے ہوئے خیال کریں کہ اتنی گوند لگائیں جتنی ضروری ہے کہیں بہہ کر اندر خط کو لفافہ کے ساتھ نہ چپکا دے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسرار التنزیل منفرد انداز میں لکھی گئی تفسیر

قرآن کریم بنی نوع انسان کی ہدایت کا ابدی منبع ہے۔ اس چشمہ ء ہدایت سے تا قیامت بھٹکتی انسانیت سیراب ہو کر راہ حق پر گامزن ہو سکتی ہے اور اسی کے پیغام ہدایت میں انسان کی دنیوی سعادت اور آخرت کی فلاح مضمر ہے۔ قرآن کے پیغام ہدایت کو نزول قرآن سے لے کر آج تک علماء نے واضح کرنے کی سعی کی اور یوں یہ سلسلہ وضاحت اور تفسیر وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ جاری اور ساری رہے گا۔ قرآن ہدایت کے مختلف گوشوں کی وضاحت ہوتی رہے گی۔ اس کاوش کے نتیجے میں آج تک قرآن کریم کی تفاسیر مختلف زبانوں میں مختلف انداز فکر اور مختلف پیرایوں میں لکھی جاچکی ہیں۔ ہر تفسیر میں مفسر نے اپنی بساط کے مطابق اپنے نقطہ ء

> تشریح کرتے وقت عام روایتی تفسیری انداز سے ہٹ کر معلومات کے ساتھ ساتھ کیفیات قلبیہ پیدا کرنے پر خاصی توجہ دی گئی ہے

نظر کی روشنی میں قرآن کریم کی ہدایت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کی کوئی کاوش بھی چاہے کتنی ہی تگ و دو اور محنت و جانفشانی سے کیوں نہ کی جائے کامل اور حرف آخر نہیں ہو سکتی اور یوں

> اسرار التنزیل 10 جلدوں پر مشتمل ہے۔ مولانا محمد اکرم اعوان نے اس خوبصورت انداز سے قرآن پاک کی تفسیر بیان کی ہے کہ قاری ایسے محسوس کرتا ہے کہ یہ مجھ سے مخاطب ہے۔ زیر نظر مضمون مولانا محمد اکرم اعوان کی تفسیر کے سلسلہ میں میجر ضیاء الحق چیئرمین (عربی ڈیپارٹمنٹ) نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد نے تحریر کیا ہے۔

انسانی کوشش کے تسلسل میں خوب سے خوب تر کا معرض وجود میں آنا ایک فطری امر ہے۔ تفسیر اسرار التنزیل اسی سلسلہ کی ایک کاوش ہے۔ قلت وقت کی وجہ سے یہ تفسیر پوری پڑھنے کی سعادت حاصل نہ ہو سکی لیکن تفسیر کے مختلف مقامات کو پڑھتے وقت یوں محسوس ہوا کہ کتاب الٰہی مجھ سے ہمکلام ہے اور میرے دل و دماغ میں ایک نئی فکر' نیا عزم' نیا جذبہ اور ایک نئی روح پھونک رہی ہے۔ یوں محسوس ہونے لگا کہ مجھ میں ایک خلا ہے اور تفسیر کا ایک ایک لفظ اس خلا کو پر کرنے کے لئے لکھا گیا اور ہر جملہ میرے اندر کی تشنگی کو بجھا رہا ہے۔ میری بے چین روح کو ایک سہارا مل رہا ہے۔

ہر تفسیر' قرآنی آیات میں مذکورہ احکام' واقعات' رموز اور اسرار کو بیان کرنے کی کوشش ہوتی ہے لیکن کسی تفسیر کی خوبی یہ ہے کہ پڑھنے والے کی روح کو آخرت کی سوچ دے دے اور اس کی قلبی کیفیات میں ہیجان پیدا کر دے اور یوں پڑھنے والے کو محسوس ہو جیسے اس کے دل پر قرآن اترنا شروع ہو گیا ہے۔ اسرار التنزیل میں قرآن کریم کی تشریح میں اسی اسلوب کو اختیار کیا گیا' تشریح کرتے وقت عام روایتی تفسیری انداز سے ہٹ کر معلومات کے ساتھ ساتھ وہ کیفیات قلبیہ پیدا کرنے پر خاصی توجہ دی گئی ہے۔ تفسیر میں قرآن کریم کو ایک تحریک کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ ایک ایسی تحریک جس نے نزول سے لے کر قیامت تک بنی نوع انسان کے مردہ دلوں میں نئی روح پھونکی ہے۔ تفسیر کے مطالعہ سے قرآن فہمی کے ساتھ ساتھ قرآنی ہدایت دل پر اترتی محسوس ہوتی ہے۔ اور یوں پڑھنے والے کے دل و دماغ میں قرآنی تحریک نمودار ہو جاتی ہے۔

> تفسیر میں بتایا گیا ہے کہ شریعت اور تصوف ایک دوسرے کے مقابل نہیں بلکہ ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں

مولانا محمد اکرم اعوان امیر تنظیم الاخوان' پاکستان کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں' آپ اور آپ کے رفقائے کار کی شب و روز ان تھک بے لوث اور ہمت سے لبریز کوششوں کا واحد مقصد یہ ہے کہ گمراہی میں بھٹکتی

www.naqshbandiaowaisiah.com

انسانیت کو کتاب الٰہی کی ہدایت سے راہ راست پر گامزن کیا جائے ان کے دلوں میں اسی ہدایت سے ایک تحریک پیدا کی جائے ایک ایسی تحریک جس کا محور کتاب الٰہی ہو جو بھٹکتی انسانیت کے دلوں کو حیات جاوداں بخشے جو ان کو ذات الٰہی سے ملا دے' ان کی قلبی کیفیات کی آبیاری ہو۔ زیر نظر تفسیر اس مقصد کی طرف ایک بہت بڑا قدم ہے۔ تفسیر کی روشنی میں بے تکلف کہا جاسکتا ہے کہ فاضل مؤلف اس مقصد کے حصول میں کامیاب رہا۔ اسرار التنزیل میں قرآنی مضامین کا منطقی تسلسل اور افکار کا ایسا ربط پیش کیا گیا کہ پڑھنے والے کو ہر دوسرا مضمون پہلے کی تکمیل اور ہر دوسری پیش کردہ فکر پہلے فکر کا نتیجہ نظر آتی ہے۔ مضامین میں بے پناہ جامعیت ہے قرآن کریم کے پیش کردہ تاریخی حقائق کو غیر مبہم پیرائے میں پیش کرتے ہوئے واقعات کے پس منظر میں عبرت کے پہلو اور سبق آموزی کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ تفسیر میں صاحب قرآن یعنی مہبط وحی اور آپ کے جانثار صحابہ کرامؓ کی شان اور محبت کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے۔ شرعی احکام کی وضاحت کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس سلوک اور تصوف پر سیر حاصل بحث کی گئی اور بتایا گیا کہ شریعت اور تصوف ایک دوسرے کے مقابل نہیں بلکہ ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام (اوامر و نواہی) کی پوری اطاعت کا نام شریعت ہے۔ انتہائی خلوص نیک نیتی' خوف الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی سچی محبت کی روح سے لبریز رہنے کا نام تصوف ہے۔ شریعت اور تصوف دونوں اسلام کے اجزا ہیں۔ اسلام کا تعلق ظاہر سے بھی ہے اور باطن سے بھی۔ احکام (جو کہ ظاہری عبادات اور معاملات میں) کی مکمل تفصیل شریعت ہے۔ باطن یعنی دل و دماغ کا تقویٰ جس کا تعلق ذکر قلبی اور فکر الاحق سے ہے کی مکمل تفصیل تصوف ہے۔ شریعت بغیر تصوف اور تصوف بغیر شریعت کے نامکمل ہے۔ شریعت اور تصوف دونوں مل کر اسلام کو مکمل کرتے ہیں۔ انسان دونوں کو ساتھ لیکر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ جو اس کی تخلیق اور عبادات کا اصل مقصد ہے۔ شریعت ایک دائرے کا محیط ہے جو ہماری زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس دائرہ شریعت کا مرکز رضائے حق ہے جو کہ تصوف کا منتہیٰ اور مقصود ہے۔

شریعت اور تصوف دونوں پر کاربند رہ کر انسان رضائے الٰہی حاصل کر سکتا ہے جو ہماری تخلیق کا اصل مقصد ہے۔ حضورؐ نے اپنے جانثار صحابہ کرامؓ کی تربیت قرآن و حدیث سے اس انداز میں کی کہ انہوں نے رضائے الٰہی حاصل کی۔ اور یہی رضائے حق ہر مسلمان حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ شریعت کا پابند رہتے ہوئے اپنے باطن کو اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ سے بھر دے۔ تفسیر اسرار التنزیل اسی پیغام کو ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف مولانا محمد اکرم اعوان صاحب کی اس مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے اور قارئین کو اس تفسیر کے فیض سے سیراب کرتے ہوئے قرآنی پیغام کو ان کے دلوں میں اتارے اور یوں ان دلوں میں قرآن کی تحریک پیدا ہو جس کے لئے یہ تفسیر لکھی گئی' تفسیر کی اہمیت کا تقاضا تھا کہ اس کے مختلف گوشوں پر زیادہ تفصیل سے بحث کی جاتی لیکن عجلت میں ان نکات کی طرف اشارہ ہی نہ کر سکا۔

بقیہ صفحہ ۶۱ سے آگے

کر لے اور یاد رکھو گناہ کے جواز کی دلیلیں مت گھڑا کرو۔ گناہ ہو جائے اسے گناہ سمجھا جائے اس پر توبہ کی جائے تو آدمی صرف گنہگار ہوتا ہے اللہ کریم ہے توبہ قبول فرمالے گناہ کے جواز گھڑے جائیں تو گناہ کو حلال کو حرام سمجھنا ناجائز کو جائز بنانے کے لئے حیلے کرنا یہ کفر ہے۔ حرام شرعی کو حلال بنانا حیلوں بہانوں سے یہ کفر ہے اور آج کل یہ بھی عام ہے لوگ برائی کرتے ہیں اور اس کا جواز بھی چاہتے ہیں۔ اللہ کریم ہمیں اس عہد کی ان مصیبتوں سے بچائے اپنی اطاعت اور اپنے حبیب ﷺ کی پیروی کی توفیق نصیب کرے نبی کریم ﷺ کی محبت عطا کرے اور صحابہ کرام رضوانؓ کی محبت و عقیدت نصیب فرمائے۔ ہماری زندگیوں میں اسلام نافذ فرمائے ہمارے ملک پر اسلام نافذ فرمائے اور ہر آدمی کا جان مال و آبرو اللہ اس کی نگہداشت فرمائے اور محفوظ رکھے۔

دعائے مغفرت

سلسلہ کے ساتھی احتشام الحق سندھو (جہانیاں منڈی) کے نانا جان قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں۔ ساتھیوں سے درخواست ہے کہ مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اگر یہ معاشرہ

ہم اکثر اپنے معاشرے کو برا بھلا کہتے اور اس میں طرح طرح کے نقائص نکالتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہم مغربی اور یورپی معاشرے کی تعریف کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت ایسی نہیں ہے۔ جاوید چودھری روزنامہ "جنگ" کے مستقل کالم نگار ہیں انہوں نے گزشتہ دنوں یورپ کا دورہ کیا وہاں انہوں نے کیا دیکھا اور اس دورے کے بعد وہ اپنے اور وہاں کے ماحول میں کیا خوبیاں محسوس کرتے ہیں یہ ان کی زبانی ہی سنتے ہیں۔

میں ایک مہینہ یورپ میں گزار کر آیا ہوں' اس ایک ماہ میں یورپ کو میں نے سیاح کی جستجو' سیلانی کے تجسس' محقق کی باریک بینی اور ایک آوارہ گرد کی آنکھ سے دیکھا۔ یورپ کی وہ زندگی جو میں نے صرف کتابوں میں پڑھی اور قصے کہانیوں میں سنی تھی مجھے اس زندگی کو سمجھنے' پرکھنے اور اس کا پوسٹ مارٹم کرنے کا بھرپور موقع ملا لہذا اب میں اپنے تجربے' اپنے مشاہدے اور اپنے مطالعے کی بنیاد پر یورپ کے بارے میں رائے قائم بھی کر سکتا ہوں اور اس کا اظہار بھی کر سکتا ہوں۔

اس ایک مہینے میں مجھے برطانیہ کا زیادہ تر حصہ دیکھنے کا اتفاق ہوا میں نے لندن کی روزانہ اور شبانہ زندگی دیکھی' مجھے پکاڈلی سرکس' لیسٹر سکوائر اور دریائے ٹیمز کے کناروں پر گوروں کی گری پڑی نوجوان نسل دیکھنے کا موقع ملا۔ میں سکاٹ لینڈ گیا میں نے "لیک لانڈ" پر بیٹھ کر سورج کی سرخ کرنوں میں نہائے کنارے دیکھے میں مانچسٹر میں برطانیہ کے سب سے بڑے شاپنگ سنٹر بھی گیا۔ مجھے ایک لاکھ بیس ہزار پاکستانیوں سے بھرے شہر برمنگھم کی مہمان نوازی بھی نصیب ہوئی میں نے ساؤتھ ہال کی "لاہوری گلیاں" بھی دیکھیں اور مجھے "ہنس لو" کی پاکستانی کمیونٹی میں بھی اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملا میں ڈنمارک گیا تو میں ان کے شاہی محل میں گیا مجھے جل پری کے مجسمے کی قربت بھی نصیب ہوئی میں نے کرسچینا کے چرسیوں میں بھی وقت گزارا۔ میں نے کوپن ہیگن کے میوزیم آف ہسٹری' آرٹ کا عجائب گھر اور رائیکا میوزیم بھی دیکھا میں گھنٹوں کوپن ہیگن کی واکنگ سٹریٹ میں گھومتا رہا' میں ہیل سنگ گور کے اس قلعے میں بھی گیا جس پر شیکسپیئر نے ہملٹ جیسا لازوال ڈرامہ لکھا اور میں نے کوپن ہیگن کے چمکتے اور جسم و روح کو ہلکی ہلکی حدت بخشتے ساحلوں کو دوپہروں اور دوپہروں کو شاموں اور شاموں کو راتوں میں ڈھلتے بھی دیکھا میں فرانس بھی گیا میں نے پیرس کی پراسرار راتیں دیکھیں میں نے آئفل ٹاور کی طلسماتی بلندی سے سورج کو زمین پر سجدہ کرتے اور پھر دریائے سین کے ٹھنڈے پانیوں میں غرق ہوتے دیکھا میں نے شانزے لیزے کے دن کی طرح چمکتی راتیں دیکھیں میں نے دریائے سین پر ماضی سے حال اور حال سے مستقبل کی طرف سفر بھی کیا۔ میں دنیا کے خوبصورت ترین عجائب گھر "لوو" بھی گیا میں نے مونالیزا کی پھیکی مسکراہٹ' ونیس ڈی میلو کی اداس مسکان اور وین گو کے شہ پارے بھی دیکھے میں نے فرانسیسی بادشاہوں کی اقامت گاہیں بھی دیکھیں میں وارسائی پیلس بھی گیا میں نے نپولین بوناپارٹ کے مقبرے کی خاموشی اور اس خاموشی میں دفن عبرت' بے ثباتی اور بے یقینی کی چیخیں بھی سنیں میں نے پیگال کی وہ شرمناک دنیا بھی دیکھی جسے دیکھ کر انسان کی انسانیت اور آدمی کی آدمیت سے یقین اٹھ جاتا ہے۔ میں ڈزنی لینڈ کے طلسم ہوش ربا میں بھی گیا۔ میں نے وہاں سائنس کے وہ کمالات بھی دیکھے جنہیں دیکھ کر دیکھنے والا مبہوت ہو جاتا ہے اور پھر جب اسے ہوش آتی ہے تو وہ تالیاں بجا بجا کر بے حال ہو جاتا ہے۔ میں نے مووماٹ کے قدیم چرچ کے دروازے پر کھڑے ہو کر اپنے قدموں میں بچھے پیرس کا بھی مطالعہ کیا میں نے فرانس کے دیہاتوں کا سکون اور قصباتی حسن کا مشاہدہ بھی کیا اور آخر میں جب میں سوئزرلینڈ گیا تو مجھے اس کا قدرتی حسن' اس کے پہاڑ اس کی جھیلیں اس کی آبشاریں اور اس کے جنگل دیکھ کر یہ احساس ہوا شاید وہ جنت کا وعدہ خالق کائنات نے اپنے مقرب بندوں سے کیا تھا اس جنت کا نقشہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

شیطان چرا کر زمین پر لے آیا تھا اور اس نے وہ جنت پہاڑوں کے درمیان آباد بھی کر دی ہے۔ زندہ لوگوں کے لئے جنت' میں سوئزرلینڈ کے قدیم قصبے نیوشٹل گیا میں نے لولوکل کا وہ پراناگاؤں بھی دیکھا جہاں جدید دنیا کی پہلی گھڑی ایجاد ہوئی تھی میں نے دنیا میں گھڑیوں کا سب سے بڑا عجائب گھر بھی دیکھا میں نے برن میں قومی اسمبلی کی عمارت بھی دیکھی بدنام زمانہ بینک بھی دیکھے۔ انٹر لاکن کا وہ مقام بھی دیکھا جہاں خشکی دو جھیلوں کو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہے اور میں نے جنیوا میں دنیا کا بلند ترین فوارہ بھی دیکھا۔

گویا میں نے جاگتی آنکھوں سے بہت کچھ دیکھا قدرتی حسن بھی دیکھا اور انسان کی باطنی بدصورتی بھی دیکھی۔ لہٰذا میں نے جیسے کہ پہلے عرض کیا ہے کہ میں اپنے اس تجربے اس مشاہدے کی بنیاد پر اس دنیا کے بارے میں آزادانہ رائے بھی قائم کر سکتا ہوں اور اس کا اظہار بھی کر سکتا ہوں اور وہ رائے یہ ہے کہ خدا کی قسم پاکستان جیسا قیمتی اور مقدس ملک دنیا میں کہیں نہیں۔ پاکستانیوں سے بہتر لوگ کہیں نہیں اور پاکستانی معاشرے سے اچھا معاشرہ کہیں نہیں' قدرت نے جس قدر حسن زیبائی اور رعنائی سے اس خطے کو نواز رکھا ہے دنیا کا شاید ہی کوئی دوسرا قطعہ ارض ہو جس پر اللہ کی رحمتوں کا اتنا نزول ہوا ہو میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاتا بس اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں ہم اگر اپنے رب کی ساری نعمتیں ساری مہربانیاں بھی بھلا دیں تو بھی ہمارے لئے اس کی وہ کرم نوازیاں ہی کافی ہیں کہ ہم وہ خوش قسمت لوگ ہیں جنہیں ہماری زمین پہچانتی ہے اور ہم اپنی زمین کی شناخت رکھتے ہیں اور اس کا دوسرا کرم یہ ہے کہ ہم وہ خوش نصیب لوگ ہیں جنہیں اللہ نے باپ بھی دیئے ہیں اور مائیں بھی اور جنہیں بیٹے بھی دیئے ہیں اور بیٹیاں بھی ورنہ وہ لوگ جی ہاں میں نے ایک مہینے میں لاکھوں ایسے لوگ دیکھے ہیں جو پیدا ہوئے جوان ہوئے اور اب بوڑھے ہو چکے ہیں لیکن انہیں اپنے باپ کا نام معلوم نہیں اور میں نے ایسے ہزاروں زندہ انسان بھی دیکھے ہیں جنہیں اللہ نے اولاد کے انعام سے نوازا لیکن ان کے بیٹے ان کی بیٹیاں ان کے خدوخال تک بھول چکے ہیں اور اب بلند و بالا عمارتیں ملائم اور ہموار سڑکیں' شراب کی خالی بوتلیں اور چند مخلوط النسل کتے ان کے مونس بھی ہیں اور غم خوار بھی۔

میرا دعویٰ ہے کہ اگر آج پاکستان کے حالات میں تیس فیصد بہتری آجائے تو شاید ہی کوئی پاکستانی ہو جو اس بے اولاد اور اس مادر پدر آزاد معاشرے میں رہنا پسند کرے اور یقین کیجئے اگر یہ معاشرہ ستر اسی فیصد درست ہو جائے تو اسی رفتار سے گورے پاکستان میں آباد ہو جائیں جس تیزی سے آج پاکستانی یورپ میں نقل مکانی کر رہے ہیں کیونکہ اس معاشرے میں وہ سب کچھ ہے جس کی ایک حیوان خواہش کر سکتا ہے لیکن وہاں وہ سب کچھ نہیں ہے جو ایک انسان ایک زندہ ضمیر انسان کو درکار ہوتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۲ سے آگے

اسلامی نظام دے گا۔ اور اسلامی نظام معاش سے شروع ہوتا ہے لوگوں کے لئے زندگی کے وسائل مہیا کرنے سے شروع ہوتا ہے اگر ان میں گڑبڑ کی جائے تو اللہ کریم فرماتے ہیں۔ انہ لا یحب المسرفین زندگی کے وسائل کو ضائع کرنے والے لوگوں کو اللہ پسند نہیں فرماتے انہیں اچھا نہیں جانتے۔ اللہ کرے یہ فلسفہ ہمارے حکمرانوں کی سمجھ میں آجائے ہم نے اسلام کو ملاں کے لئے پیر کے لئے اسلام کو ہر داڑھی والے مسلمان کے لئے اسلام کو مساجد کے لئے چھوڑ رکھا ہے کہ تم جانو اسلام جانے باقی جو لوگ وہ حکمران ہیں یا تاجر ہیں یا رعیت ہیں ان کے لئے مسلمان ہونا کافی ہے یہ کافی ہے کہ ہم مسلمان ہیں عمل خواہ کوئی کرتے رہیں یہ بات نہیں بنے گی حکمرانوں کو مسلمان ہونا پڑے گا اور اگر حکومتیں اسلام نافذ نہیں کرتیں تو پھر ہر اس شخص پر جہاد فرض ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے نفاذ اسلام کیلئے کسی الف ب ج کو ہٹانے کے لئے نہیں اور کسی د ف ص کو بنانے کے لئے نہیں یہ جہاد نہیں ہے کہ بھٹو ہٹ جائے اور ضیاء الحق آجائے یہ جہاد نہیں ہے کہ بے نظیر چلی جائے اور نواز شریف آجائے یہ بھی جہاد نہیں ہے کہ نواز شریف چلا جائے اور پرویز مشرف آجائے جہاد یہ ہے کہ کافرانہ نظام چلا جائے اور اس کی جگہ اسلامی نظام حکومت آجائے۔ اور اگر حکمران اگر اس میں ضرورت نہیں ہے حکمران اس طرف نہیں رہتے۔ پھر قوم کا فرض ہے کہ حکومتوں کو حکمرانوں کو مجبور کردیں کہ وہ اسلامی نظام اپنائیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرنل محبوبؒ (خلیفہ مجاز سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ) کی رحلت پر کہے گئے اشعار

کرنل ریٹائرڈ جو محبوب تھے
مجاہد تھے دیں کے بہت خوب تھے

لیا ان کو خالق نے واپس بلا
عطا کر کے ان کو مقام رضا

کرتے ذکر تھے وہ جذبات سے
منور وہ دل کرتے ضربات سے

لطیفہ قلب اتنا مضروب تھا
کہ گھائل ہوا دل تھا محبوب کا

دل کا ہوا ان کا تھا بائی پاس
سوا اللہ سب کو کیا بائی پاس

نبیؐ کی محبت سے دل چور تھا
وصال الٰہی پہ مجبور تھا

واصل تو روح ان کی پہلے سے تھی
مگر اس میں مادی جسم آڑ تھی

تھی خواہش کہ اڑ کے نبی سے ملوں
ہمہ وقت رہتا تھا طاری جنوں

ولی دلی والے پہ فیضان تھا
کہا ان کا فوں پہ لیا مان تھا

اس پہ تھا احسان اتنا کیا
دلایا اسے تھا مقام رضا

تھے استاد ان کے ملک اللہ یار
دیا ان کا دل تھا جنھوں نے نکھار

فیضان ان پہ تھا اکرم اعوان
پھرتے تھے لے کے ہتھیلی پہ جان

مقام رضا تک رسائی بھی تھی
مزید اب گوارا جدائی نہ تھی

جو چھینا ہے محبوب ہم سے خدایا
عطا کر اسے اپنی رحمت کا سایا

ہیں محبوب گو سر کی آنکھوں سے دور
نہیں ہیں وہ روح اویسی سے دور

شہادت کا طاری تھا اتنا جنوں
کیا لحد میں پیش حضرت کو خوں

یہ برزخ سے دی ہے مشائخ خبر
کہ محبوب کی ہے گلستاں قبر

عبدالرزاق اویسی ٹوبہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

اقامت اختیار کی جسے تا دم تحریر نباہ رہے ہیں۔ غالباً ان کا پی اے نمبر ۱۲۹ ہے اور نام نامی کرنل محبوب خان ہے۔ اور حسن اتفاق ملاحظہ ہو محبوب کا قصہ کا اور راوی بھی محبوب خاں تو یہ محبوب خان صاحب بہت مزے کے آدمی ہیں نیک' خدا یار اور حلیئے سے ہی پیر فقیر دکھائی دیتے ہیں کرنیل ہرگز نہیں مگر چال اور بول پتہ دیتے ہیں کہ عمارت عجیب ہے۔ بات میں کرنیلی تحکم اور چال میں افسرانہ شان ضرور موجود ہے۔ ان سے چترال کی بات کر رہا تھا تو محبوب خان نے بتایا کہ میں نے فوجی ملازمت کا آغاز بھی چترال ہی سے کیا تھا۔ بحیثیت سکینڈ لیفٹنٹ فوج میں داخل ہوا تو مجھے پنجاب میں پوسٹ کیا گیا اور وہ دوستی چترال میں تھی۔

عجیب قلندر شخص تھا اور کتنا خوش نصیب تھا کہ شیخ المکرم اس کی روحانی کیفیت سے کتنے آگاہ تھے۔ سلسلہ عالیہ اور اپنے شیخ سے ان کا تعلق اتنا گہرا تھا کہ اس بے وفا دنیا کو چھوڑتے وقت بھی دارالعرفان ہی میں موجود تھے۔ حضرت شیخ کی توجہ اور ذکر الٰہی کی برکات سے وہ چل پھر لیتے تھے۔ ورنہ ان کی صحت اس قابل نہ تھی۔ دوران اجتماع دارالعرفان میں ہی دل کی تکلیف ہوئی اور اپنی منزل پا گئے۔ جن کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر بیعت کی تھی۔ انہی ہاتھوں میں قبر میں اترے۔ کیا عہد نبھایا انہوں نے کتنا خوش نصیب آدمی تھا کہ اسے دفن کے لئے جگہ بھی دارالعرفان میں ہی مل گئی۔ جہاں ہر وقت' ہر دم اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور انوارات الٰہی برستے ہیں۔ زندگی میں بھی اور اس دنیا سے رخصت ہو کر بھی ہر وقت شیخ المکرم کی توجہ اور دعائیں ان کو حاصل ہیں اور جنازہ بھی اسی ہستی نے پڑھایا جس کی نگاہیں برزخ کے احوال دیکھتی ہیں۔ کون ساتھی ہوگا کون بدنصیب ہوگا جو اس انداز کی خوبصورت موت کا خواہش مند نہ ہو۔

ایسی موت جو شیخ کے قدموں میں آئے اس کی خواہش کون نہیں کرتا ہوگا لیکن ہم تو خواش ہی کر سکتے ہیں وہ تو اپنی منزل مراد پا گئے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔

اسلام کی حاکمیت کیلئے
ہر قربانی دیں گے
منجانب نور الرحمٰن لودھی' حفیظ الرحمٰن لودھی رحمان آئلز
لال ملز چوک' فیکٹری ایریا فیصل آباد فون نمبر 618946-624353

www.naqshbandiaowaisiah.com

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

بابری مسجد کو شہید کرنے کے سلسلہ میں ہندو مسلم فسادات بھی ہوئے تھے۔ رام پرشاد مسجد شہید کرنے والوں کا سربراہ تھا۔ اور مذہبی خدمت سمجھ کر کر رہا تھا۔ لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ایک وقت ایسا آیا جب اس کو کلمہ شہادت پڑھنا نصیب ہوا اور آج وہ محمد مصطفیٰ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

ایودھیہ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۲ء

لاکھوں کر سیوک جو بابری مسجد کو گرانے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے ان میں سے چند مسجد کے مینار پر چڑھ گئے۔ ان سب سے اہم شیو شینک تھے۔ فیض آباد (جہاں ایودھیہ واقع ہے) کا رہائشی شیو پرشاد بجرنگ دل کا کپتان تھا۔ اسے چار ہزار کر سیوک کی تربیت کی ذمہ داری سونپی گئی تھی کہ وہ مسجد کو گرائیں۔ مسجد کے عظیم الشان میناروں کو نیچے گراتے دیکھ کر کپتان پرشاد بہت خوش ہوا اور رام رام پکارنے لگا۔ یہ واقعہ سات سال پہلے کا ہے۔

دسمبر ۱۹۹۹ء

یہی شیو پرشاد اپنے سات سالہ پرانے ظالمانہ عمل کی اللہ سے معافی مانگ رہا تھا' اس نے روزہ رکھا ہوا تھا اور اپنے کئے پر نماز میں آنسو بہا رہا تھا۔

جی ہاں! شیو پرشاد نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس نے اپنا نام محمد مصطفیٰ رکھا ہے۔ کوئی جاننا چاہے گا کہ اس نے اسلام کیسے قبول کیا۔ شیو پرشاد کے دل میں یہ تبدیلی ملایا لام کی خبروں میں شائع ہوئی جو کہ Arab News Publication نے سعودی عرب میں فراہم کیں۔

شیو پرشاد کا والد ٹریگال رامانا تھن سنگھ پریوار کا سردار تھا اس کا سارا خاندان بابری مسجد کو گرانے میں شامل تھا۔

مسجد کو گرانے کے فوراً بعد شیو پرشاد کو دل میں پریشانی محسوس ہوئی۔ اسے کچھ ذہنی سکون نہ تھا۔ اسے ایسا محسوس ہوتا جیسے اس نے عظیم گناہ سرزد کیا ہے۔ ۱۹۹۷ء میں وہ ملازمت کے لئے شارجہ گیا لیکن کام کے دوران بھی اس کا ذہن بے سکون تھا۔

دسمبر ۴' ۱۹۹۹ء

اس نے شارجہ کی گلیوں میں نماز جمعہ سے پہلے بیان کیا جانے والا خطبہ سنا جو کہ ہندی میں تھا۔ جب اس نے تقریر سنی تو اس کو اطمینان قلب نصیب ہونے لگا۔ اللہ کے متعلق پیغام نے اس کے بے چین ذہن میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ اس کے بعد وہ ایسی تقریریں سنتا رہا۔ جب اس کا دل اس عظیم انقلاب سے لبریز ہوا کہ ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ تب اللہ نے اسے سیدھا راستہ دکھایا۔ اس نے غلط راستے کو چھوڑ کر سیدھا راستہ اختیار کیا۔ جب شیو پرساد نے اسلام قبول کیا تو اسے خاندان والوں نے اسے اپنے فیصلہ سے نکال دیا۔ وہ سب سرگرم RSS کو چلانے والے تھے۔ وہ خدا سے دعا گو ہے کہ اس کے خاندان والے بھی صحیح راستہ اپنالیں جو اس نے چنا ہے۔

شیو پرشاد کا کہنا ہے کہ مسجد کو شہید کرنے والوں کے قائد اشوک سنگھال اور ایڈوانی تھے۔ اس روز پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے بی جے پی بجرنگ دل اور آر ایس ایس کی بہت مدد کی۔ وہ بتاتا ہے کہ شوک سنگھال نے فوجی وردی پہن رکھی تھی اور حکم دے رہا تھا اور مسجد کی شہادت کے فوراً بعد وہ لوگ فیض آباد کے مسلمان علاقوں میں داخل ہو گئے اور جے شری رام پکارنے لگے۔

اب شیو پرشاد کو بی جے پی اور آر ایس ایس اور بجرنگ دل کی جانب سے مسلسل دھمکیاں موصول ہو رہی ہیں اور سنگھ پریوار نے اسے دھمکی دے رکھی ہے۔

لیکن محمد مصطفیٰ (شیو پرشاد) کا کہنا ہے کہ وہ کبھی بھی اسلام کے سچے راستے سے نہ ہٹے گا چاہے موت ہی اس کے راستے میں آئے۔ اس نے قرآن پاک کی ۷ سورتیں یاد کر لی ہیں اور اسے مکمل کرنے کے لئے بے تاب ہے۔ وہ اسلام کا سچا مبلغ بن کر لوگوں کو روشنی کی طرف لانا چاہتا ہے۔

اس کا خواب پورا ہوگا اور وہی ہاتھ جنہوں نے بابری مسجد کو گرایا اس کو دوبارہ تعمیر کریں گے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

وسائل کی تقسیم

خطاب- امیر محمد اکرم اعوان
دار العرفان 19-5-2000

بسم اللہ الرحمان الرحیم

یٰبنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد

وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ

لا یحب المسرفین اعراف

سورۃ اعراف کی اکتیسویں آیت مبارکہ آٹھویں پارے میں ہے۔

اسلام دین حق ہے اسلام خالق اور مخلوق کے درمیان تعلق کا نام ہے اسلام اللہ کی بنائی ہوئی کائنات میں اللہ کے دیئے ہوئے ضابطے کے مطابق رہنے کا نام ہے۔ اسلام ساری نسل انسانی کے لئے ہے نبی کریم ﷺ اپنی بعثت عالی سے لے کر قیامت تک روئے زمین پر پیدا ہونے والے ہر انسان کے لئے اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔ جو ایمان لائے ان کے نبی بھی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور جنہیں ایمان نصیب نہیں ہوا ان کے لئے بھی کوئی دوسرا دروازہ نہیں ہے۔ اللہ ساری مخلوق کا رب ہے خالق بھی ہے مالک بھی ہے پالن ہار بھی ہے نبی علیہ الصلوۃ ساری مخلوق کے لئے تو اسلام نے انسانی ضرورتوں میں مومن اور کافر میں امتیاز نہیں رکھا۔ زندہ رہنے کے لئے جو ضرورتیں ہیں کھانا پانی عزت احترام کاروبار کے مواقع معاش کے حقوق جان کا تحفظ' اس میں اسلام کا بہت ہی اہم اصول یہ ہے کہ کسی ایک بندے کو اگر کسی نے شرعی جواز کے بغیر اللہ کی اجازت کے بغیر قتل کر دیا کانما قتل الناس جمیعا تو قیامت کو اس سے ایک فرد کے قتل کا حساب نہیں لیا جائے گا انسانیت کے قتل کا حساب لیا جائے گا چونکہ وہ فرد انسانیت کا فرد تھا تو محاسبہ یہ ہو گا کہ اس نے انسانیت قتل کی۔ گویا ساری مخلوق جو روئے زمین پر تھی وہ اس کا قاتل ہے۔

اسی طرح جب معاش کی بات آتی ہے تو اللہ کریم نے کافروں کو بھی ان وسائل جو زندگی کے لئے ضروری ہیں ان کا مستحق ٹھہرایا اور اسلامی حکومت پر اور اسلامی حکمران پر یہ فریضہ عائد کیا گیا کہ اس کی قلمرو میں کوئی انسان ایسا نہ رہے جس کے وسائل کوئی دوسرا چھین لے لہٰذا سب سے پہلے اسلام نے معاش پر توجہ دی عقیدے کا اعلان تو ہوتا رہا لیکن عقیدہ اختیاری ہے کبھی بھی عقیدہ زبردستی کسی پر مسلط نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اللہ کریم اپنی ذات کو منوانا چاہیں تو کوئی انکار نہیں کر سکتا وہ سب کو ولی پیدا کر دے وہ سب کو بہت نیک پارسا پیدا کر دے وہ سب کو باایمان پیدا کر دیں وہ مقصد تخلیق نہیں ہے۔ مقصد تخلیق یہ ہے کہ انسان کو شعور دیا جائے اسے اختیار دیا جائے اس کے سامنے کائنات کی بساط کھول کے رکھ دی جائے اسے بھلے برے کی تمیز کا شعور دیا جائے اور پھر ایک طرف اس کی خواہشات اور ضروریات اور ارادے ہوں اور دوسری طرف عظمت الٰہی ہو اور درمیان میں اللہ کا رسول ﷺ اسے بتا رہا ہو کہ صحیح راستہ یہ ہے اور دوسری طرف ابلیس جیسا ملعون و مردود ہو جو اپنی طرف بلا رہا ہو تو انسان کا اصل امتحان ہی یہ ہے کہ وہ کس طرف کو قدم اٹھاتا ہے کیا فیصلہ کرتا ہے وہ کس سمت کو جاتا ہے آج بھی ہم جب بھی خطا کرتے ہیں تو شیطان کے ذمے لگاتے ہیں یا تقدیر کے سپرد کر دیتے ہیں قیامت کو بھی لوگ ایسا کریں گے میدان حشر میں بھی لوگ کہیں گے کہ خدایا اس ابلیس ملعون نے اور اس مردود نے ہمیں تباہ کیا اور اس نے ہم سے آپ کی نافرمانی کروائی۔ قرآن حکیم میں موجود ہے کہ وہ اللہ سے عرض کرے گا کہ بارالٰہا یہ مخلوق بے شمار ہے اور سارے مجھ پر الزام لگا رہے ہیں مجھے اگر اجازت ہو تو میں ان سے بات تو کروں۔

نبی ﷺ کے ارشادات میں ملتا ہے کہ اس کے لئے آگ کی سیٹ بنا دی جائے گی منبر بنا دیا جائے گا اونچی سی جگہ آگ کی بنا دی جائے گی کہ اس پر کھڑا ہو جاؤ وہاں سے ساری مخلوق تیری بات سن سکے گی قرآن نے

اس کے الفاظ نقل کئے ہیں وہ کھڑا ہو کر کہے گا۔ لاتلومونی مجھے براملامت کو مجھے ملامت مت کرو۔ ولوموا انفسکم لوگو اپنے آپ کو ملامت کرو اس لئے کہ تمہیں اللہ نے پکارا تمہیں اللہ کے نبی نے بلایا اور سچ کہا تم نے ان کا سچ قبول نہیں کیا اور میں نے بلایا اور میں نے جھوٹ کہا تم نے میرا جھوٹ مان لیا تم تو مجھ سے بھی گئے گذرے ہو۔ مجھے ملامت کرتے ہو قابل ملامت تو تم ہو جنھوں نے محمد رسول ﷺ کی بات چھوڑ کر شیطان کی بات مان لی یہی امتحان ہے۔

اس لئے کبھی عقیدہ بندوق کی گولی سے چاقو سے مسلط نہیں کیا جاسکتا یہ جو آج کل رواج ہے کہ کوئی شیعہ اٹھے وہ اہل سنت کے عالم کو گولی مار دے اور سنی اٹھیں وہ کسی شیعہ کو گولی ماردیں تو اس سے نہ سنی شیعہ ہوں گے اور نہ شیعہ سنی ہوں گے کسی ہندو کو گولی مار کر مسلمان نہیں کیا جاسکتا کسی مسلمان کو ڈرا کر ہندو نہیں بنایا جاسکتا۔ عقیدہ تو انسان کا اپنا فیصلہ ہے جس کا اللہ نے اسے حق دیا ہے لوگوں نے محمد رسول ﷺ کے سامنے اللہ کا انکار کیا آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کیا لوگ شمشیر بکف ہو کر محمد رسول اللہ ﷺ سے لڑے چوراسی غزوات و سریہ دس سالہ عہد مدنی میں ہوئے تیرہ سالہ عہد مکی میں کتنی سازشیں حضور ﷺ کے قتل کی ہوئیں کتنے حملے ہوئے اللہ نے انہیں کیوں نہیں روکا انہیں حق ہے فیصلہ میدان حشر میں ہوگا۔ اگر اللہ نے عقیدہ زبردستی نہیں منوایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے نہیں منوایا میں اور آپ کون ہوتے ہیں اور ہمیں کس نے حق دیا ہے کہ دوسرے پر اپنا عقیدہ مسلط کرے اگر ہماری رائے بہتر ہے تو ہم بہتر طریقے سے پیش کریں اگر کوئی قبول کرلے بہت اچھی بات ہے ورنہ ہمارا حق ادا ہو جائے کہ ہم نے حق اگلے تک پہنچادیا۔

اس کے بعد انسانی حقوق کفار کے بھی ہیں اور اصول دیا ہے اللہ کریم نے جو اصول دیا ہے اس میں۔ فرمایا ہے یایھاالذین امنوا نہیں فرمایا تمام انسانوں کے لئے ہے اور فرمایا خذوا زینتکم عند کل مسجد اگر تمہیں اللہ پر ایمان نصیب ہو اور تم اللہ کی عبادت کرتے ہو تو ہر عبادت کے وقت عبادت کے لئے تیار ہوا کرو لباس درست کیا کرو ہاتھ منہ دھو کر آیا کرو۔ جس طرح تم کسی بھی شریف آدمی سے ملنے جاتے ہو تم کسی افسر سے حاکم سے ملنے جاتے ہو تم بازار خریداری کے لئے جاتے ہو تو کتنا اہتمام کرکے جاتے ہو کہ لوگ راستے میں ملیں گے کیا کہیں گے کپڑا صاف ہونا چاہئے ہاتھ منہ دھلا ہوا ہونا چاہئے بال پریشان نہیں ہونے چاہئیں اسی طرح اگر اللہ کے حضور حاضری کے لئے آتے ہو تو جو تمہاری حیثیت ہے اس کے مطابق اپنا اچھا لباس پہنا کرو۔ یعنی خوش لباسی بری بات نہیں ہے اور یہ کوئی ورع تقویٰ نہیں ہے کہ کپڑے پھٹے ہوئے ہوں میلے ہوں تو اس سے بندہ ولی ہو جاتا ہے نہیں یہ تو اللہ کے حکم کے خلاف ہے خذوا زینتکم عند کل مسجد ہر عبادت کے وقت اللہ کے حضوری کے وقت جب بھی بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوتے ہو تو اہتمام کرکے آیا کرو۔ ہماری یہ جو عادت ہے نا کسی سے ملنے جائیں تو ٹوپی پگڑی کا اہتمام کرکے جاتے ہیں مسجد آئیں تو وہاں پھٹی ہوئی ٹوپیاں پڑی ہوتی ہیں پٹھوں کی یا بان کی بنی ہوئی یا پھر رومال نکال کر الٹا سا باندھ لیتے ہیں اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے یہاں بوریوں کی بوریاں لوگوں نے ٹوپیوں کی رکھی تھیں جو میں نے تنور میں ڈلوادیں تو جو اہتمام کرکے نہیں آتا وہ ننگے سر پڑھ لے اس سے نماز میں اتنا حرج نہیں ہوگا جتنا یہ میلی اور پرانی ٹوپی پہن کر ہوگا وہ پٹھوں کی پھٹی ہوئی اور میل سے کالی سیاہ ٹوپی پہن کر آپ کسی آدمی سے ملنے جائیں گے اگر یہ گوارا نہیں تو اللہ کے حضور حاضری کے لئے کیوں ضروری ہے پھر اس سے تو ننگے سر بہتر ہے شریف آدمی سے آپ مل سکتے ہیں اور جس لباس میں آپ باہر نکلنا پسند نہیں کرتے لوگوں سے ملنا پسند نہیں کرتے کسی دوست یا کوئی افسر آجائے تو اس سے جس لباس میں ملنا پسند نہیں کرتے اس لباس میں جو نماز ادا کی جاتی ہے وہ مکروہ ہوتی ہے ناپسندیدہ ہوتی ہے۔

اب یہ زینت ہر آدمی کے لئے اس کی حیثیت کے مطابق ہے ایک آدمی غریب ہے مزدور ہے اس کے پاس کپڑے اچھے نہیں ہیں کھدر ہے لیکن وہ دھو تو سکتا ہے پھٹے ہوئے ہیں تو وہ انہیں ٹانکا تو لگا سکتا ہے اس پر ٹاکی تو لگا سکتا ہے اس کے لئے وہی زینت ہے کہ وہ

پھٹے ہوئے کرتے کی سلائی کرلے اس پر ٹاکی لگالے اسے دھو کے صاف کرلے اس کی یہ زینت ہے کہ کوئی اس سے زیادہ خوشحال ہے اور وہ دھلے ہوئے کپڑے پہن سکتا ہے تو اس کے لئے وہ زینت ہے کوئی ایسا ہے جو روزانہ صبح استری کئے ہوئے کپڑے پہنتا ہے تو پھر اس کے لئے ہر نماز میں ویسے ہی کپڑے اس کی زینت ہیں جس حیثیت کا وہ بندہ ہے اس کے لباس سے اس کی حیثیت نظر آنی چاہئے اور خصوصاً" جب وہ اللہ کے حضور حاضر ہوتا ہے ہماری عادت یہ ہے کہ ہمیں کسی دفتر جانا ہو کسی افسر سے ملنا ہو اس کے لئے بڑا اہتمام ہوتا ہے اللہ کے حضور آنا ہو تو ہم ٹوٹل پورا کرتے ہیں لباس میں۔اسلام نے اس پر توجہ دی ہے اب یہ یاد رکھیں یہ بڑی ایک بنیادی بات ہے کہ جس بندے کو لباس تک کی فکر ہو اس کے ہاں کمانے اور کھانے کا اہتمام بنیادی طور پر ہو جاتا ہے پھر فرمایا بھوکا پیاسا رہنا مقصود نہیں ہے۔

کلو واشربوا کھاؤ پیو اپنی حیثیت کے مطابق اچھا کھاؤ حلال کھاؤ کلوا من الطیبت حلال ہو پاکیزہ ہو ناپاک نہ ہو حرام نہ ہو دوسرے کا حق نہ ہو اس میں کسی کا لوٹا ہوا مال نہ ہو کھاؤ اچھا کھاؤ اچھی خوراک کھاؤ اچھی غذا کھاؤ جو صاف ستھری ہو حلال ہو لیکن یاد رکھو ضائع نہ کرو کسی چیز کو اسراف نہ کرو۔یہ اسراف بھی ہر شخص کی حیثیت کے مطابق ہوتا ہے ایک شخص ایک روپے کی ایک روٹی خریدتا ہے آٹھ آنے کی دال خریدتا ہے اس کی حیثیت اتنی ہی ہے وہ ڈیڑھ روپے وہ سمجھتا ہے میں نے اچھا کھالیا اب اس کی حیثیت ڈیڑھ روپے کی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ میں تو تین روپے کا سالن خریدوں گا دو کسی سے ادھار لے لوں گا یہ اسراف ہو جائے گا جتنے اس کے وسائل ہیں ان میں جو اچھے سے اچھا کھا سکتا ہے وہ کھائے اپنے وسائل سے تجاوز کرے گا اسراف ہو جائے گا ایک امیر آدمی ہے اچھا کھانا دس روپے میں مل سکتا ہے وہ کہتا ہے نہیں میرے لئے پچاس کا لاؤ دس کا کھاتا ہے ہے چالیس کا پھینک دیتا ہے یہ اسراف ہو جائے گا۔آج اگر ہم اپنی آبادیوں اور شہروں کے ہوٹلوں کی جو زندگی بن گئی ہے جو رواج ہو گیا ہے اس کا اندازہ کرلیں تو اربوں روپے کی غذا روزانہ ضائع ہوتی ہے ایک ایک شہر میں اربوں روپے کی غذا روزانہ غلاظت کے ڈھیروں میں پھینکی جاتی ہے۔

اگر اسلام کے معاشی اصول کو اپنایا جائے ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق چیز استعمال کرے اور زائد لے کر نہ پھینکے تو افلاس کا بھوت جو ہے یہ یہاں سے نکل سکتا ہے رخصت ہو سکتا ہے ہم جب اسراف پہ آتے ہیں تو ہزاروں روپے کی آتش بازی لے کر چلاتے ہیں اور اس پر بھی بس نہیں کرتے آتش بازی کے گولوں میں لوگوں نے نوٹ بھروا رکھے ہوتے ہیں جب اوپر جا کر وہ گولہ پھٹتا ہے تو پھر سینکڑوں نوٹ فضا میں بکھر جاتے ہیں ان سب چیزوں کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے فرمایا نہ یہ کائنات تمہاری ہے نہ یہ رزق تم نے پیدا کیا ہے نہ تم اس کے مالک ہو یہ اللہ کی مخلوق کے لئے ہے اللہ کی امانت ہے اور اس کی تقسیم کا اندازہ یہ ہے کہ جسے اللہ زیادہ دیتا ہے اسے ساتھ یہ ذمہ داری بھی دے دیتا ہے کہ اگر میرے پاس اتنا رزق ہے جس سے پچاس گھروں کا گذارہ ہو سکتا ہے تو میرے رزق میں پچاس گھر حصہ دار بھی ہیں زکوۃ ہے صدقات ہیں صدقۃ الفطر ہے قربانی ہے بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن سے میں جان چھڑا نہیں سکتا پھر ہر خطا پہ کفارہ ہے پھر ساتھ حکم ہے اگر تم نے کھانا کھالیا اور تمہارا پڑوسی بھوکا سویا تو اللہ قیامت کو تم سے حساب لیں گے۔یہ وہ بنیادی اصول ہیں جن میں اللہ نے بنی آدم کو فرمایا یعنی یہ انسانوں کے لئے ہیں پڑوسی خواہ کافر ہے بھوکا نہ رہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ فرمایا کرتے تھے کہ دجلہ کے کنارے ایک کتا بھوک سے مر گیا تو خطاب کا بیٹا پکڑا جائے گا انسان تو انسان حیوانات کا خیال رکھنا مسلمان حکمران کا فریضہ ہے۔

اب ہمارے ہاں ہوتا کیا ہے کتنی عجیب بات ہے کہ پیڑ تو کیکر کا ہے ہم یہ نہیں بدلنا چاہتے کیکر وہاں سے نکال کر آم نہیں لگانا چاہتے ہماری ساری کوشش یہ ہے پیڑ کیکر کا رہے اس پر آم آجائیں اس کے ساتھ وہ قلم لگا دو اس کے ساتھ وہ پیوند لگا دو اس کو فلانی کھاد دے دو۔معاشی نظام کافرانہ ہے سودی ہے یہودیوں کا ہے جس کی خاصیت یہ ہے کہ کمزور سے مزید مال چھینا جائے اور مالدار کو مزید مالدار بنایا جائے۔ہم نظام نہیں بدل رہے ہم چاہتے

ہیں کہ معاشی نظام تو ملک کا سودی رہے لیکن ملک میں فارغ البال آجائے لوگ خوشحال ہو جائیں بھئی کیسے خوشحال ہو جائیں بھئی کیکر پر آم نہیں اگیں گے کیکر پر کانٹے اگیں گے اور جتنا عرصہ رہے گا مزید کانٹے پھیلاتا رہے گا۔

اب عالم یہ ہے کہ تجارتی منڈیاں بند پڑی ہیں ایکسپورٹ ختم ہو رہی ہے لوگ بے روزگار ہو رہے ہیں ملازمتیں جارہی ہیں جو ممالک یا جن ممالک کی حکومتیں اور جو حکمران اہل وطن کو دو وقت کا کھانا دینے کا اہتمام نہیں کرسکتے ان حکومتوں سے ان حکمرانوں سے مزید کسی بھلائی کی توقع رکھنا یہ اپنے آپ کے ساتھ دھوکا ہے۔ اور جو حکمران کلمہ پڑھنے کے بعد اسلام کا دعوی رکھنے کے بعد مسلمان کہلانے کے بعد اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے دیئے ہوئے معاشی ضابطوں کی پرواہ نہیں کرتے اور کافروں کے نظام اپنائے ہوئے ہیں ان سے کسی خیر کی توقع رکھنا فضول ہے میرے خیال میں ہمارا ملک ہم لوگ ہماری قوم اب تھک چکی ہے نصف صدی بڑا لمبا فاصلہ ہے اور پوری نصف صدی کا تجربہ ہے ہمیں کہ کل کا دن آج سے بہتر تھا اور آنے والا کل آج سے برا ہو گا یعنی گذشتہ باون برس سے یہ تجربہ ہم کرتے چلے آرہے ہیں کہ جو افراتفری آج ہے تقسیم ملک کے وقت ہونی چاہئے تھی جب یہاں آنے کا نہ کوئی انتظام تھا اور نہ وہاں انتظام تھا قتل وغارت گری ہو رہی تھی مسلمان بھی قتل ہو رہے تھے ہندوؤں کو بھی مارا جارہا تھا فسادات بھڑک رہے تھے پورے برصغیر میں اس وقت بھی یہ عالم نہیں تھا جو آج ہے ہندوؤں کو ہم نے یہاں دیکھا مارنے والے بھی لوگ تھے اور ایسے بھی لوگ تھے جنہوں نے انہیں گھروں میں پناہ دی کھانا دیا اور بحفاظت ہندوؤں کے کیمپوں تک پہنچایا ایسے بھی لوگ تھے جو لوٹنا چاہتے تھے اور ایسے بھی تھے جنہوں نے ان کی امانتیں انہیں مہاجر کیمپوں میں جاکر لوٹائیں ایسے لوگ بھی تھے ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ ہندو چلے گئے ملک چھوڑ کر چلے گئے پھر ہندوستان سے رابطہ کرکے انہوں نے لوگوں سے اپنا مال لیا اور لوگوں نے دیا کہ تمہارا یہ مال ہمارے پاس تھا یہ لے لو۔ وہاں سے چل کر آج ہم اس جگہ آگئے ہیں جہاں میرے خیال میں اس ملک کا ہر بندہ اکیلا اکیلا جی رہا ہے بھائی بھائی کے لئے فکر نہیں کرسکتا باپ بیٹے کو کچھ دینا نہیں چاہتا بیٹا ماں کے لئے ایک قطرہ پانی مہیا نہیں کرنا چاہتا۔ نصف صدی میں جو سفر ہم نے طے کیا وہ یہ ہے کہ ہر چیز کی قیمت لگ گئی شرافت کی بھی عزت کی بھی انصاف کی بھی عدالت کی بھی انسانیت کی بھی اخلاق کی بھی ہر چیز بکاؤ مال بن گئی۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہم ہیں تو مسلمان لیکن ہمارا طریق حکمرانی کافرانہ ہے۔ کافروں کو تو شاید کفر راس آجائے مسلمان کو کفر راس نہیں آتا سانپ کے لئے تو زہر اس کی زندگی کا سبب ہے لیکن دوسروں کے لئے موت بن جاتا ہے جس طرح سانپ کے لئے زہر موت نہیں ہے شاید کافروں کے لئے کافرانہ نظام فائدہ مند ہو۔ لیکن دیکھا یہ ہے کہ اللہ کی کائنات میں غیر اللہ کے بنائے ہوئے نظام انسانوں کو کبھی نہ آرام دیتے ہیں نہ آبرو دیتے ہیں۔ کوئی کافر ملک بتا دیجئے جہاں امن ہو خوشحالی ہو یا انصاف ہو یہ تو چیزیں تھیں اسلام کے دامن میں یہ چیزیں تو مسلمان کے پاس تھیں مسلمان کو ان کا امین ہونا چاہئے تھا لیکن افسوس۔

ترسم کہ نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی
ایں راہ کہ مے روی بترکستان است

ترجمہ۔ شاعر نے کہا کہ اے بدوی اے صحرائی میں ڈرتا ہوں کہ تو کعبے نہیں پہنچ سکے گا اس لئے کہ تو جس راستے پہ جارہا ہے یہ راستہ ترکستان کو جاتا ہے کعبہ دوسری طرف ہے۔

ہم ہیں مسلمان لیکن جو گاڑی کعبے کو جاتی ہے وہ چھوڑ کر ہم اس گاڑی میں سوار ہیں جو یہودیوں کے دین کی طرف جاتی ہے اسلام کے خلاف جو جاتی ہے جانا کراچی ہے گاڑی اس میں بیٹھے ہیں جو پشاور جارہی ہے منزل سے ہر لمحہ دور ہوتے جائیں گے اور آپ دیکھ لیں پچھلے پچاس سالوں کی تاریخ یہ ہے کہ آنے والا ہر لمحہ اپنی منزل سے دور ہوتے چلے گئے۔ آج بھی کوئی فوجی انقلاب کوئی سیاسی انقلاب کوئی جمہوری حکومت مسلم لیگ پیپلز پارٹی جماعت اسلامی کوئی دینی سیاسی حکومت ہمارا علاج نہیں ہے ہمارا علاج اسلامی نظام حکومت ہے وہ خواہ فوجی حکومت لاگو کردے یا کوئی سول حکومت کردے اللہ جسے سعادت بخشے وہ اس قوم کا محسن ہو گا جو اس قوم کو

باقی صفحہ ۴۳ پر ملاحظہ فرمائیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

حضرت ابو ایوب انصاریؓ

سرور کائناتؐ چھ یا سات ماہ ابو ایوبؓ کے ہاں مقیم رہے۔ اس عرصہ میں انہوں نے جس والہانہ عقیدت سے رحمت دو عالم ﷺ کی خدمت کی اس کا تذکرہ زیر نظر مضمون میں کیا گیا ہے

ہجرت فرمانے کے بعد جب ہادی اکرمؐ یثرب کی جنوبی سمت سے شہر میں داخل ہوئے تو جس والہانہ جوش و خروش اور بے پناہ ذوق و شوق سے اہل یثرب نے رحمت عالمؐ کا استقبال کیا تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس دن یثرب "مدینتہ النبی" بن گیا اور اس کی زمین رشک آسمان بن گئی۔ انصار کے وفور مسرت کا یہ عالم تھا کہ قبا سے لے کر مدینہ تک تین میل کا راستہ جمال رسالت کے مشتاقان دید سے پٹا پڑا تھا۔ مدینہ کے حبشی غلام وفور مسرت میں اپنے فوجی کرتب دکھا رہے تھے اور جاء رسول اللہ (رسول اللہ آئے) کے نعرے لگاتے ہوئے ہر طرف خوشی سے اچھل کود رہے تھے۔ جوش مسرت میں خواتین گھروں کی چھتوں پر نکل آئیں تھیں، دوشیزہ لڑکیاں غرفوں سے جھانک رہی تھیں۔ بچیاں مسرت سے گا رہی تھیں۔

ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے۔
کوہ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر خدا کا شکر واجب ہے۔
جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں
اے ہم میں مبعوث ہونے والے
آپ ایسے امر کے ساتھ آئے ہیں جس کی اطاعت فرض ہے۔

بنو نجار کے جوش و خروش اور مسرت وا تبہاج کی تو کوئی انتہا نہ تھی کیونکہ حضورؐ کے ننہالی رشتہ دار ہونے کی بناء پر ان کو یقین تھا کہ سرور عالمؐ انہی کو شرف میزبانی بخشیں گے اور اس طرح ان کو محبوبؐ کبریا کا ہمسایہ بننے کی سعادت نصیب ہو گی۔

کوکبہ نبوی جوں جوں آگے بڑھتا تھا انصار کے اشتیاق و تمنا کی بے تابیاں بڑھتی جاتی تھیں۔ انصار کا ہر قبیلہ اور فرد سراپا اشتیاق بنا ہوا تھا۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ رحمت دو عالمؐ کا شرف میزبانی اسے حاصل ہو۔ رؤساء قبائل حضرت عتبانؓ بن مالک، سعدؓ بن عبادہ، عبداللہؓ بن رواحہ، فروہؓ بن عمرو، عباسؓ بن عبادہ، خارجہؓ بن زید، زیادؓ بن لبیدؓ، سعدؓ بن ربیع، سلیطؓ بن قیس، منذرؓ بن عمرو، ابو سلیط اسیرہؓ بن ابی خارجہ نے فرداً فرداً حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔

"یا رسول اللہ ہمارا غریب خانہ حاضر ہے اس میں قدم رنجہ فرمایئے۔"

سرور کونینؐ پر اس وقت نزول وحی کی کیفیت طاری تھی۔ آپؐ اپنے چاہنے والوں کے حق میں دعائے خیر کرتے اور پھر فرماتے:

"اس ناقہ کو چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے۔"

حضور ﷺ کی اونٹنی جس کا نام قصواء تھا۔ حضرت ایوب انصاریؓ کے دو منزلہ مکان کے سامنے جا کر بیٹھ گئی۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا اصل نام خالد بن زید تھا لیکن ان کی کنیت "ابو ایوب" اتنی مشہور ہو گئی تھی کہ اصل نام پس پردہ چلا گیا۔

حضرت ابو ایوبؓ خزرج کے خاندان بنو نجار کے رئیس تھے جو رسول اکرم ﷺ کا ننہالی رشتہ دار تھا۔ مالک بن نجار کی اولاد سے ہونے کی بنا پر انہیں المالکی اور انصار کے ازدی ہونے کی وجہ سے الازدی بھی لکھا جاتا ہے۔

حضرت ابو ایوب کی والدہ کا نام ہند بنت سعد خزرجی تھا جو حضرت ابو ایوب کے والد زید بن کلیب کی ماموں زاد بہن تھیں۔

حضرت ابو ایوبؓ ہجرت نبوی سے اکتیس برس قبل (۴۰ عام الفیل) میں یثرب میں پیدا ہوئے۔ ان کا شمار انصار کے سابقون الاولون میں ہوتا ہے وہ حضورؐ کے مدینہ منورہ میں نزول اجلال فرمانے سے پہلے ہی حضرت مصعبؓ بن عمیر کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں دولت اسلام سے بہرہ یاب ہو چکے تھے۔ اس کے بعد انہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

بیعت عقبہ کبیرہ میں شامل ہونے کا عظیم شرف حاصل ہوا۔ اس موقع پر انہوں نے اپنے ۷۴ رفقاء کے ساتھ ہادی اکرم ﷺ سے یہ مقدس پیمان وفا باندھا کہ :

"یا رسول اللہ آپ یثرب میں قدم رنجہ فرمائیں تو خدائے برتر کی قسم ہم اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ آپ کی حفاظت اور مدد کریں گے۔"

رحمت عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابو ایوبؓ انصاری کو میزبانی رسول کا وہ عظیم شرف حاصل ہوا کہ جس پر دوسرے صحابہ کرام ہمیشہ رشک کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ایوبؓ کے مکان کا ایک کمرہ نیچے اور ایک اوپر تھا' انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی۔ "یا رسول اللہ آپ غریب خانہ کی بالائی منزل میں قیام فرمائیں" حضورؐ نے فرمایا: "نہیں میرے پاس لوگوں کی آمدورفت رہے گی' اس لئے نچلی منزل ہی میرے قیام کے لئے موزوں ہے۔ چنانچہ حضورؐ کی خواہش کے مطابق حضرت ابو ایوبؓ نے مکان کی زیریں منزل خالی کر دی اور خود بالا خانے میں فروکش ہو گئے لیکن انہیں اور ان کی اہلیہ کو ہر وقت یہ خیال مضطرب رکھتا تھا کہ وہ بالائی منزل میں مقیم ہیں اور مہبط وحی رسالتؐ نچلی منزل میں۔

ایک روز بالا خانے پر پانی سے بھرا ہوا برتن پھوٹ گیا۔ حضرت ابو ایوبؓ اس خیال سے مضطرب ہو گئے کہ پانی بہہ کر نیچے جائے گا اور سرور عالمؐ کو تکلیف ہو گی۔ گھر میں اوڑھنے کا ایک ہی لحاف تھا۔ حضرت ابو ایوبؓ نے فی الفور یہ لحاف گھسیٹ کر پانی پر ڈال دیا تاکہ بہتا ہوا پانی لحاف کی روئی میں جذب ہو جائے۔ جب پانی کے نیچے بہنے کا امکان نہ رہا تو دونوں میاں بیوی نے اطمینان کا سانس لیا۔

سرور کونینؐ اگرچہ اپنی خوشی سے زیریں منزل میں مقیم تھے لیکن حضرت ابو ایوبؓ اور ان کی اہلیہ کو بالا خانہ کی سکونت ناپسند تھی۔ اور روحانی اذیت کا باعث بھی یہ روحانی اذیت ایک رات اس قدر شدت اختیار کر گئی کہ دونوں میاں بیوی چھت کے ایک کونے میں سکڑ کر بیٹھ گئے اور ساری رات اسی حالت میں جاگ کر گزار دی۔

صبح ہوئی تو حضرت ابو ایوبؓ سرور کونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی' یا رسول اللہ ہم ساری رات چھت کے ایک کونے میں بیٹھ کر جاگتے رہے۔ حضورؐ نے وجہ دریافت کی تو عرض کیا: "ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہم کو ہر لحظہ آپ کی بے ادبی کا اندیشہ دامنگیر رہتا ہے۔ رات کو اس اندیشہ نے شدت اختیار کر لی' یا رسول اللہ ہم غلاموں پر کرم فرمایئے اور بالا خانے پر تشریف لے چلئے۔ حضورؐ کے غلاموں کے لئے آپؐ کے قدموں کے نیچے رہنا ہی باعث سعادت ہے۔"

سرور عالمؐ نے حضرت ابو ایوبؓ کی درخواست قبول فرمالی اور آپؐ اوپر کی منزل میں منتقل ہو گئے۔

حضرت ابو ایوبؓ اور ان کی اہلیہ نے بکمال مسرت نچلی منزل میں اقامت اختیار کر لی۔

سرور کائناتؐ چھ یا سات مہینے ابو ایوب کے گھر مقیم رہے۔ اس عرصہ میں حضرت ابو ایوبؓ نے جس والہانہ عقیدت سے رحمت عالمؐ کی خدمت کی وہ ان کے عشق رسولؐ پر دال ہے۔

حضرت ابو ایوبؓ دونوں وقت ہادی اکرمؐ کی خدمت میں ماحضر پیش کرتے۔ بعض اوقاتؑ دوسرے انصار کے ہاں سے بھی کھانا آجاتا۔ کھانے سے جو کچھ بچ جاتا حضورؐ اسے حضرت ایوب کے پاس بھیج دیتے۔ ان کی عقیدت کیشی اور حب رسولؐ کا یہ عالم تھا کہ کھانے میں جہاں سرور عالمؐ کی انگلیوں کے نشانات ہوتے تھے بہ خیال تبرک واتباع رسولؐ انہی پر اپنی انگلیاں رکھ کر کھانا تناول کرتے تھے۔

ہجرت کے چھٹے مہینے حضورؐ نے مہاجرین اور انصار کے مابین رشتہ مواخاۃ قائم فرمایا تو حضرت ابو ایوبؓ کو مدینہ میں اسلام کے معلم اول حضرت مصعبؓ بن عمیر کا بھائی بنایا۔ عقد مواخاۃ کے چند دن بعد مسجد اور اس کے ساتھ دو حجروں کی تعمیر مکمل ہو گئی تو سرور عالمؐ حضرت ابو ایوب کے گھر سے ان حجروں میں منتقل ہو گئے۔

ہجرت کے معاًبعد مدینہ کے منافقوں اور یہودیوں نے فرزندان توحید کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کر دیں۔ حضورؐ کو ان کی سازشوں کا علم ہوا تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو ہدایت فرمائی کہ رات کو ہتھیار باندھ کر سویا کریں اور کچھ آدمی جاگ کر پہرہ دیا کریں تاکہ قریش مکہ اور دوسرے دشمنوں کے ناگہانی حملہ کا تدارک کیا جاسکے۔ ایک موقعہ پر حضرت ابو ایوبؓ نے رات بھر کاشانہ نبوی پر پہرہ دیا' صبح ہوئی تو سرور عالمؐ نے ان کے حق میں دعا مانگی :

www.naqshbandiaowaisiah.com

"اے ابو ایوبؓ خدا تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے تم نے اس کے نبیؐ کی نگہبانی کی۔"

یہ حضورؐ کی دعا ہی کا اثر تھا کہ حضرت ابو ایوبؓ زندگی بھر مصائب و آلام سے محفوظ رہے اور وفات کے بعد بھی صدیوں تک نصاریٰ ان کی قبر کی حفاظت اور نگرانی کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ان کا مدفن یعنی قسطنطنیہ ہی مسلمانوں کے زیر نگیں آگیا۔ آج بھی ترکی حکومت ان کی قبر کی نگران ہے اور وہاں عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا ہے۔

۲ ہجری میں غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو بدر سے بیعت رضوان تک اور بیعت رضوان سے حنین تک کوئی معرکہ اور موقعہ ایسا نہ تھا جس میں حضرت ابو ایوبؓ رحمت عالمؐ کے ہمرکاب نہ رہے ہوں اگر ایک طرف وہ تین سو تیرہ اصحاب بدر کے مقدس گروہ میں شامل ہیں تو دوسری طرف ان چودہ سو جاں نثاران رسولؐ میں نظر آتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اصحاب الشجرہ کہہ کر پکارا اور کھلے لفظوں میں جنت کی بشارت دی۔

۱۱ ہجری میں سرور کونینؐ کے وصال کے بعد حضرت ابو ایوبؓ انصاری کے حالات زندگی نمایاں نظر نہیں آتے۔ عہد فاروقی کے بعض معرکوں میں حضرت ابو ایوبؓ انصاری کا نام صراحت کے ساتھ ملتا ہے۔ لکھا ہے کہ بیسان کی لڑائیوں میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا تھا۔ فتح مصر کے بعد حضرت عمرؓو بن العاص نے ایک لشکر شمالی افریقہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا تھا جو یلغار کرتا ہوا برقہ تک جا پہنچا اور اس پر علم اسلام لہرا کر واپس آیا۔ اس لشکر میں حضرت ابو ایوبؓ انصاری بھی شامل تھے۔ الغرض عہد فاروقی کے کئی معرکوں میں وہ ایک پرجوش مجاہد کی حیثیت سے شریک ہوئے اور جہاد کی خاطر بڑے طویل سفر کئے۔

جاری ہے

بقیہ صفحہ ۲۸ سے آگے...

رکھتا ہے پھر کافروں کا کاسہ لیس ہے ان کا محتاج ہے ان کے در پہ کھڑا ہے۔

سو میرے بھائی اس میں میری اور آپ کی بات نہیں ہے یہ تو اللہ کی شان ہے اگر ایک بندہ اللہ کے ساتھ مخلص ہو گا اللہ کے دین کے ساتھ مخلص ہو تو ایک بندہ بھی آزاد زندگی بسر کرے گا کسی کا رعب اس پر نہیں ہو گا۔ ملک میں چودہ کروڑ لوگ بستے ہیں تو ان میں چودہ بندے بھی اللہ کے ساتھ مخلص ہوں تو چودہ ہی آزاد زندگی بسر کریں گے ان پر کوئی کفر تسلط نہیں کرے گا۔

اس طرح ساتھیوں کو جس قدر مشاہدات کا شوق ہوتا ہے کہ کشف ہو جائے عجیب چیزیں دیکھیں شوق کی بات یہ ہے کہ ذکر کے نتیجے میں اپنی ذات کو تلاش کریں کہ کیا آپ پر کوئی مسلط ہے یا آپ پر صرف اللہ کی عظمت ہے اگر تو آپ بندوں کی خدائی سے نکل جائیں اور اللہ کی عظمت کو قبول کر لیں تو سمجھ لیں آپ نے ذکر کا حاصل پا لیا اور اگر اللہ اللہ کے بعد بھی دنیا کی محبت اور دنیا کی محبت کے طفیل دنیا داروں کی غلامی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارے اللہ اللہ میں بھی خلوص نہیں۔ اصل معیار یہ ہے کہ اللہ سے جسے رشتہ الفت استوار ہو جائے جسے محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی نصیب ہو جائے وہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کا غلام بننا گوارا نہیں کرتا۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اللہ کی بارگاہ کا ایک سجدہ ہزار دروازوں کے سجدوں سے چھڑا دیتا ہے تو میرے بھائی اکیلا بندہ بھی اللہ اللہ کرنے والا آزاد زندگی جیتا ہے اس پر کبھی کوئی حکمران کبھی کوئی دنیادار کبھی کوئی کافر طاقت اپنا غلبہ قائم نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو دین کے اندر لے جاتا ہے اور دین غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا اور اللہ ہمیں توفیق دے اگر ہم دین کو قبول کر لیں تو ہماری بقا ہے ہمارا احسان دین پر نہیں ہے بلکہ ہماری دنیوی زندگی بھی ان کمینوں کی غلامی سے آزادی ہو جائے اور آخرت بھی جہنم کے عذابوں سے آزاد ہو جائے۔ تو میرے بھائی اس اعتبار سے اور اسی نظریے سے اللہ اللہ پر محنت کیجئے اللہ کریم آپ کے دلوں کو روشن کرے۔ اپنے حبیب ﷺ کی محبت عطا کرے۔ آپ کا آنا جانا قبول کرے اور آپ کو ایک آزاد زندگی بامراد موت اور کامیاب آخرت نصیب فرمائے۔

اپیل برائے دعا

سلسلہ عالیہ کے ساتھی عثمان نذیر گل کے کزن خالد سلیم گل کینسر کے مریض ہیں تمام ساتھیوں سے گذارش ہے کہ ان کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

محمد فاروق چیمہ (سیالکوٹ) کے والد انتقال کر گئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

عبادات اور کردار

جو بندہ اپنی ذات کو اتباع رسالتؐ کا پابند نہیں کر سکتا وہ کس منہ سے ملک میں نفاذ اسلام کا مطالبہ کرتا ہے

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان، منارہ ضلع چکوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقال الذین کفروا لن نومن بھذا القران ولا بالذی بین یدیہ ولوتری اذا لظلمون موقوفون عند ربھم یرجع بعضھم الی بعض القول وجعلنا الا غلل فی اعناق الذین کفروا ھل یجزون الا ماکانوا یعملونo (۳۱ تا ۳۳ سبا)

کارل مارکس نے ایک جگہ لکھا تھا کہ مذہب ایک افیون ہے جو معابد سے یا مساجد سے تقسیم کی جاتی ہے اور اس کے عادی لوگوں کو اسی کے راستے سے سنبھالنا چاہئے اور اسی راستے سے انہیں مار دینی چاہئے۔ کارل مارکس نے ایسا کیوں لکھا اس لئے کہ مذاہب باطلہ دنیا میں جس قدر بھی ہیں وہ انسان کو عمل سے دور کرتے ہیں اور اوہام کا اسیر کرتے ہیں۔ مذہب انسان کی ایک ایسی ضرورت ہے جو فطری طور پر اس کے خمیر میں اس کے مزاج میں داخل ہے۔ آپ انسانی تاریخ کو دیکھئے تو انسانوں کے ایسے زمانے بھی آئے جہاں انہیں انسانی اقدار، انسانی کردار، انسانی اخلاق، بھول گئے۔ جنگلوں میں بے لباس رہتے ہوئے پائے گئے، گھروں کے بغیر رہتے ہوئے پائے گئے۔ لیکن اس عالم میں بھی جہاں انہیں کپڑے یا لباس کا تصور ہے، شرم و حیا کا کوئی تصور نہیں ہے، پاک ناپاک کا کوئی تصور نہیں ہے، کوئی برتن نہیں ہے، کوئی گھر نہیں ہے، مکان نہیں ہے لیکن وہاں بھی مذہب کے نام پر کچھ رسومات ان میں بھی موجود ہیں یعنی مذہب انسان کی فطرت میں، مزاج میں داخل ہے۔ وہ غلط ہے یا صحیح کوئی نہ کوئی رسم ہر عہد میں مذہب کے نام پر اپنائے رکھتا ہے۔ مذہب باطلہ میں مذہب کے ساتھ انسانی دنیوی خواہشات اور ضروریات کو جوڑ دیا گیا۔ مثلاً اس دیوی کی پوجا کرو تو اولاد ملے گی، اس دیوتا پر نذر چڑھاؤ تو کاروبار میں ترقی ہو گی، وہ دیوی یا وہ دیوتا اس کام کے لئے ہے، وہ دیوتا اس کام کے لئے ہے یا یہ عبادت کرو تو یہ مل جائے گا وہ کرو تو یہ۔ یہ سارا کچھ دنیا کے گرد گھومتا ہے۔ کہیں بیماری سے شفا ہے، کہیں غائبانہ اس کی حفاظت ہے، کہیں کچھ نہ کچھ دنیوی ضرورتیں اس سے وابستہ کر رکھی ہیں اور بس۔ جب انسان ان رسومات کا اسیر ہوا تو بجائے اس کے کہ وہ سمجھتا کہ دنیا دارالعمل ہے اور اس میں ضروریات کے حصول کے لئے کوئی عملی کوشش کرتا وہ ان رسومات پہ زور دینے لگ گیا اور یوں دنیا عمل سے دور ہو گئی اور یہ عمل سے بیگانگی جو تھی اہل مذاہب کی اسے کارل مارکس نے لکھا ہے کہ مذہب ایک افیون ہے جس طرح افیون کھا کر آدمی عملی زندگی سے منقطع ہو جاتا ہے اور ایک تصوراتی دنیا میں رہنا شروع کر دیتا ہے اسی طرح سے ان لوگوں نے مذہبی رسومات اپنا کر عملی زندگی سے علیحدگی اختیار کر لی۔

لیکن اسلام مذہب حقہ ہے اور مذہب کا معنی ہوتا ہے چلنے کا راستہ ذھب یذھب سے ہے مذہب ہوتا ہے رفتار چال، کدھر کو جا رہا ہے یعنی عمل جو ہے، کردار جو ہے حتیٰ کہ اکثر آئمہ کا، امام بخاریؒ کا دیگر آئمہ کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اعمال کا نام ہے اگر اعمال قران و سنت کے مطابق کرتا ہے تو مومن ہے۔ اگر اس کے اعمال قرآن و سنت کی نفی کرتے ہیں تو اس کے ایمان کا کوئی اعتبار نہیں سب ائمہ کے نزدیک ایمان، کردار کا، عمل کا نام ہے سوائے امام ابو حنیفہؒ کے کہ وہ فرماتے ہیں یہ کہنا کہ میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو مانتا ہوں یہ بھی ایک عمل ہے وہ اس کی نفی نہیں کرتے کہ ایمان عمل کا نام نہیں ہے بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ دعویٰ کرنا کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پہ ایمان لایا آخرت کو مانتا ہوں یہ بھی ایک عمل ہے اور اگر عمل نہ بھی کرے تو اسے کافر نہ کہا جائے کہ یہ بھی ایک عمل ہے گویا ایمان کو عمل ہی کا نام وہ بھی قرار دیتے ہیں لیکن اس دعوے کو عمل میں داخل کر کے۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ جو یہ دعویٰ کرتا ہے، یہ دعویٰ

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرنا بھی ایک عمل ہے۔ گویا اسلام نے ایمان کو بھی عمل ہی قرار دیا اور آخرت کو بطور انعام کے رکھا۔ ان لوگوں کے لئے جو اس دنیا میں قرآن و سنت کے مطابق عمل کریں گے۔

قرآن و سنت میں دو چیزیں ہیں عبادات اور کردار۔ عبادات فرد کی ذات کے لئے ہیں۔ جو بھی جتنی عبادت کرتا ہے وہ اس کی ذات کے لئے ہے اس کے دل کو صاف کرتی ہے‘ اس کے ذہن کو صاف کرتی ہے‘ اس کے مزاج کو صاف کرتی ہے اور عبادت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ عبادت کے طفیل قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے‘ اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے‘ اللہ کے حبیب ﷺ سے تعلق بڑھتا ہے‘ محبت پیدا ہوتی ہے‘ عشق ہو جاتا ہے اور محبت جو ہوتی ہے وہ چاہتی ہے محبوب کی اطاعت کو فان المحب لمن یحب مطیعه محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا غلام ہو جاتا ہے مطیع ہو جاتا ہے۔

تو بات آکر پھر عمل پر ٹھہرتی ہے کہ اگر کسی کے کردار کی اصلاح نہیں ہوتی اور وہ بڑی عبادت کرتا ہے‘ بے شمار عبادت کرتا ہے تو گویا عبادت کے نام پر وہ کچھ رسومات ادا کر رہا ہے کہیں کوئی کمی ہے یا اس کے عقیدے میں کمی ہے یا اس کے خلوص میں کمی ہے یا طریقہ عبادت میں کمی ہے۔ ہمارے ہاں ایک طریقہ یہ بھی ہے اور آج کے دور کے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہم عبادات اپنے طور پر مقرر کر لیتے ہیں۔

کوئی عمل جسے نبی ﷺ نے عبادت قرار نہ دیا ہو وہ عبادت نہیں ہے۔ عبادت وہ ہے جسے محمد رسول ﷺ نے فرمایا یا کرنے کا حکم دیا اب اگر کوئی عمل ہم اپنے طور پہ شروع کر لیں کہ جی یہ عبادت ہے اس کا تو فائدہ نہیں ہو گا یا وہی عبادت جس کا حکم شریعت میں موجود ہے لیکن اس کے کرنے کا طریقہ بدل دے سنت کے مطابق نہ رہے پھر وہ عبادت نہ رہے گی۔ اسلام میں اہمیت جن عبادات کو ہے وہ ہے کردار۔ چونکہ جو عبادت نماز روزے سے‘ اللہ کی حمد و ثناء سے‘ اللہ کے سجدوں سے‘ نبی ﷺ پہ درود پاک سے‘ تلاوت کلام سے عبارت ہے وہ ہے فرد کی ذات کے لئے۔ جو عبادت کردار سے متعلق ہے‘ لین دین سے متعلق ہے‘ دوستی سے متعلق ہے‘ مخلوق کے ساتھ معاملات سے متعلق ہے‘ وہ تعلق رکھتی ہے اللہ کی مخلوق کے ساتھ۔ لہذا وہ مقدم ہے نماز روزے پر اس میں بے شمار لوگوں کے حقوق آجاتے ہیں‘ بے شمار لوگوں کے معاملات آجاتے ہیں۔ لہذا اسلام اسے اہمیت دیتا ہے کہ میدان عمل تم ثابت کرو کہ یہ بندہ اپنی مرضی کا مالک نہیں ہے یہ بندہ کسی کا بندہ ہے یہ بندہ کسی کے کہنے پہ کرتا ہے‘ یہ بندہ کسی کے حکم کا غلام ہے۔ یہ ثابت کرنا ہی اسلام کے نزدیک ایمان ہے اور مذاہب باطلہ کے لئے سب سے بڑی مصیبت یہی بن گئی۔

جو طاقت کسی کو اقتدار میں لانے کا سبب ہے وہ ایسے لوگوں کو اقتدار میں لاتی ہے کہ وہ دین کے خلاف کام کرتے ہیں تو یہ کنکریاں اسی طاقت کو مارنی چاہئیں تو کہنے لگا میں نے سوچا یہ ساتوں کنکریاں مجھے اپنے سر میں مارنی ہوں گی

دنیا میں دو طرح کے لوگ ہیں ایک طبقہ امراء کا ہوتا ہے جو ہمیشہ کم تعداد میں ہوتے ہیں‘ ایک طبقہ غرباء کا ہوتا ہے جو ہمیشہ زیادہ تعداد میں ہوتے ہیں۔ اسلام کسی کے امیر ہونے کو فضیلت قرار نہیں دیتا‘ کسی کے غریب ہونے کو اس کے لئے کوئی کمزوری قرار نہیں دیتا بلکہ اسلام فرماتا ہے۔ واما الانسان اذا ما ابتله ربه فاكرمه و نعمه۔ آزمائش الٰہی یہ ہے کہ اللہ بندے کو آزمانا چاہتا ہے تو کچھ لوگوں پر مال و دولت عام کر دیتا ہے نعمتیں عام کر دیتا ہے۔ واما اذا ابتله فقدر عليه رزقه۔ اور بعض کو اس امتحان میں ڈال دیتا ہے کہ ان کی روزی کم کر دیتا ہے اور انہیں غریب بنا دیتا ہے یعنی اسلام کے نزدیک غریبی اور امیری دونوں آزمائشیں ہیں۔ غریبی کی آزمائش ہے کہ غریبی میں فقر و فاقے سے تنگ آکر چوری ڈاکہ کرتا ہے بندوں کی غلامی کرتا ہے لالچ میں آکر لوگوں کے دروازے پہ جاتا ہے یا جائز حدود کے اندر محنت کرتا ہے‘ اللہ کے دیئے ہوئے تھوڑے پر قناعت کرتا ہے‘ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور اللہ اور

اسلام اسے اہمیت دیتا ہے کہ میدان عمل تم ثابت کرو کہ یہ بندہ اپنی مرضی کا مالک نہیں ہے یہ بندہ کسی کا بندہ ہے یہ بندہ کسی کے کہنے پہ کرتا ہے‘ یہ بندہ کسی کے حکم کا غلام ہے۔ یہ ثابت کرنا ہی اسلام کے نزدیک ایمان ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے یا نہیں۔ اگر کسی کو رزق زیادہ ملتا ہے تو اس کی آزمائش یہ ہے کہ اس رزق کے بل بوتے پہ فرعون تو نہیں بن بیٹھتا۔ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اللہ کے بندوں کے حقوق کی نگہداشت کرتا ہے' صلہ رحمی سے پیش آتا ہے اور اطاعت الٰہی کے اندر رہتا ہے یا نہیں یہ سارا تو ہے اسلام۔ بندہ جب اس سے ہٹتا ہے تو طبقہ امراء کی امیری محتاج ہوتی ہے غریبوں کی۔ ہر امیر اپنی امارت برقرار رکھنے کے لئے غریبوں کا محتاج ہوتا ہے کہ کوئی اس کی بات مانے' کوئی اس کے لئے کام کرے' کوئی اس کے لئے مزدوری کرے' کوئی اگر غریب اس کے پاس نہ آئے اس کے محتاج نہ ہوں تو اس کی امارت کس کام کی۔ اپنی اسی برتری کو قائم رکھنے کے لئے پھر وہ غریبوں کو طرح طرح کے فریب دیتے ہیں۔

میں اس دفعہ المرشد میں دیکھ رہا تھا کسی ساتھی کا مضمون ہے اور بڑا اچھا لکھا ہے اس نے "سات کنکریاں" اس کا حاصل یہ ہے کہ اس نے لکھا کہ میں حج پر جب سے کنکریاں مار چکا تو میں نے سات کنکریاں بچالیں کہ اس شیطان کو ماروں گا جو پاکستان میں اسلام نافذ نہیں ہونے دیتا جو اس کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ تو میں سات کنکریاں اٹھا کر پاکستان لے آیا لیکن یہاں آکر میں نے سوچا کہ ہماری عدالتیں جن کا کام عدل کرنا ہے انہیں اسلام نافذ کرنا چاہئے پھر میں نے سوچا کہ ہم نے جنہیں عدالتیں بنایا ہوا ہے انہیں تو ہم نے اسلامی نظام ہی نہیں دیا وہ تو غیر اسلامی نظام کے تحت کام کرتی ہیں خود جو غیر اسلامی نظام کا حصہ ہیں وہ اسلام کیسے نافذ کریں۔ حکومت کی طرف دھیان گیا تو پتہ چلا کہ حکومت میں حکمران جو ہیں انہیں خود اسلام کی خبر نہیں ہوتی۔ لہٰذا علماء ذمہ دار ہیں' کسی مولوی کو ماری جائیں مدارس والے ذمہ دار ہیں' چلتے چلتے سب کے عذر سامنے آتے گئے بالآخر وہ کہتا ہے کہ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کے ذمہ دار تو ہم ہیں' ہماری تائید و حمایت سے' ہمارے نعروں' ہمارے کندھوں پہ سوار ہو کر لوگ ایوان سلطنت میں جاتے ہیں اور وہاں جاکر اسلام کے خلاف کام کرتے ہیں تو جو طاقت کسی کو اقتدار میں لانے کا سبب ہے وہ ایسے لوگوں کو اقتدار میں لاتی ہے کہ وہ دین کے خلاف کام کرتے ہیں تو یہ کنکریاں اسی طاقت کو مارنی چاہئیں تو کہنے لگا میں نے سوچا یہ ساتوں کنکریاں مجھے اپنے سر میں مارنی ہوں گی۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ جو فرد عبادت شروع کر دیتا ہے عملی زندگی میں وہ سمجھتا ہے کہ تھوڑا بہت لوگوں کا حق مار لیا تو کوئی بات نہیں

یعنی بنیادی طور پر جسے آپ غریب کہتے ہیں یہ غریب غریب نہیں ہے بلکہ یہ امراء کی امارت قائم رکھنے کا سبب ہے۔ امیر اس فلسفے سے واقف ہوتا ہے لہٰذا وہ ہمیشہ یہ کوشش کرتا ہے کہ اسے دوسرے دھیان پہ لگائے رکھو۔ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ ان کا کاش ایسا ہو سکے کہ اے مخاطب تو وہ نظارہ دیکھ سکے۔ ولو ترای اذا لظلمون موقو فون عند ربھم۔ کاش تو یہ نظارہ دیکھ پائے کہ جب ظلم کرنے والے اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔ ظلم کیا ہے؟ وضع شیء فی غیر محلہ۔ کسی کام کو صحیح طریقے سے یا کسی چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا دینا۔ ان الشرک لظلم عظیم۔ سب سے بڑا ظلم ہے نبی ﷺ کی عظمت کا انکار۔ اور اس کے بعد سب سے بڑا ظلم ہے لوگوں کے حقوق کا ضیاع۔ اللہ کریم فرماتے ہیں جب لوگ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ یرجع بعضھم الی بعض القول۔ پھر ایک دوسرے پر بات پھینکنا چاہیں گے سب سے پہلے غرباء اور مزدور طبقہ غریب طبقہ' کاشتکار یہ بول اٹھیں گے اور اکابر سے بڑے بڑے امراء سے یہ کہیں گے۔ لولا انتم لکنا مومنین۔ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے ہماری گمراہی کا سبب تم ہو تم لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ قال الذین استکبرو للذین استضعفوا نحن صدد نکم۔ امراء کہیں گے غریبوں سے کہ ہم نے تمہارے گھر کے سامنے دیوار بنادی تھی ہم نے کوئی تمہارے آگے کوئی دیوار کھڑی کردی تھی۔ انحن صدد نکم عن الھدی۔ ہم نے تمہیں ہدایت سے کیسے روکا تھا۔ بعد اذا جا کم۔ جب تمہارے پاس اللہ کا نبی ﷺ آیا۔ اللہ کی کتاب آئی' بل کنتم مجرمین○ تم خود ہی بدکار تھے تم نے ماننے سے انکار کر دیا۔ وقال الذین استضعفو اللذین استکبروا بل مکر الیل والنھار اذ تامروننا ان نکفر باللہ ونجعل لہ اندادا○ اور انہوں کہا یار۔ رات دن تم تو ہمارے دروازوں پر چیختے تھے کہ اس بات کو نہ ماننا تباہ ہو جاؤ گے اس میں مارے جاؤ گے اور ہمیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

طرح طرح کے بھروسے دیتے تھے کہ وہ مشکل کشا ہے' اور وہ حاجت روا ہے' اور اس کو پکارو اور اس پر چڑھاوا چڑھاؤ اور ادھر جاؤ اور ادھر جاؤ۔

واسرو الندامة لما راوا العذاب٥ لیکن جب عذاب الٰہی کو دیکھیں گے تو پھر امیر و غریب کے سر ندامت سے جھک جائیں گے۔

وجعلنا الا غلل فی اعناق الذین کفروا٥ ہر کافر کے گلے میں ہم طوق ڈال دیں گے۔ ھل یجزون الا ما کانوا یعملون٥ آخرت میں جو کچھ انہوں نے دنیا میں عمل کیا ہے اسی کا نتیجہ پائے گا۔ وہاں عذر معذرت سے ایک دوسرے پر اعتراض کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ لہذا اس زندگی میں اس دارالعمل میں دو باتیں ہیں ایک بات کہ ہماری توقعات طبقہ امراء سے وابستہ ہیں حکومت سے وابستہ ہیں' دولت مندوں سے وابستہ ہیں' اور ان کی خوشی کے لئے جو وہ چاہتے ہیں ہم کرتے ہیں یا ہماری توقعات بارگاہ الوہیت سے وابستہ ہیں اور جو پیغام اللہ کا ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ دیتے ہیں' اس کے مطابق ہم کام کرتے ہیں۔ یہ دو باتیں جو ہیں یہ زندگی میں ہر بندہ خود جانچ سکتا ہے۔

ہمارے زمانے کی مصیبت یہ بھی ہے کہ ہم تبلیغی جماعت میں چلہ لگالیں یا یہاں آکر ایک مہینہ ذکر کرلیں یا اور نماز روزہ باقاعدگی سے شروع کرلو تہجد پڑھنا شروع کرلو تو پھر عملی زندگی میں ہم سمجھتے ہیں کہ خیر ہے عبادت تو بہت کرتے ہیں کسی کا تھوڑا سا حق کسی کی زمین آگئی کسی کا پیسہ آگیا نہیں اس عبادت کا کوئی فائدہ نہیں ہے حکیم جب دوا دیتا ہے تو اس کے اثرات بتاتا ہے اگر وہ اثر نہیں ہوتا تو اس دوائی کو کھانے سے کیا فائدہ یا تو دوائی صحیح نہیں ہے یا دوائی میں اثر نہیں ہے یا حکیم بات کو سمجھ نہیں رہا۔ عبادات کا اثر قرآن نے بتایا ہے۔ ان الصلوة تنھی عن الفحشا و المنکر۔ اللہ کی عبادت بے حیائی سے اور برائی سے روک دیتی ہے۔ یعنی یہ وہ دوا ہے کہ جتنی کوئی عبادت کرتا ہے اتنا ہی قرب الٰہی

> ہمارے حکمرانوں کو دیکھو کتنا چسکا لگا ہوا ہے کہ موت کی کوٹھڑی میں بھی میکڈ للڈ کا برگر یاد ہے یہ نہیں کہا کہ مجھے کوئی مدینے کی کھجور لادو

نصیب ہوتا ہے جو اللہ کے جتنا قریب ہوتا ہے وہ اللہ کے بندوں کے حقوق کا اتنا ہی لحاظ رکھتا ہے' عملی زندگی میں وہ نبی ﷺ کی غلامی اور اتباع اختیار کرتا ہے اور اگر وہ نہیں کرتا۔ اب شک کیا جائے دوا پر کہ صحیح نہیں ہے تو یہ بھی درست نہیں' دوا بھی صحیح ہے حکیم کی ذات بھی داناتر ہے اور شکوک و شبہات سے بالاتر ہے' اللہ کی ذات بھی کامل ہے' قادر ہے اور اللہ کی بتائی ہوئی اور نبی کریم ﷺ کی سمجھائی ہوئی عبادات بھی' پھر اگر فائدہ نہیں ہوتا تو اس کا مطلب ہے کہ ہم بدپرہیزی کر رہے ہیں تو آدمی جتنی بھی دوا کھاتا رہے اور اس کے ساتھ بدپرہیزی کرتا رہے۔ میں شوگر کا مریض ہوں میں اچھی سے اچھی دوا شوگر کی کھاؤں اور ساتھی چینی پھانکتا رہوں تو دوا تو فائدہ نہیں دے گی۔ اگر پرہیز نہ کی جائے تو دوا فائدہ نہیں دیتی اس میں دوا کا قصور نہیں ہے آدمی کے اپنے کردار کا قصور ہوتا ہے۔ تو جو لوگ عبادت کرکے بے فکر ہو جاتے ہیں نماز روزہ بہت کرلیا اب سود کھالیا تو خیر ہے جھوٹ بول لیا تو خیر ہے اور کسی کا مال دبالیا تو خیر ہے تو اس کا مطلب یہ سمجھ لیجئے کہ یہ بدپرہیزی جو ہے عبادت کے اثرات کو ضائع کردے گی اور عبادت بھی عنداللہ مقبول نہیں ہوگی ہم اس انتظار میں تو رہتے ہیں کہ حکومت اسلام نافذ کرے۔ حکومت کو اسلام نافذ کرنا چاہئے نہیں کرے گی تو آج کے حکمرانوں کے لئے کل کے حکمرانوں کا انجام عبرت کے لئے کافی ہے۔ آج جو لوگ برسر اقتدار ہیں وہ کل کے برسر اقتدار لوگوں کا انجام دیکھ سکتے ہیں اور گزشتہ پچاس سالوں کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے ہر جانے والے حکمران کا انجام اسی دنیا میں اس کی ذلت اور رسوائی کا نقیب یہ بتا رہا ہے کہ مسلمان پر غیر اسلامی انداز سے حکومت کرنے والوں کا انجام کیا ہوا یا انسانی حقوق ضائع کرنے والوں کو کیا ملا۔ یہاں کیا ملا اور روئے زمین پر نظر کرلی جائے تو پتہ چل جاتا ہے کہ انجام کیا ہوتا ہے۔ آج کے لوگ بھی آج کے حکمران بھی اگر اسلام سے صرف نظر کریں گے تو اللہ کی گرفت سے وہ بھی نہیں بچ پائیں گے۔ کوشش بھی کرنی چاہئے ہمیں بھی لیکن ہم کیا خاک کوشش کریں گے۔ ہماری تو تاریخ یہ ہے کہ حکومت کو چھوڑ دیجئے گاؤں کی سطح پر جب یہ یونین کونسل کے اور دو دو تین تین گاؤں کی سطح کے الیکشن ہوتے ہیں تو کیا کسی شریف آدمی کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

حضور اکرمؐ کی سوانح حیات قرآن کریم کی روشنی میں

تحریر۔ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ
(علامہ اقبالؒ)

یوں تو قرآن حکیم کے ہزاروں موضوعات ہیں لیکن اہم ترین موضوع حضور اکرم ﷺ کی ذات برکات ہے ۔قرآن حکیم نے کئی سورتوں کے نام حضور اکرم ﷺ کے اسم مبارک پر رکھے مثلاً" سورت محمد، سورت یٰسین، سورت طٰہٰ، سورت مزمل اور سورت مدثر۔

حضور اکرم ﷺ کے اسم مبارک پر جو سورت محمد نازل فرمائی گئی وہ مدنی سورت ہے ۔سورت محمد کی آیت نمبر2 میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ دینِ محمدی یعنی قرآن پاک پر ایمان لانا لازم ہے۔

سورت یٰسین کی آیات 1-3 میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی قسم کھائی ہے ۔اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے رسول کی رسالت کی قسم نہیں کھائی ۔یہ اعزاز صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو حاصل ہے ۔سورت طٰہٰ کی آیات نمبر1-3 میں ارشاد ہے۔

طٰہٰ ۔ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لئے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں بلکہ اس کی نصیحت کے لئے جو اللہ سے ڈرتا ہے۔

سورت مزمل کی آیت مبارکہ نمبر1 میں آپؐ کو مزمل کا لقب دیا گیا.....اے کپڑے میں لپٹنے والے۔

سورت المدثر کی آیت مبارکہ نمبر1 میں آپؐ کو مدثر فرمایا گیا۔

اے کپڑا اوڑھنے والے۔

محسن انسانیت، ناشر حکمت، معمار انسانیت، رہنمائے کاروان انسانیت، خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کی حیات مبارکہ پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں ۔ابن اسحاق کی کتاب الغازی وابن ہشام کی سیرت النبیؐ سے لے کر صفی الدین مبارکپوری کی رحیق المختوم تک ہزاروں کتابیں تحریر کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا عبدالماجد دریابادی کی سیرت النبویہ قرآنی، مولانا عبیداللہ سندھی کی سیرت مبارکہ پر بے شمار کتب اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی سیرت دو عالمؐ میں بھی حضور اکرم ﷺ کی سوانح مبارک بیان کی گئی۔

حضورؐ کی سوانح نگاری ایک سدابہار موضوع ہے مگر حضور اکرم ﷺ کی سوانح عمریوں میں سب سے اعلیٰ و افضل سوانح عمری خود قرآن حکیم، فرقان مجید ہے۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

قرآن حکیم تاجدار انبیاء و شاہ امم حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس کی تعریف میں زمزمہ سنج ہے اور آپؐ کی ذات گرامی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم صادر فرمایا گیا ہے۔

سورت الاحزاب کی آیت نمبر56 میں ارشاد ربانی ہے۔

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یایھاالذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما"

اللہ اور اس کے ملائکہ نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو۔

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کے حالات قرآن نے مختلف مقامات پر بیان فرمائے ہیں ۔اب ان کی تفصیل ملاحظہ کی جائے۔

قبل از اسلام عربوں کی حالت

حضور اکرم ﷺ کی ولادت سے قبل عربوں کی سیاسی، سماجی، مذہبی اور معاشی حالت قرآن کریم میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے ۔سورت التکویر کی آیات نمبر8-9 میں بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسم بد کا ذکر ہے۔

حضورؐ کے آباؤاجداد

حضوراکرمؐ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ آپؐ کا شجرہ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام تک جاملتا ہے۔قرآن کریم میں زم زم کے واقعہ کاذکر بھی درج ہے اور سورت قریش میں قبیلہ قریش کی قبل ازاسلام تجارت کابھی ذکر موجود ہے۔

عام الفیل

یمن کے گورنر ابرہۃ الاشرم نے خانہ کعبہ کو گرانے کی کوشش کی ۔واقعہ اصحاب الفیل سورت فیل میں بیان فرمایاگیاہے ۔واقعہ اس سال پیش آیاجس سال نبی ﷺ کی ولادت ہوئی تھی۔

مکہ مکرمہ کاذکر

سورت آل عمران کی آیت مبارکہ نمبر96 میں مکہ مکرمہ کے لئے بکہ مکرمہ کے الفاظ بیان فرمائے گئے ہیں۔ارشاد ربانی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیاگیاہے وہی ہے جو مکہ شریف میں ہے جوتمام دنیاکے لئے برکت وہدایت والاہے۔

آیت نمبر97میں ارشادہے۔

جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں مقام ابراہیم ہے ،اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتاہے ۔اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کردیاہے۔

بشارت عیسیٰؑ

سورت صف کی آیت نمبر6 میں ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضوراکرمؐ کی آمد کی خوشخبری دی۔ حدیث شریف میں آتاہے۔

میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعااور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں۔

حضورؐ کا بچپن

حضور اکرمؐ کی والدہ ماجدہ اس وقت انتقال فرماگئیں جب آپ کی عمر مبارک 6 برس تھی۔سورت الضحیٰ کی آیت نمبر6میں اس کاذکر ہے۔

الم یجدک یتیما فاوی

کیااس نے تجھے یتیم پاکر جگہ نہیں دی۔

چار سال کی عمرمیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپؐ کا سینہ مبارک چاک کیااس کا ذکرسورت الم نشرح کی آیت نمبر1میں ہے۔

ابولہب کاواقعہ

ابولہب نے ہر طرح سے آپؐ کو تنگ کیااس کی بیوی ام جمیل بھی دشمنی میں اپنے خاوند سے کم نہ تھی۔سورت لہب میں ابولہب کی ہلاکت کی پیشین گوئی کی گئی اور وہ طاعون کی ایک خاص بیماری عدسیہ سے فوت ہوا۔

قرآن حکیم میں ازواج مطہراتؓ کاذکر

قران حکیم میں ازواج مطہراتؓ کا بھی ذکر ہے ۔حضرت ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہؓ سے پیداہوئے۔ آپؐ کی اولاد نرینہ نہ تھی۔ حضرت زینبؓ بھی فوت ہوگئیں ۔ حضرت فاطمہؓ زندہ رہیں سورت کوثر میں اولاد نرینہ نہ ہونے کاذکر ہے۔ازواج مطہرات کاذکرسورت الاحزاب کی آیات نمبر28اور33 میں ہے۔

قریش مکہ کی ایذارسانی

قریش مکہ کی ایذارسانیوں کا ذکر قرآن حکیم میں کئی مقامات پر کیاگیا ہے۔حضوراکرم ﷺ کو کئی طریقوں سے تنگ کیاجاتاتھا۔ سورت مزمل میں ان ایذارسانیوں کاذکردرج ہے۔

وحی کا آغاز

سورت علق کی آیت نمبر1 میں ارشاد ہے۔

اقرا باسم ربک الذی خلق

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

یہ غارحرامیں سب سے پہلی وحی تھی۔

ہجرت حبشہ

سورت عنکبوت کی آیت نمبر56 میں ہجرت کرنے کا حکم ہے جس طرح مسلمانوں نے پہلے مکہ سے حبشہ کی طرف پھرمدینہ کی طرف ہجرت کی(ملاحظہ ہو قرآن حکیم معہ اردو ترجمہ وتفسیرازمولانا محمدجوناگڑھی ومولاناصلاح الدین یوسف' شاہ فہد قرآن حکیم پرنٹنگ پریس 'مدینہ شریف۔ 1419ہجری'صفحہ نمبر 1119)

خفیہ دعوت تبلیغ کے ابتدائی تین سال

سورت شعراء کی آیات نمبر15-214 میں اہل مکہ کوتبلیغ کا حکم دیاگیاہے حضوراکرم ﷺ کو سورت النحل کی آیت نمبر125میں تبلیغ کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

اہم اعلان

ماہنامہ المرشد کو ملک بھر سے نمائندوں کی ضرورت ہے۔خواہش مند ساتھی بذریعہ خط رابطہ کریں۔ دارالعرفان 'ریلوے کالونی 'نزد عبداللہ پوروگین سٹینڈ'فیصل آباد

www.naqshbandiaowaisiah.com

نامے میرے نام

خطوط، تجاویز اور تحریریں اس پتہ پر ارسال کریں۔
ماہنامہ المرشد۔ دار العرفان
ریلوے کالونی عقب ویگن سٹینڈ، فیصل آباد

ماٹو کی عکاسی

ٹائٹل خوبصورت تھا اور ہمارے ماٹو کی عکاسی کر رہا تھا۔ مضامین میں من الظلمت الی النور کا حصہ عوام کی دلچسپی کا ذریعہ بنے گا۔ آپ احباب نے محنت کے ذریعہ المرشد کو ہر لحاظ سے بہترین رسالہ بنادیا ہے۔ میری تجویز ہے کہ ہر بار کچھ معلومات شامل کی جائیں۔ (میجر قادری، راولپنڈی)

انٹرویو ضرور شائع کریں

عرصہ چار سال سے ماہنامہ "المرشد" کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اسے پڑھ کر روحانی سکون ملتا ہے۔ اگست کے شمارے میں مولانا اکرم اعوان صاحب کا انٹرویو بہت اچھا لگا۔ انٹرویو میں حضرت جی کی زندگی کے بہت سے پہلوؤں سے آگاہی حاصل ہوئی۔ میری تجویز ہے کہ ہر بار سلسلہ عالیہ کے کسی رہنما کا انٹرویو شامل کیا جائے۔ امین جاوید، راولپنڈی

ٹائٹل منفرد تھا

گزشتہ ماہ میگزین کا ٹائٹل منفرد تھا۔ میگزین مسلسل ترقی کی طرف گامزن ہے۔ مولانا اکرم اعوان صاحب کی تحریریں پڑھ کر دلی سکون محسوس ہوتا ہے اور یہ تحریریں ہم جیسے لوگوں کے لئے خود احتسابی کا باعث بھی ہیں۔ اگر میں کوئی تحریر ارسال کروں تو وہ شائع کر دیں گے۔
محمد آصف، گوجرانوالہ

مضمون طویل تھا

گزشتہ شمارے میں خالد بن ولیدؓ کا مضمون بہت طویل تھا۔ اتنے طویل مضامین نہ دیا کریں یا پھر انہیں قسط وار شائع کیا کریں۔
جمیل اویسی، فیصل آباد

دل و دماغ روشن ہو گیا

اگست کے شمارے میں امیر محمد اکرم اعوان کا مضمون عزت کا معیار پڑھا تو میرے دل و دماغ روشن ہو گئے۔ واقعی حقیقت ہے کہ آج کا المیہ یہ ہے کہ ہر شخص عزت و وقار کی دوڑ میں مصروف عمل ہے۔ عزت کے لئے انسان کی سوچیں، انسان کی کوششیں مختلف سمتوں میں رواں دواں ہوتی ہیں۔ حضرت جی کا تصور پڑھ کر دلی اطمینان ہوا۔
صغیر احمد، جلالپور جٹاں

الجھنیں حل ہوتی ہیں

عرصہ ایک سال سے المرشد کا قاری ہوں۔ میگزین میں روحانی اور انقلابی خطبات پڑھ کر دل کو جلا ملتی ہے اور زندگی کی الجھنیں حل ہوتی ہیں
نعیم احسن، لاہور

چند تجاویز

میں المرشد کے حوالے سے چند تجاویز ارسال کر رہا ہوں امید ہے آپ اسے میگزین میں شائع کر دیں گے اور باقی ساتھیوں سے اس پر رائے بھی لیں گے۔

مضامین کا انتخاب کرتے وقت ماہ رواں کے حوالے سے کوئی نہ کوئی چیز شامل کیا کریں اس سے دلچسپی بڑھتی ہے۔

حضرت جی کا ایک تازہ ترین بیان ضرور شامل کیا کریں تاکہ ہم ملکی حالات کے بارے میں فوری رہنمائی حاصل کر سکیں۔ سابقہ شماروں سے اقتباسات کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ رفیق احمد، چکوال

کرنٹ افیئرز پر مواد شائع کریں

المرشد ایک معیاری میگزین ہے۔ اس میں شامل تحریریں پڑھ اسلام کے بارے میں تصورات واضح ہوتے ہیں۔ میں نے تین سال قبل المرشد کا مطالعہ شروع کیا تھا۔ اب اس کا شیدائی ہو گیا ہوں ہر ماہ بے چینی سے میگزین کا انتظار رہتا ہے۔ برائے مہربانی اس میں کرنٹ افیئرز کے حوالے سے تحریریں بھی شائع کیا کریں تاکہ ہمیں حالات حاضرہ کے بارے علم ہو سکے۔ اس کے علاوہ اسلام اور سائنس کے موضوع پر کوئی مستقل سلسلہ شروع کیا جائے اس طرح نئے لوگوں کی میگزین میں دلچسپی بڑھے گی۔ افضل کریم، اسلام آباد